بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیرِ سرپرستی:
عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبدالحفیظ صاحب قبلہ
سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

جلد نمبر ۴۳ شمارہ ۳

مارچ ۲۰۱۹ء

رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی
منیجر: محمد محبوب عزیزی
تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی
مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی
مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی
مولانا محمد عبدالمبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ یو۔پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY
Mubarakpur. Azamgarh
(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ: 25 روپے
سالانہ: 250 روپے

کوڈ نمبر ——— 05462
دفتر ماہنامہ اشرفیہ ——— 250149
الجامعۃ الاشرفیہ ——— 250092
دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ
500 روپے
دیگر بیرونی ممالک
20 $ امریکی ڈالر £ 15 پونڈ

چیک اور ڈرافٹ
بنام
مدرسہ اشرفیہ
بنوائیں

A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532
اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں
یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔
http://www.aljamiatulashrafia.org
E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشمولات

اداریہ	۴۴؍واں عرس حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	۳
	اعترافات		
ہدیۂ تشکر	سپاس نامے	عزیز ملت علامہ عبدالحفیظ عزیزی	۶
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں.............	مفتی محمد نظام الدین رضوی	۹
	نظریات		
فکر امروز	شہر چھپوا کے مناظرے کی روداد	مولانا محمد علاء الدین خنجر گیاوی	۱۵
	اسلامیات		
شعاعیں	خواجہ غریب نواز کی مومنانہ بصیرت اور اخلاق کریمانہ	حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی	۱۸
معارفِ رضا	امام احمد رضا کا علمِ لدنی	مفتی محمد قمر الحسن قادری	۲۱
	چشتیات		
بزمِ تصوف	سرکارِ کلاں حضرت سید مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ	مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی	۲۵
	بزم دانش		
فکر و نظر	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ- افکار اور کارنامے	مفتی محمد ساجد رضا مصباحی/مفتی محمد احکام چشتی مصباحی	۲۸
	ادبیات		
روحانی سفرنامہ	محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عرس میں شرکت اور چند کتابوں کا مختصر تعارف	مبارک حسین مصباحی	۳۹
خیابانِ حرم	نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سید محمد نور الحسن نور نوابی/قمر جیلانی قمر ٹانڈوی	۴۴
	وفیات		
سفرِ آخرت	شفیقِ ملت حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	۴۵
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	غلام مصطفیٰ، روناہی/مریم ثقلینی، شاہجہاں پور		۴۹
	سرگرمیاں		
رودادِ چمن	اعزازی ممبران کی فہرست		۵۱
خیر خبر	اتر دیناج پور بنگال میں امام احمد رضا سیمینار و کانفرنس/سہلاؤ شریف میں عرس بخاری و جلسۂ دستار فضیلت/ جامعہ اشرفیہ میں مسابقۂ علوم حدیث		۵۴

اداریہ

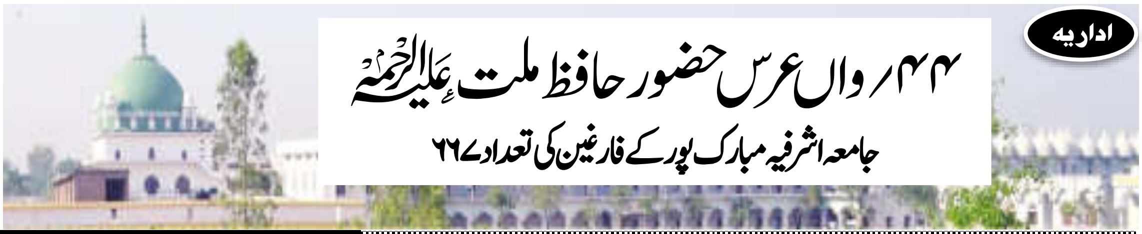

۴۴/ واں عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فارغین کی تعداد ٦٦٧

مبارک حسین مصباحی

ابو الفیض استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز کا وصال مبارک یکم جمادی الآخرہ دوشنبہ شب ۱۱/ بج کر ۵۵/ منٹ پر ۱۳۹۶ھ مطابق ۳۱/ مئی ۱۹۷۶ء میں ہوا۔ اس طرح سن ہجری کے اعتبار سے ۴۴/ واں عرس ہوا۔ حضور حافظ ملت کی شخصیت دینی، علمی، روحانی اور تعمیری وغیرہ رخوں سے ملک اور بیرون ملک محتاجِ تعارف نہیں، دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ بڑی کامیابیوں کے ساتھ مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حضور حافظ ملت ایک انتہائی صالح بزرگ اور تہجد گزار تھے، آپ عہدِ طالب علمی میں اجمیر مقدس میں اعلیٰ حضرت حضور شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے، اس کے بعد آپ نے مبارک پور میں آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد امجد علی اعظمی قدس سرہ نے بھی خلافت سلسلہ عالیہ قادریہ کی عطا فرمائی۔ اس طرح حضور حافظِ ملت سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ کے سنگم ہو گئے۔ آپ پر تمام اکابر ومشائخ کے بھی فیوض وبرکات تھے، بڑی تعداد میں آپ کے مریدین ومتوسلین بھی پائے جاتے ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین پیرِ طریقت حضرت عزیزِ ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی دامت برکاتہم العالیہ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور آپ کے روحانی اور علمی کاموں کی بحسن وخوبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ عرس حضور حافظِ ملت کی تمام ذمہ داریاں بھی آپ اپنے معاونین کے ساتھ پوری فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سرکار ﷺ کے طفیل صحت وسلامتی عطا فرمائے۔ جماعتِ اہلِ سنت کے سروں پر آپ کا سایۂ کرم دراز فرمائے۔ آمین۔

حضور حافظ ملت نے علوم وفنون کی تکمیل فرمائی اور ۲۹/ شوال ۱۳۵۲ھ/ ۱۴/ جنوری ۱۹۳۴ء میں آپ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے۔ آپ نے ایک مدرسے کو دار العلوم اور پھر اسے ۱۹۷۲ء میں جامعہ میں بدل دیا، یہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور عہدِ حاضر میں ملک بھر میں اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کا مزارِ اقدس مبارک پور میں مرجعِ خلائق ہے۔ ہند اور بیرونِ ہند میں موجود آپ کے تلامذہ، مریدین اور اہلِ عقیدت حاضر ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کامل کا آستانہ ہے، یہ اپنے عہد کے قطب الارشاد کی درگاہ ہے، ان کے وسیلے اور فیض سے دلوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

عرس حافظِ ملت کی پہلی تقریب: یکم جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۷/ فروری ۲۰۱۹ء میں آپ کا چوالیسواں عرس تھا، صاحبِ سجادہ حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت وسیادت میں ۶/ فروری ۲۰۱۹ء میں نمازِ فجر کے بعد آپ کی خانقاہ عالیہ پر عرس کا آغاز ہوا، پہلے قرآن خوانی ہوئی، نعت ومنقبت اور مواعظِ حسنہ ہوئے۔ انجمن غوثیہ کے زیرِ اہتمام بڑی مقدار میں حلوہ تیار ہوتا ہے، فاتحہ خوانی کے بعد حضرت صاحبِ سجادہ دامت برکاتہم العالیہ نے شجرہ خوانی فرمائی اور پھر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ، تمام انبیا ورسل علیہم السلام، صحابۂ کرام اور تمام اولیاے عظام کی بارگاہوں میں ایصالِ ثواب کیا گیا، خاص طور پر ابو الفیض حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کی بارگاہ اور ان کے اہلِ خانہ کی ارواحِ پاک کو ایصالِ ثواب فرمایا۔ آپ نے تمام موجودین، عالمِ اسلام اور پوری دنیا میں امن وسلامتی کے لیے دعا فرمائی، بارگاہِ الٰہی میں اپنے مخصوص انداز میں عجز وانکساری کے ساتھ فلاح وکامرانی کے لیے دعائیں فرمائیں، یہ عرس کی پہلی تقریب تھی جو بحسن وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

پہلا اجلاسِ عام: حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ کے دوروزہ عرس پاک کی پہلی شب میں علما اور عوام کا جم غفیر تھا۔ عزیزی اسٹیج پر علما اور مشائخ جلوہ افروز تھے۔ بعد نماز عشا تلاوت قرآن مجید سے محفل کا آغاز ہوا، اس کے بعد یکے بعد دیگرے خطبا نے مذہب حق کی حقانیت اور اسلام کے وسیع مفاہیم پر مشتمل خطابات کیے اور شعرا نے نعتیں اور منقبتیں پڑھیں۔ نثر ونظم میں صاحب عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے کارناموں کا ذکرِ خیر کیا گیا، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں نظم وضبط برقرار رکھنے اور ہمہ وقت متحرک

رہنے کا حکم دیتا ہے ہماری نئی نسل آلات لہو ولعب کے سحر میں کھو کر اپنا وقت اور اپنی صلاحیت دونوں برباد کر رہی ہے، یہ مغربی اور مسلم دشمن ملکی سازشیں ہیں جو مسلم نوجوانوں کو پوری طرح ناکارہ اور زوال آمادہ بنانے پر تلی ہوئی ہیں، تاکہ قوم مسلم کا مستقبل سنوارنے کا خواب دیکھنے والے یہ نوجوان خواب خرگوش میں مست ہوجائیں اور ان کی زندگی حقیقی اسلام سے کوسوں دور چلی جائے۔

تقریباً گیارہ بجے صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات نے اساتذہ، طلبہ جامعہ اشرفیہ اور دیگر مصنفین کی دو درجن سے زائد جدید تصنیفات کی رسم رونمائی فرمائی جن میں خصوصیت کے ساتھ نوائے دل، فروغ رضویات میں فرزندان اشرفیہ کی خدمات، خلاصہ سیرت ابن ہشام، گستاخان صحابہ کا انجام، اسلام کا تصور نظافت، تنقید برمحل، رضابک ریویو کا حجۃ الاسلام نمبر، فرحت میلاد کی برکت اردو ترجمہ نہایت الذین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین، نشے کی تباہ کاریاں ترجمہ ''ذَمُّ الْمُسْكِر'' اور اربعینِ ابو حنیفہ، ترجمہ ''المنتخب من شرح مسند ابی حنیفہ'' وغیرہا کتب قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ابتدا میں فرمایا: کہ الحمدللہ جماعت اہل سنت میں بڑی تیزی کے ساتھ نئے قلم کاروں کی قلمی صلاحتیں سامنے آرہی ہیں اور وہ مختلف ضروری موضوعات پر اپنی اور دیگر قدیم مصنفین کی کتابوں کے تراجم منظر عام پر لا رہے ہیں۔ میں سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس سے قبل مفتی زاہد علی سلامی نے طلبہ تنظیم مجلس خیر خواہ کی کوششوں پر ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ یہ تنظیم عرس عزیزی میں مذہبی امور کی دیکھ ریکھ کرتی ہے اور لوگوں پر نمازوں کی طرف رغبت دلا کر انھیں مسجد پہنچانے کا انتظام بھی کرتی ہے۔ جن خطبا کی تقریریں ہوئیں ان میں مولانا محمد ہارون مصباحی، مولانا توصیف رضا مصباحی سنبھلی وغیرہم کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ آخری تفصیلی خطاب خلیفۂ عزیز ملت مولانا وقار احمد عزیزی بھیونڈی کا ہوا جس میں آپ نے جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی مقدس زندگی کے اہم گوشوں کو بیان فرمایا، جامعہ اشرفیہ کی بین الاقوامی تعلیمی اور تبلیغی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ''شیخ المشائخ مرشدِ طریقت حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی، محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد صاحب اشرفی جیلانی کچھوچھوی، صدر الشریعہ حضرت علامہ شاہ امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا بریلوی، سید العلما حضرت علامہ شاہ آلِ مصطفیٰ قادری برکاتی اور مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن اڑیسوی وغیرہم جیسے عظیم وجلیل اساطین امت کی دعائیں شامل ہیں، ہزاروں سیلاب بلا اس کی ترقی کا راستہ نہ روک سکے ہیں نہ ان شاءاللہ روک سکیں گے۔'' مولانا زاہد اعظمی نے نظامت کی ذمہ داری نبھائی۔ شہزادۂ حضور حافظِ ملت حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ مائک پر جلوہ گر ہوئے، آپ نے کچھ نصیحت آمیز ارشادات سے نوازا، زائرین، منتظمین اور علما و مشائخ کا شکریہ ادا فرمایا، صلاۃ وسلام کے بعد حضور صاحبِ سجادہ کی دعاؤں پر پہلا اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

عرس کا دوسرا اجلاس: دوسری شب بعد نماز عشا قاری عبدالسلام قادری کی تلاوت اور مولانا قیصر اعظمی کی نقابت میں اجلاس کا آغاز ہوا، یکے بعد دیگرے نعتوں اور منقبتوں کا بھی سلسلہ جاری رہا، خطاب کرنے والوں میں مولانا جمیل اختر مصباحی، مولانا ناظم عدالت قادری، ہالینڈ، مولانا فاروق نظامی علیمی، جمداشاہی مفتی منظور احمد عزیزی، سلطان پور، مولانا سید حسنین میاں، الہ آباد، مولانا تحسین رضا مصباحی، بارہ بنکی، مولانا عبدالرشید داؤدی، جموں وکشمیر، مولانا نعیم اختر مصباحی، ممبئی کے اسما قابلِ ذکر ہیں، ان علمائے کرام نے بڑے پر مغز خطابات فرمائے، اپنے خطاب میں حضرت مولانا عبیداللہ خان اعظمی نے فرمایا:

''قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا ارشاد فرمائی: اے اللہ مجھے بھلی دنیا عطا فرما اور اچھی آخرت سے بھی نواز۔ اس دعا کا تقاضا ہے کہ ہمیں اپنے دنیوی معاملات بھی اچھے رکھنے ہیں اور اپنی اچھی آخرت کی بھی فکر کرنی ہے۔ اسلام دو مضبوط بازوؤں کا نام ہے، ایک مذہب، دوسرا سیاست۔ مختلف عہد کی اسلامی تاریخیں پڑھیں تو اندازہ ہوگا کہ جو اہل علم مذہبی امور کی انجام دہی کی کوشش کرتے تھے وہی علما سیاسی رموز بھی رکھتے تھے اور ملکی سیاست میں ان کے مشوروں کو دخل ہوتا تھا۔ دینی علوم اور عقلی فنون کے ماہرین ملک کی خدمت کا جذبہ بھی رکھتے تھے، علامہ فضل حق خیرآبادی اپنے وقت کے اعلیٰ حضرت تھے، ساتھ ہی مغل حکمراں بہادر شاہ کے مشیر اور مرزا غالب کے استاذ بھی تھے، اور دہلی کی جامع مسجد میں انھوں نے ہی انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد جاری کیا تھا جس کی پاداش میں انھیں کالا پانی کی اذیت ناک سزا سنائی گئی تھی۔ اس لیے ایک عظیم جامعہ سے دین کے ماہرین بھی پیدا ہوں اور سیاسی رہنما بھی۔''

جانشین حافظ ملت حضرت عزیز ملت نے چھ افراد کو سلسلہ عالیہ قادریہ، رضویہ، امجدیہ، عزیزیہ کی خلافت واجازت سے نوازا۔ جن کے

اسمائے گرامی اس طرح ہیں:

(۱) حضرت مولانا مفتی نعیم اختر مصباحی، دار العلوم محمدیہ، ممبئی۔ (۲) حضرت مولانا مفتی رحمت علی مصباحی، کولکاتا۔ (۳) حضرت مولانا محمد سلمان رضا فریدی بارہ بنکوی، مسقط، عمان۔ (۴) حضرت مولانا شمس الہدیٰ عزیزی۔ (۵) حضرت مولانا شمس الحق صاحب، ویشالی۔ (۶) حضرت مولانا سید غلام حیدر صاحب۔

دو اہم شخصیات کو تنظیم ابنائے اشرفیہ کی جانب سے "حافظ ملت ایوارڈ" دیا گیا۔ پہلا ایوارڈ اشرف العلما عارف باللہ حضرت علامہ مولانا سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھوی بانی دار العلوم محمدیہ ممبئی اور دوسرا ایوارڈ حضرت مولانا محمد اقبال مصباحی، برطانیہ۔ ان دونوں بزرگوں کو تنظیم ابنائے اشرفیہ مبارک پور کے صدر اعلیٰ حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم العالیہ کی جانب سے جاری کردہ سپاس نامے بھی آپ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

قل شریف سے قبل سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ نے متعدّد فقہی سوالوں کے جوابات عطا فرمائے جو آپ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

شب ۱۱ر بج کر ۵۵ر منٹ پر قل شریف کی محفل ہوئی، قراے کرام کی تلاوت کے بعد صاحبِ سجادہ حضور عزیزِ ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ دامت برکاتہم العالیہ نے شجرہ خوانی فرمائی، یہ مبارک وقت عرس کی روح ہوتا ہے، جو جہاں ہوتا ہے اکتساب فیض کے جذبات سے سرشار ہوتا ہے، شجرہ خوانی کے دوران ہر طرف آمین آمین کی پر سوز آوازیں آ رہی تھیں، حضرت عزیزِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کی دعا پر قل شریف کا اختتام ہوا۔

امسال جامعہ کے مختلف شعبوں میں فارغین کی تعداد ۶۶۷ ہے جن میں ۲۷۸ کو دستار دی گئی، بقیہ کو صرف سند دی جاتی ہے۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے:

تحقیق فی الفقہ	۱۲	تحقیق فی الحدیث	۸	
تحقیق فی الادب	۲	مشق افتا	۷	
فضیلت	۲۱۱	فضیلت خصوصی	۱	
حفظ	۳۷	**میزان**	۲۷۸	کی دستار بندی ہوئی
تربیت تدریس	۲	مولوی و قاری (روایت حفص)	۱۶۸	
عالم	۲۱۹	**میزان**	۳۸۹	انھیں صرف سند دی گئی یا دی جائے گی

کل فارغین = ۶۶۷

پورا عزیزی اسٹیج علما و مشائخ سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں حضرت مولانا محمد نصیر الدین عزیزی، علامہ محمد احمد مصباحی، علامہ یٰسین اختر مصباحی، مولانا محمد ادریس بستوی، مفتی محمد نظام الدین رضوی، مولانا محمد عبد المبین نعمانی، مولانا عبد الحق رضوی، مولانا نعیم الدین عزیزی، مولانا سلطان رضا مصباحی، برطانیہ، مولانا نعیم اختر مصباحی ممبئی، مولانا مفتی ازہر القادری، مفتی محمد صادق مصباحی، مولانا سلمان رضا فریدی، مسقط، مولانا قاری اسلام اللہ عزیزی، قاری نور الہدیٰ مصباحی، قاری جلال الدین قادری، مولانا مجاہد حسین حبیبی، مولانا رحمت علی مصباحی، کولکاتا، مولانا مجاہد حسین مصباحی، الہ آباد، مولانا نثار احمد مصباحی، مولانا ازہار احمد امجدی، مولانا محمد افروز قادری، وغیرہم کا نام لیا جاسکتا ہے۔

پروگرام کے آخر میں حضور صاحبِ سجادہ، شیخ طریقت سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ نے مختصر ناصحانہ باتیں ارشاد فرمائیں، عرس کے جملہ منتظمین، اراکین جامعہ، پولیس محکمہ اور ڈاکٹروں کی ٹیموں کا شکریہ ادا کیا اور عرس عزیزی میں صفائی اور نمازوں کا خاص اہتمام کرنے کی کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے طلبہ تنظیم مجلس خیر خواہ کے ممبران کو مبارک باد پیش کی اور ایک اہل خیر کی طرف سے انھیں پندرہ ہزار کی رقم دینے کا اعلان بھی فرمایا۔ آپ نے جامعہ کے معاونین کی ستائش کی اور اشرفیہ کا اعزازی ممبر بنانے والے الحاج مولانا قاری محمد اسلام اللہ عزیزی ممبئی، الحاج اسرار الحسن لال چوک، مبارک پور اور دیگر معاونین کی تحسین فرمائی۔ عرس عزیزی میں اعزازی ممبر شپ حاصل کرنے والے تمام خوش نصیبوں کے اسمائے گرامی بھی آپ اسی شمارے میں پڑھیں گے۔ ☆☆

ہدیۂ تشکر

حافظ ملت ایوارڈ کے

سپاس نامے

سپاس نامہ

بخدمت اشرف العلماء حضرت مولانا **سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی** علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بڑی خوشی کی بات ہے کہ تنظیم ابنائے اشرفیہ [مبارک پور] اس سال عرس عزیزی کے موقع پر اشرف العلماء حضرت مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی دینی، علمی، تعلیمی و تدریسی خدمات کے اعتراف میں انھیں ''حافظ ملت ایوڈ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے ۔

اشرف العلماء سید حامد اشرف علیہ الرحمہ حضرت مولانا سید شاہ مصطفی اشرف علیہ الرحمۃ کے دوسرے صاحب زادے ہیں۔ حضرت مولانا سید مصطفی اشرف شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے فرزندار جمند ہیں۔ اشرف العلما اس دین دار اور سادات گھرانے میں ۱۳۴۹ھ/۱۱ر جولائی ۱۹۳۰ء بروز جمعہ کچھوچھہ مقدسہ میں پیدا ہوئے۔ رسم بسم اللہ جد مکرم حضور اشرفی میاں نے ادا کرائی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کی، اعلیٰ التعلیم کے لیے والد محترم نے دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ میں داخلہ کرا دیا۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے داخلہ لیا اور ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں علما و مشائخ کے ہاتھوں دستار و سندِ فضیلت سے نوازے گئے۔ آپ کے اساتذہ میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مرادآبادی، حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی، حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی، حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی اور حضرت مولانا آل رسول سنبھلی علیہم الرحمہ شامل ہیں۔

فراغت کے بعد ۱۹۵۲ء میں تدریسی خدمات کا آغاز مدرسہ حمیدیہ رضویہ، بنارس سے کیا۔ ۱۹۵۳ء میں دارالعلوم اشرفیہ، مبارک پور میں استاد مقرر ہوئے اور ۱۹۶۷ء تک درس دیتے رہے۔ ۱۵ر مئی ۱۹۶۷ء کو احباب اہلِ سنت کی دعوت و اصرار اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی اجازت سے زکریا مسجد، بمبئی میں امامت و خطابت کے لیے تشریف لے گئے۔ اشرف العلماء کو والد ماجد قدوۃ الاصفیاء مولانا سید شاہ مصطفی اشرف علیہ الرحمۃ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ آپ اوصاف میں اپنے بزرگوں کے مظہر کامل تھے، درس کے علاوہ اوقات بھی طاعات و عبادات سے معمور رہتے تھے، انتہائی متواضع، خلیق اور ہمدرد خلائق تھے۔

مسلمانان بمبئی پر جن دو بزرگوں کے زیادہ احسانات ہیں ان میں ایک سید العلما مولانا سید آل مصطفیٰ قادری اور دوسرے اشرف العلماء مولانا سید محمد حامد اشرف جیلانی علیہما الرحمہ کی ذات ہے۔ ان دونوں بزرگوں میں غایت درجہ الفت و محبت کا جذبہ قائم تھا اور ادب و اکرام اور خبر گیری کی فضا بڑی خوش گوار تھی۔ حضرت سید العلماء علیہ الرحمۃ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے صدر تھے اور اشرف العلما بمبئی کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے ''سنی دارالعلوم محمدیہ'' کے بانی، جسے انھوں نے ۱۴ر صفر المظفر ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۵ر مئی ۱۹۶۷ء کو زکریا مسجد کی امامت و خطابت کے دوران رفاعیہ مسجد میں قائم کیا تھا۔ بعد میں یہ دارالعلوم جورِ زمانہ کا شکار ہو کر بند ہو گیا لیکن آپ اطمینان و سکون سے بیٹھ نہ رہے بلکہ ہر لمحہ اسی سوچ میں رہتے کہ کسی طرح سنی دارالعلوم کے قیام کی راہ دوبارہ ہموار ہو۔ بالآخر باؤلا مسجد، دلائل روڈ، ممبئی میں دارالعلوم محمدیہ کے قیام کا انتظام ہو گیا۔ چناں چہ ۱۱ر شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۰ر نومبر ۱۹۶۸ء کو باؤلا مسجد میں سید طفیل اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے مبارک ہاتھوں سے

اس کا افتتاح ہوا۔ موجودہ وقت میں بینارہ مسجد سے متصل ایک بڑی عمارت میں یہ ادارہ پوری شان سے جاری ہے۔ اور باؤلا مسجد میں بھی اس کی شاخ قائم ہے جہاں حفظ وقراءت کی درس گاہیں ہیں۔ ان دونوں میں مجموعی طور پر تقریباً ۵۰۰ طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، جس کے لیے ۲۹ ر اساتذہ اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ مختلف شعبہ جات میں عربی، فارسی درس نظامیہ، حفظ، قراءت، انگلش، مراٹھی، عربی، مراٹھی اور انگلش کنورزیشن اور شعبۂ کمپیوٹر کا نام لیا جاسکتا ہے۔ حضرت اشرف العلما علیہ الرحمۃ نے ۳۸ ر برس کا لمبا عرصہ سرزمینِ ممبئی میں گزارا اور اپنی خدماتِ جلیلہ کے روشن نقوش چھوڑے۔ تعلیم، تدریس، تنظیم اور بیعت وارشاد کے کاموں میں بے پناہ مصروفیت کی وجہ سے تحریر وتصنیف کا زیادہ کام نہیں کر سکے، البتہ مختلف موضوعات پر ''خطباتِ جمعہ'' مرتب کیے اور اپنے جد کریم کی تصنیف کردہ کتاب ''صحائف اشرفی'' کو مرتب کر کے شائع کیا، ساتھ ہی ''سنی دارالعلوم محمدیہ کی کہانی اشرف العلما کی زبانی'' بھی ان کے قلم کی یادگار ہے۔ ۱۸ ر صفر المظفر ۱۴۲۵ھ ر مطابق ۹ ر اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعہ ممبئی میں ہی آپ کا وصال ہوا۔ ۱۱ ر اپریل ۲۰۰۴ء بعد نماز ظہر کچھوچھہ مقدسہ میں تدفین عمل میں آئی۔

اشرف العلما علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں بیش بہا علمی وتدریسی خدمات انجام دیں، ان کے سماجی وملی کارنامے بھی بہت ہیں، انھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی واقتصادی زبوں حالی کو ختم کرنے میں کافی اہم رول ادا کیا ہے اور انھیں تہذیبی شناخت دی ہے۔ ان کے سیکڑوں تلامذہ وخلفا پوری دنیا میں اسلام وسنیت کی بیش بہا خدمات پیش کر رہے ہیں اور ان کی قائم کردہ دینی دانش گاہیں علم وعمل کی کاشت کر رہی ہیں اور اہل ذوق ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔ آج وہ گرچہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن ان کا لگایا ہوا چمن، ان کے تربیت یافتہ شاگردوں کی جماعت ان کے مشن کو زندہ کیے ہوئے ہے۔ اللہ ان کا علمی وروحانی فیضان مزید عام فرمائے، آمین۔

مورخہ: یکم جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ　　　　عبدالحفیظ عفی عنہ

۷ ر فروری ۲۰۱۹ء، جمعرات　　　　[صدر تنظیم ابنائے اشرفیہ وسربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ]

سپاس نامہ

بخدمت گرامی ناصر اہل سنت، فاضل گجرات حضرت مولانا **محمد اقبال مصباحی**، مدظلہ العالی

[امام وخطیب مسجد نور الاسلام، بولٹن، یوکے]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * نحمدہ و نصلي علی رسولہ الکریم

آج چوالیسویں عرس عزیزی، مبارک پور کے فیض بار موقع پر ''تنظیم ابنائے اشرفیہ'' ناصر اہل سنت، فاضل گجرات حضرت مولانا محمد اقبال مصباحی گجراتی مدظلہ العالی کی دینی، دعوتی اور اصلاحی خدمات کے اعتراف میں انھیں ''حافظ ملت ایوارڈ'' تفویض کرتی ہے۔

مولانا محمد اقبال مصباحی بن جناب ابراہیم صاحب صوبہ گجرات کے مردم خیز شہر بھڑوچ کے گاؤں ''وُہرآمنی'' میں یکم مارچ ۱۹۵۴ء کو پیدا ہوئے ناظرہ اور اسکول کی تعلیم گاؤں ہی میں ہوئی، اس کے بعد گجرات کی عظیم وقدیم درس گاہ ''دارالعلوم مسکینیہ'' دھوراجی میں داخل ہوئے، وہاں مختلف اساتذہ خاص طور سے مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ کے شاگرد مفتی احمد میاں کی تربیت میں عالمیت کا نصاب مکمل کیا اور ۲۱ ر نومبر ۱۹۷۳ء میں ہندوستان کی مشہور وبافیض درس گاہ ''دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم'' مبارک پور میں داخلہ لیا اور جلالۃ العلم، ابوالفیض حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم پر علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اشرفیہ میں جن ارباب علم ودانش کی بارگاہوں سے اخذ واکتساب علم کیا، ان میں حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، علامہ قاضی شمس الدین رضوی، جون پوری، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اور علامہ عبدالشکور عزیزی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ آپ کو حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے بیعت وارادت حاصل ہے اور ان سے ایک حدیث کا درس بھی لیا ہے۔ اشرفیہ سے فراغت کے بعد اپنے گاؤں ہی میں امامت وخطابت اور تدریس سے منسلک ہوگئے، ۱۹۷۹ء میں حضرت پیر سید نورانی بابا قدس سرہ کے ایما پر ''مسجد غوثیہ'' بلیک برن کی کمیٹی نے آپ کو برطانیہ مدعو کیا، آپ نے وہاں چند ماہ خدمت انجام دی، پھر بولٹن کی مسجد

"نورالاسلام" میں خطیب وامام مقرر ہوئے اور تاحال وہیں خدمت انجام دے رہے ہیں، وہاں ایک مکتب بھی جاری تھا آپ نے اسے ترقی دے کر درس نظامی کی تعلیم تک پہنچایا۔ وہاں سے آپ کے دو صاحب زادے اور دیگر چند طلبہ نے عالمیت کا کورس مکمل کیا، اس ادارے کی ترقی اور طلبہ کے سنوارنے میں حضرت مولانا مفتی محمد ایوب اشرفی کا بھی ناقابل فراموش حصہ ہے۔

آپ نے "کتب خانہ قادریہ" کے ذریعے دینی کتابوں کی خرید وفروخت کا سلسلہ بھی شروع کیا اور اس سے حاصل ہونے والا منافع اپنی ذات پر نہ خرچ کر کے برطانیہ اور ہندوستان کے طلبہ وعلما کے لیے مختص کر رکھا ہے، کتابوں کے ذریعے یا نقد کی صورت میں ان کا تعاون کرتے رہتے ہیں۔ یوں تو بہت سے دینی مدارس اور علمی اداروں کے تعاون کے لیے آپ کا دست کرم کھلا رہتا ہے، لیکن مادر علمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ان کے دل کی دھڑکنوں میں رچا بسا ہے، وہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی میں خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی طرف راغب کرتے ہیں۔ آپ کی ایک تصنیف "حج وزیارت کی دعائیں" المجمع الاسلامی، مبارک پور کی جانب سے چھپ کر تقسیم ہو چکی ہے، جس میں دعائیں تو عربی میں ہیں اور ہدایات اردو انگریزی اور گجراتی زبان میں رکھی گئی ہیں تاکہ تینوں زبانوں کے جاننے والوں کے لیے یکساں مفید ہو۔ دوسری کتاب "المصباح الجدید" (تصنیف: حافظ ملت علیہ الرحمہ) کا گجراتی ترجمہ ہے۔ دین داروں سے محبت، علما ومشائخ سے عقیدت اور طالبان علوم نبویہ کی کفالت نے آپ کا قد بہت اونچا کر دیا ہے، رب قدیر اپنے محبوبوں کے صدقے مولانا موصوف کو صحت وسلامتی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے اور تا عمر دین متین کی خدمت اور اسلامی علوم وفنون کی نشر واشاعت سے سرفراز فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم۔

مورخہ: یکم جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ — عبدالحفیظ عفی عنہ
۷ر فروری ۲۰۱۹ء، جمعرات — [صدر تنظیم ابنائے اشرفیہ وسربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ]

(ص: ۲۷ رکا بقیہ)

اعلان سجادگی کے ان جملوں سے جہاں بارگاہ اشرفی میاں میں حضور سرکار کلاں کی محبوبیت و مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ سرکار کلاں کی سجادگی کا حکم حضور مخدوم پاک کی طرف سے اشارۂ غیبی کے طور پر تھا، اس بات کی شہادت اس سے بھی ملتی ہے کہ جب حضور اشرفی میاں نے سرکار کلاں کو اس عمر میں اپنا جانشین منتخب کیا تو آپ کے والد گرامی عالم ربانی علامہ سید احمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس وقت بقید حیات تھے حضور اشرفی میاں سے عرض گزار ہوئے "حضور بیٹے کی موجودگی میں پوتے کی جانشینی کی بات سمجھ میں نہیں آتی تو اشرفی میاں نے ارشاد فرمایا بیٹا جو کچھ کیا ہے وہ اشارہ غیبی کے مطابق کیا ہے حضور مخدوم پاک کا یہی حکم ہے۔ (مرشد کامل ص ۷۶)

آپ زہد و ورع کے اس بلند مقام پر فائز تھے کہ سخت سے سخت مشکل اور شدید بیماری میں بھی آپ کا قدم حد شرع سے باہر نہیں جاتا، نماز سے غیر معمولی شغف تھا نہایت ہی ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی نماز قضا نہ ہونے دیتے بلکہ ایسے حالت میں بھی آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ نماز ادا فرماتے اور کبھی قضا ہو جاتی تو رنج والم میں ڈوب کر اظہار افسوس کرتے، جب آپ لکھنؤ میں زیر علاج تھے اور عیادت کے لیے حضرت مولانا مفتی محمد رضاء الحق اشرفی اور دیگر اساتذہ جامع اشرف لکھنؤ پہنچے، مزاج پرسی کے دوران سرکار کلاں علیہ الرحمۃ نے جو حضرات علمائے ذوی الاحترام سے فرمایا وہ ہمارے لیے قابل تقلید اور حضور سرکار کلاں علیہ الرحمۃ کے کمال تقویٰ پر دال ہے۔ آپ نے فرمایا: تین دنوں تک نہایت پریشانی میں وقت گذرا، پیشاب میں سخت تکلیف تھی، بار بار پیشاب کی حاجت پڑتی تھی وضو رکھنا دشوار ہو گیا تھا اتنا ضعف تھا کہ کھڑا ہونا مشکل تھا، کبھی کبھی غشی بھی آجاتی تھی مگر بحمد اللہ ایک وقت بھی نماز قضا نہ ہوئی پوری دقت کے ساتھ پیشاب کو روکتا اور باوضو رہتا تھا۔ بحمدہ تعالیٰ پورے آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ فقیر نے نمازیں ادا کیں ہیں ایک دن نہایت کمزوری تھی بغیر سہارے میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا نماز کا وقت ہو چکا تھا کھڑے ہونے کی پوری کوشش کی مگر پیروں میں بالکل قوت نہیں تھی افضل (خادم حضور سرکار کلاں) سے کہا مجھے کھڑا کر دو افضل نے کہا حضور بیٹھ کر ہی پڑھ لیجیے میں نے کہا مجھے مسئلہ نہ بتاؤ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو سہارے سے اس نے مصلے پہ کھڑا کر دیا اس کے بعد بحمدہ تعالیٰ پوری نماز قیام ورکوع اور سارے ارکان آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ ادا کیا یہ میرے رب کا فضل عظیم ہے۔ (مرشد کامل ص ۳۵)

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ مفتی **محمد نظام الدین رضوی** کی زبان فیض ترجمان سے

یہ مسائل عرس عزیزی ۱۴۴۰ھ کے سوال وجواب کے سیشن میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات ہیں، جسے مولانا محمد اعظم مصباحی درجۂ تحقیقِ ادب جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے موبائل سے نقل کر کے ادارہ کو ارسال کیا۔ افادیت کے پیشِ نظر اسے اس کالم میں شامل کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

بعدِ حمد و صلاۃ

برادران اسلام! دینی ضروری باتوں کو سیکھنے، سکھانے کے لیے یہ بزم قائم کی گئی ہے، جو فی الواقع حضور سیدِ عالم تاجدارِ بنی آدم و آدم ﷺ کی سنت کریمہ پر عمل ہے۔ عہدِ رسالت میں اس طرح کی محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔

ضروریاتِ دین اور بنیادی عقائد او فرائض کا علم حاصل کرنا فرض ہوتا ہے اور واجبات کا علم حاصل کرنا واجب اور سنن و مستحبات کا علم حاصل کرنا سنت اور مستحب ہوتا ہے۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے سوالات کس نوع کے ہیں ممکن ہے وہ ان سبھی انواع کو شامل ہوں۔ ہم ان شاء اللہ العزیز ان سب کے جوابات کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کریں گے۔

سوال (۱)- زید نے اپنی بیوی کے نام پراپرٹی لکھ دی اور لکھتے وقت دَین مہر کی ادائگی کی نیت نہ کی تھی، کچھ سالوں کے بعد اس نے دین مہر ادا کرنے کی نیت کی تو کیا اب مہر ادا ہو جائے گا؟

جواب: ظاہر یہ ہے کہ زید نے اپنی بیوی کے نام جو پراپرٹی یا زمین رجسٹری کرائی ہے وہ اس کے لیے تحریری ہبہ ہے، جس کا حاصل تملیک ہے یعنی مالک بنانا، لیکن ہبہ قبضہ کے بعد مکمل ہوتا ہے اور اسی وقت ملکیت بھی ثابت ہوتی ہے، اس لیے یہ دیکھا جائے:

(الف)- اگر زید کی بیوی نے ابھی تک اس رجسٹری شدہ زمین پر اپنا قبضہ نہیں کیا تو یہ ہبہ یا تملیک تام و مکمل نہیں، اس صورت میں شوہر کو یہ اختیار ہے کہ جو نیت کرنا چاہے کر لے، لہٰذا اگر شوہر بیوی کے قبضہ سے پہلے یہ نیت کر لے کہ وہ زمین اپنی بیوی کو مہر کے بدلے میں دے رہا ہے، مہر کی ادائگی کے لیے اس کو مالک بنا رہا ہے تو اس کی نیت صحیح ہے اور اس جائداد کی تملیک کے ذریعے بیوی کا مہر ادا ہو جائے گا، تملیک شوہر کا کام ہے، اس لیے نیت بھی اسی کی معتبر ہوگی۔

ہدایہ میں ہے:

”ومَن بعث إلى امرأته شيئا فقالت: هو هدية وقال الزوج: هو من المهر، والقول قولهٗ، لأنّه هُوَ الْمُمَلِّكُ، فكانَ اَعْرَفَ بجهةِ التّمليكِ، كيف، وأنّ الظّاهر أنّهٗ يسعىٰ فى إسقاط الواجب. قال: إلّا الطَّعَامَ الّذي يوكل فإنّ القول قولُهَا، والمراد منه ما يكون مهيّا للأكل، لأنّهٗ يُتَعَارَفُ هَدِيَة.“ (الهداية، ج:۲، ص:۳۱۷، كتاب النكاح، باب المهر، مجلس البركات، مباركفور)

(ب)- اور اگر بیوی اس زمین پر قبضہ کر چکی ہو تو ہبہ تام ہو گیا اور وہ پورے طور سے اس زمین کی مالک ہو چکی۔ اب زید کا اس زمین سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ گیا، لہٰذا اس زمین کی تملیک سے بیوی کے مہر کی ادائگی کی نیت نہیں کر سکتا، اسے الگ سے مہر مقرر ادا کرنا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۲)- موجودہ وقت میں اگر کوئی اسلام میں داخل ہو تو وہ مسلم قوم میں کون سی ذات اختیار کرے گا؟

جواب: ہمارے علما فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ہاتھ پر اس نے کلمہ پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہوا، وہ جس برادری کا ہے اُسی برادری سے یہ بھی شمار کیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

مسلمان ہونے سے دونوں جہان کی عزت حاصل ہوتی ہے مگر مذہب کسی قوم کا نام نہیں، نبی ﷺ کے زمانے میں جس قوم وقبیلہ کے لوگ اسلام لاتے بعد اسلام بھی اس قوم وقبیلہ کی طرف نسبت کیے جاتے.... ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ امام عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ تھا کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی ولا اس کے لیے ہے۔

فی ردالمحتار عن البدائع: عند عطاء هو مولی لِلَّذی أسلم علی یدہٖ.

اور ولاء ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے، حدیث میں ہے:

الولاء لحمة كلحمة النسب. أخرجه الحاكم والبیهقی عن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنهما.

جس کی ولا جس قوم کے لیے وہ انھیں میں سے گنا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

مولی القوم من أنفسهم. رواه الشیخان عن انس رضی الله تعالیٰ عنه.

اسی مذہب کا ایک حدیث بھی پتا دیتی ہے:

مَن أَسلم علی یدَی رجل فله ولاءہ.

جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے تو اس کا رشتۂ ولا اسی سے قرار پائے۔ اخرجه الطبراني في الكبير عن ابن عباس والدارقطني والبيهقي عن ابي امامة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبي صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

عجب نہیں کہ اس حدیث کا منشا بھی یہی ہو کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَن أَسلم من اهل فارس فهو قُرشی.

اہل فارس سے جو اسلام لائے وہ قرشی ہے۔ رواه ابن النَّجار عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما.

کہ قریش نے فارس فتح کیا اس کے لوگ ان کے ہاتھوں پر مشرف باسلام ہوئے اس مذہب کی بنا پر جو شخص جس کے ہاتھ مسلمان ہوگا بطور رشتۂ ولا اسی قوم میں گنے جانے کے قابل ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۲۹۴، ۲۹۵، کتاب النکاح، کفو کے مسائل، سنی دار الاشاعت، مبارک پور۔ ایضاً، ص:۴۵۶، رضا اکیڈمی)

سوال(۳)- حضور اقدس سیدِ عالم ﷺ خاتم النبیین ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضور کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے؟ اور کیا اس کی وجہ سے آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، سنا ہے ان دنوں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہاں! امریکہ میں ایک شخص نے۔ غالباً اس کا نام احمد عیسیٰ ہے۔ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو وہ گمراہ بھی کر رہا ہے، اس سے پہلے ۱۹۰۰ء میں غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اس سے پہلے بھی کئی بد نصیب اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر چکے ہیں۔ یہ سب اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، عہدِ صحابہ سے لے کر آج تک امتِ مسلمہ نے ایسے بد نصیبوں کا یہی حکم بیان کیا ہے اور کسی تاویل کے ذریعہ ان کا رشتہ اسلام سے نہیں جوڑا ہے۔

حضور سیدِ عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، یعنی "سارے نبیوں میں سب سے پچھلے اور سب سے آخری نبی" آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملی، نہ کبھی ملے گی، آپ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے، آپ کی شریعت ساری کائناتِ عالم کے لیے ہے، آپ کا دین جب سے جاری ہوا، جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوا اور نہ ہی کوئی نبی پیدا ہوگا۔ یہ ہے خاتم النبیین کا مطلب۔

حدیث پاک میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت میں تیس دجّال کذّاب ظاہر ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد، ج:۴، ص:۱۵۹، ۱۶۰، کتاب الملاحم، باب خبر ابن الصائد، حدیث:۴۳۳۳، دار المعرفۃ، بیروت)

جو آدمی جھوٹ بولے وہ "کاذب" کہلاتا ہے اور بہت جھوٹ بولے تو "کذّاب" کہلاتا ہے اور جھوٹ کی انتہا کو پہنچ جائے کہ نبی ہونے کا دعویٰ کر دے تو یہ سب سے بڑا جھوٹا ہے وہ "دجّال اور کذّاب" کہلاتا ہے۔ ہمارے اور آپ کے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت میں تیس دجّال، کذّاب ظاہر ہوں گے، سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، سارے نبیوں میں آخری نبی (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) تو حضور سیدِ عالم ﷺ نے اسی

وقت بیان فرمادیا تھا کہ میرے بعد تیس دجّال، کذّاب پیدا ہوں گے۔ کچھ تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے ہی میں ظاہر ہوئے، جیسے مُسیلمہ کذّاب، اسود عنسی اور سجاح نام کی ایک عورت۔ اس وقت مسلمانوں نے کیا فتویٰ دیا اور کیا فیصلہ کیا ساری دنیا کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہ اجماع صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین لشکرکشی کی اور تینوں کا قصہ اسی زمانے میں تمام کر دیا۔ بعض بدمذہبوں نے کہا ہے کہ حضور کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس سے آپ کے آخری نبی ہونے میں اور خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ جہالت و نادانی کی بات ہے۔ مثال کے طور پر آپ یوں سمجھیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ”کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے، تو بھی اس کے بیوی ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا“ تو یہ ضرور جہالت و نادانی ہے۔ آج ایک قوم ایسی باتیں کہہ رہی ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد طلاق نہیں پڑے گی، مگر اس کو سزا دی جائے گی۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تین طلاقیں دینے سے بیوی کے بیوی ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا حالاں کہ ساری دنیا سمجھتی ہے کہ فرق پڑ جاتا ہے اور بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے، تین طلاقوں سے ”مطلقہ ہونا“ ایسا وصف ہے جس کے ساتھ زوجیت پائی ہی نہیں جاتی اور کوئی عورت بیوی نہیں رہ جاتی۔

”آخری ہونا“ ایک ایسا وصف ہے کہ اس وصف میں دو شریک نہیں ہو سکتے، جو آخری ہو گا تو تنہا وہی ایک آخری ہو گا، اس کے ساتھ یا اس کے بعد اس وصف میں کوئی اور شریک نہ ہو گا، ورنہ جسے ”آخری“ کہا جا رہا ہے وہ ”آخری“ نہ ہو گا۔

زید ایک عالم ہے تو بکر بھی عالم ہو سکتا ہے، خالد بھی عالم ہو سکتا ہے، زید حکیم ہے تو بکر بھی حکیم ہو سکتا ہے خالد بھی حکیم ہو سکتا ہے، زید سچا ہے تو بکر بھی سچا ہو سکتا ہے خالد بھی سچا ہو سکتا ہے۔ غرض یہ کہ بے شمار اَوصاف ہیں۔ ایک وصف کسی میں ہو تو اس وصف میں دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں بلکہ ہزاروں لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔ مگر ”آخری“ ہونا ایک ایسا وصف ہے کہ جو آخری ہے یہ وصف تنہا اسی ایک میں ہو گا، اس کے سوا دنیا میں کسی اور کو یہ وصف حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص کے یہاں بڑھاپے میں زید نام کا ایک بچہ پیدا ہوا تو کہنے لگا یہ ”میرا آخری لڑکا ہے“ ظاہر سی بات ہے کہ وہ بھی بوڑھا ہو گیا، بیوی بھی بوڑھی ہو گئی، یہی نہ کہے گا کہ آخری لڑکا ہے۔ مگر اللہ کی قدرت تین چار سال بعد ایک بچہ اور پیدا ہو گیا تو غور فرمائیے کہ جس کو وہ آخری لڑکا کہتا تھا اب وہ آخری ہے یا تین چار سال بعد جو دوسرا پیدا ہوا وہ آخری ہے؟ اب آخری وہ ہو گیا جو بعد میں پیدا ہوا اور یہ زید جو پہلے پیدا ہوا، جس کو یہ آخری کہتا تھا وہ آخری نہیں رہا۔ میں اس مثال سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی آخری ہو اور اس کے بعد کوئی اور آجائے تو آخری وہ بعد میں آنے والا ہو گا اور آخری یہ نہیں رہے گا۔ دو شخص ایک وصف میں آخری نہیں ہو سکتے، آخری کوئی ایک ہی ہو گا، دو نہیں ہو سکتے، تین نہیں ہو سکتے۔ تو یہ ایسا وصف ہے کہ یہ جس کے ساتھ ہو گا تنہا وہی آخری ہو گا اس کے ساتھ یا اس کے بعد کوئی دوسرا نہیں ہو گا۔ ہمارے حضور جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اللہ نے آپ کو خاتم النبیین کہا، سارے نبیوں میں آخری نبی۔ خود آپ نے اپنے بارے میں یہ بیان فرما دیا کہ میں سارے نبیوں میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اب اگر کوئی چودہ سو سال کے بعد دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا، خاتم النبیین نہیں مانتا، دوسرے لفظوں میں کہہ لیجیے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے، قرآن کو جھٹلاتا ہے اس لیے، وہ کچھ اور تو ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تو جس نے یہ کہا کہ وہ نبی ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور جو پڑھ لکھ کر یہ کہتا ہے کہ آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد بالفرض کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اس سے آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا وہ بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری امتِ مسلمہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ہمیشہ سے یہی عقیدہ رکھا اور یہی فرمان جاری کیا کہ وہ اسلام سے خارج ہے، کافر و مرتد ہے، مسلمان نہیں ہے۔ ایسا دعویٰ جو بھی کرے، چاہے کتابوں میں لکھے، اس کے بارے میں یہی حکم ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے، صحابہ کا عقیدہ یہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیدہ یہی ہے، قرآن کا عقیدہ یہی ہے، احادیثِ متواترہ کا عقیدہ یہی ہے۔ اس لیے آپ اس پر قائم رہیں۔ ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، سارے نبیوں میں آخری نبی، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس بات کو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے بڑے واضح

انداز میں ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث ہے اور مسلم شریف میں بھی:

سرکار علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری مثال اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک محل شان دار اور خوب صورت تعمیر کیا، اس کی زیارت کے لیے لوگ دور دراز سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کتنا شان دار اور کتنا خوب صورت محل ہے "إلا موضع لبنة" مگر ایک اینٹ کی جگہ ان کی نگاہ میں کھٹکتی ہے کہ پورے محل میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے، وہ یہ نہیں سمجھ پاتے ہیں کہ اتنے شان دار اور خوب صورت محل میں یہ نقص کیوں ہے، یہ خامی کیوں نظر آتی ہے؟ کہ ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے تو حضور جانِ نور ﷺ فرماتے ہیں، سنو! عمارتِ نبوت کی، نبوت کے محل کی وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں نے آکر اس خالی جگہ کو پُر کر دیا ہے۔ میں آخری نبی ہوں۔

(صحیح البخاری، ج:۱، ص:۵۰۱، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، مجلس البرکات، مبارك فور/ الصحیح لسملم، ج:۲، ص:۲۴۸، کتاب الفضائل، باب: ذکر کونه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین، مجلس البرکات، مبارك فور)

اتنی واضح مثال سے سرکار نے بیان فرمادیا اس لیے مسلمانو! اپنے اس عقیدے پر قائم رہو، اس کے خلاف دنیا میں کون، کیا کہتا ہے، ادھر توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، اگر کوئی نادان اپنے کو نبی کہتا ہے تو زبانِ رسالت پر وہ دجّال، کذّاب ہے، وہ کبھی صادق نہیں ہو سکتا۔ صحابۂ کرام نے بھی اس کو دجّال اور کذاب مانا ہے اور اس کی کہانی ختم کی ہے، آج بھی وہ دجّال و کذاب ہے اور آج بھی اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی کہانی ختم فرمائے گا۔

سوال (۴)- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہلِ سنت وجماعت کا کیا موقف ہے؟

جواب: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر صحابیِ رسول ہیں، کاتبِ وحی ہیں، جنتی ہیں، نورِ اہلِ جنت سے ہیں، صحابی کا کیا مقام ہے، رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے سنیے، آپ فرماتے ہیں:

"أكرموا أصحابي فإنهم خياركم."

(مشكاة المصابيح، ص: ۵۵٤، باب مناقب الصحابة، مجلس بركات، مبارك فور)

یعنی میرے صحابہ کا اکرام و احترام کرو، کیوں کہ وہ تم میں سب سے افضل ہیں۔ سب سے افضل طبقہ اس امت میں صحابۂ کرام کا ہے، ان سے افضل کوئی نہیں۔

اور سرکار فرماتے ہیں کہ: "لا تسُبُّوا أصحابي"

میرے صحابہ کی شان میں بے ادبی نہ کرنا کیوں کہ تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دے۔

(مشكاة المصابيح، ص: ۵۵۳، باب مناقب الصحابة، مجلس بركات، مبارك فور)

(احد پہاڑ بہت بڑا پہاڑ ہے، کئی کلو میٹر کا پہاڑ ہے) اگر تم میں کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دے تو بھی میرے کسی صحابی نے اللہ کے راستے میں آدھ سیر یا ایک پاؤ جَو جو خرچ کیا ہے، اس کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اتنا اونچا مقام ہے صحابۂ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا۔ انھوں نے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی ہر موڑ پر نصرت کی ہے، مدد کی ہے، جان کی قربانی دی ہے، مال کی قربانی دی ہے اور بڑے اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ دی ہے، اس لیے اللہ نے ان کا مرتبہ اونچا کر دیا ہے اور ایسے صحابۂ کرام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بہت اونچا ہے، اس لیے ہم اہلِ حق اہلِ سنت وجماعت کا موقف یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف صحابیِ رسول ہیں بلکہ جلیل القدر صحابی ہیں، عظیم رتبے والے صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر جو وحی آتی تھی، اللہ کا خاص پیغام آتا تھا، وہ اس کو لکھا کرتے تھے۔ بیس سال تک آپ نے اس امت کی قیادت کی ہے اور شان دار قیادت کی ہے۔ امت کے اندر وحدت کی بے نظیر مثال قائم فرمائی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انجام خیر ہے، جیسے دیگر صحابۂ کرام ہیں ویسے ہی آپ بھی۔ قرآن پاک شہادت دیتا ہے:

"وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنٰی۔"

(القرآن الحکیم، سورۃ الحدید، سورۃ:۵۷، آیت:۱۰)

(سارے صحابی چاہے پہلے کے ہوں چاہے بعد کے ہوں، انصار ہوں یا مہاجرین ہوں) سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ اللہ نے جب سارے صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما لیا اور رسولِ

گرامی وقار ﷺ نے ہدایت فرمادی کہ سارے صحابہ کی تعظیم کرو، ان کا ادب واحترام کرو، کیوں کہ وہ تم میں سب سے افضل ہیں، سرکار نے ہدایت فرمادی کہ میرے کسی صحابی کی شان میں بے ادبی نہ کرنا، گستاخی نہ کرنا تو جو اہلِ سنت ہے وہ سنتِ رسول اللہ ﷺ پر ہی چلے گا، ہم سنی ہیں، سنت پر چلنے والے ہیں، اس لیے اہلِ سنت وجماعت کا موقف یہی ہے اور ہم کو اس پر قائم رہنا چاہیے۔

سوال(۵)- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کچھ اختلافات ہوئے، ان کے متعلق اہلِ سنت کا کیا موقف ہے؟

جواب: پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت مولائے کائنات شیرِ خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہیں، وہ بھی جلیل القدر صحابی ہیں، عظیم الشان صحابی ہیں، آپ کا رتبہ بہت اونچا ہے۔ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

”ہم اہلِ حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پُر نور امام اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پُر نور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے کہ **فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذاً باللہ اسد اللہ کے سبقت واولیت وعظمت واکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت و نسبت بارگاہِ حضرت رسالت بھلادے وہ شیعی زیدی، یہی روشِ آداب بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہلِ توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔**“

(فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۴۴۸، کتاب الزکاۃ، سنی دار الاشاعت، مبارک پور)

یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت اونچا ہے، ان کے درمیان کچھ اجتہادی باتوں کی بنیاد پر رنجش ہوگئی، اب ایسے میں ان دونوں کے ساتھ ہمارا برتاؤ کیا ہونا چاہیے، ان مثالوں کی روشنی میں ہمیں سمجھنا چاہیے۔ ہمارے دو جلیل القدر استاذ ہیں، ایک کا مرتبہ بہت اونچا ہے اور دوسرے کا مرتبہ ان کے بہ نسبت نیچا ہے، مگر ہمارے لیے دونوں محترم اور معظم ہیں، ان دونوں میں کسی بات پر چپقلش ہوگئی، ہوسکتا ہے ان میں سے کسی سے خطا ہوگئی ہو، ہوسکتا ہے کہیں سے کوئی غلط فہمی آگئی ہو، ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم دونوں کی تعظیم بجالائیں، دونوں کا احترام کریں، دونوں کا ادب کریں، کسی ایک استاذ کی طرف ہوجانا اور دوسرے استاذ کی شان میں گستاخی کرنا کسی سعادت مند طالب علم کا طریقہ نہیں ہے۔ ماں اور باپ میں کبھی کبھی چپقلش ہوجاتی ہے، باپ کا مرتبہ بہت اونچا اور ماں کا مرتبہ باپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کم ہے، بہت کم ہے۔ ان دونوں میں چپقلش ہوجاتی ہے، رنجش ہوجاتی ہے تو بیٹا کس کا ساتھ دے: ماں کا ساتھ دے یا باپ کا، کس کی حمایت کرے، کس کی طرف داری کرے، جو سعادت مند ہیں وہ یہی کہیں گے کہ ان کے درمیان رنجش کی جو بات ہے ان کے حوالے کرو، تمھارے نزدیک تمھاری ماں بھی محترم ہے اور تمھارا باپ بھی۔ دونوں کی یکساں تعظیم و توقیر کرو، جیسے اپنے استاذ کی تعظیم و تکریم کرتے ہو، ایسے ہی اپنے ماں باپ کی تعظیم و توقیر کرو۔ اگر ہم اپنے اساتذہ کے لیے ایسا جذبہ رکھتے ہیں، اپنے ماں باپ کے لیے ایسا جذبہ رکھتے ہیں تو آپ خود فیصلہ کیجیے کہ ہم کو حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے کیسا جذبہ رکھنا چاہیے۔ بلا شبہہ ان حضرات میں اجتہاد کی بنا پر کچھ رنجش ہوئی ہے لیکن ہم لوگوں کی نیاز مندی کا تقاضا یہ ہے، ہماری سعادت مندی کا شیوہ یہ ہے کہ دونوں کا نام ادب اور عقیدت کے ساتھ لیں، دونوں کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى“

(القرآن الحکیم، سورۃ الحدید، سورۃ:۵۷، آیت:۱۰)

کا حق دار جانیں، دونوں کو اہلِ جنت سے سمجھیں اور دونوں کا احترام کریں، کسی کی شان میں بے ادبی اور ناقدری کی بات نہ کہیں، یہی طریقہ ہمیں ہمارے اساتذہ نے بتایا، ان کو ان کے اساتذہ نے بتایا اور یہی طریقہ صحابۂ کرام سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے اور ان شاء اللہ تا قیامِ قیامت اہلِ سنت وجماعت اسی موقف پر قائم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال(۶)- بعض مریضوں کو پیشاب کی نلی لگی رہتی ہے، ان کا پیشاب تھیلی میں جمع رہتا ہے، تھیلی لگے رہنے کی حالت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ آیا اسی حالت میں نماز پڑھے، یا قضا کرے اور بعد میں پڑھے؟

جواب: نماز تو ہر حال میں فرض ہے، بیمار ہے تو بھی فرض ہے، صحت مند ہے تو بھی فرض ہے، صاحبِ فراش ہے تو بھی فرض

ہے، نماز معاف نہیں ہوتی ہے۔ جس بیمار کو پیشاب کی تھیلی لگی ہے اور مسلسل پیشاب اس کا جاری رہتا ہے اور بہتے ہوئے اس تھیلے میں پہنچتا رہتا ہے، اس پر بھی نماز فرض ہے، اس کے لیے حکم ہے کہ اپنے گھر میں وضو بنائے اور اپنے گھر میں نماز پڑھے، یہ نہ تو کسی کی امامت کر سکتا ہے اور نہ ہی یہ مسجد میں جا سکتا ہے، اس کا پیشاب جس تھیلی میں ہے وہ تھیلی ناپاک ہے، جس کا رشتہ اس کے مثانے یعنی پیشاب کی تھیلی سے ہے تو اس کو لے کر مسجد میں جانا ناجائز و گناہ ہے، کیوں کہ وہ ناپاک ہے، ناپاک چیز کو مسجد میں لے کر جانا ناجائز و گناہ ہے، جب تک وہ تھیلی لگی ہوئی ہے عذر کی وجہ سے جماعت اس سے معاف ہے، وہ اتنے دنوں تک وضو کرے اور گھر پر ہی نماز پڑھے اور ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرے، جب نماز کا وقت آئے اور جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے اس وقت میں پڑھتا رہے، چاہے قضا پڑھے، چاہے نفل پڑھے، چاہے سنت پڑھے، جتنی نمازیں چاہے پڑھے، یہاں تک کہ تلاوت بھی کر سکتا ہے اور وظیفہ تو کبھی بھی پڑھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جامعہ کا پیغام

(الف) مسلمانو! شریعت کے پابند بنو، آپ کی نجات، آپ کی کامیابی، دنیوی کامیابی، آخرت کی کامیابی سب شریعت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، شریعت کی پیروی کرتے رہوگے، شریعت سے جڑے رہوگے، کامیاب ہوتے جاؤگے، شریعت سے الگ رہوگے ذلیل و خوار اور رسوا ہوتے رہوگے۔

(ب) "عرس حافظ ملت کا خاص پیغام، نمازِ باجماعت کا خصوصی اہتمام"۔ الحمد للہ! آپ یہاں اس کا شاندار اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔

(ج) علم خود بھی حاصل کیجیے اور اپنے بچوں کو بھی علم سے آراستہ کیجیے۔

(د) مسلکِ اہلِ سنت و جماعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے، علمائے اہلِ سنت کے دامن کو پکڑے رہیے، آپس میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم کیجیے، دوریاں دور کیجیے۔ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ پیغام ہے: "اتفاق زندگی ہے اور اختلاف موت" تو زندگی کا راستہ اپنائیے موت کا نہیں۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العٰلمین.

(ص: ۴۸ کا بقیہ)۔ اتر پردیش میں عربی فارسی مدارس کو مستقل تعلیمی شعبے سے الگ کرنے کا فلسفہ تو خیر آج تک ہم نہیں سمجھ سکے۔ اب ایک ایک چیز کو علاحدہ سے منوانے میں کتنی کوشش کرنا پڑتی ہے یہ تمام باتیں اس راہ کے پرعزم قائدین سے کوئی معلوم کرے، درس گاہوں اور اپنی خواب گاہوں میں بیٹھ کر باتیں کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر اصل مشکلات کا اندازہ تو وہی لگا سکتے ہیں جو مسلسل آفسوں کے چکر لگاتے ہیں۔ ہر کام صرف لمبی رقوم سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ تدبر، حکمتِ عملی، تعلقات اور سیاسی اثرات بھی درکار ہوتے ہیں ان تمام امور پر گفتگو کرنے اور فائلوں کو جلد آگے بڑھانے کی فکر مندی اور پیہم کوشش بھی درکار ہوتی ہے۔ حضرت شفیقِ ملت کے اندر یہ تمام اوصاف بڑی حد تک موجود تھے، وہ مدارس عربیہ کے کاموں کو بڑی خوب صورتی سے حل کرا لیا کرتے تھے۔ اب ان کی رحلت کے بعد ٹیچر ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش آپ کی کمی شدت سے محسوس کر رہی ہے اور محترم المقام عالی جناب دیوان صاحب الزماں جو اس ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری ہیں وہ خود بھی آپ کی جدائی سے سخت پریشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیب سے ٹیچر ایسوسی ایشن مدارس عربیہ کی مدد فرمائے۔ آمین۔

تذکار روحانی اور سفرِ آخرت: اس میں کوئی شبہ نہیں، آپ مختلف حیثیتوں سے ایک جامع صفات شخصیت تھے، علم واخلاق، تعمیر و ترقی کی سوچ رکھتے تھے، بزرگوں سے سچی عقیدت و محبت آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا، آپ مفسر قرآن، صدر الافاضل کے لختِ جگر، پیرِ طریقت حضرت مولانا سید شاہ اختصاص الدین نعیمی قدس سرہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور شیخِ طریقت حضرت سید عرفان الدین نعیمی مراد آبادی دامت برکاتہم القدسیہ نے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ زندگی بھر حضرت صاحبِ تذکرہ اپنے نام کے ساتھ نسبت "نعیمی" لگاتے رہے۔ آپ عبادت و ریاضت میں بھی سنتوں کے مطابق عمل فرماتے رہے۔ آپ کا عقد مسنون ہوا، آپ کی چھ بیٹیاں اور دو فرزند ارجمند ہیں۔ عالی جناب ماسٹر شکیل رضا، ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسکول (2) عالی جناب اعجاز رضا خان۔ آپ کی شہزادیاں بھی دینی اور عصری علوم میں ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

آپ عرصۂ دراز سے بیمار چل رہے تھے، متعدد بار بسلسلۂ علاج لکھنؤ بھی تشریف لے گئے، چند دنوں سے گونڈہ میں لائف لائن ہاسپٹل میں زیرِ علاج تھے، 3 جمادی الآخرہ 1440ھ مطابق 9 فروری 2019ء بروز شنبہ (سنیچر) قریب تین بجے دن میں اچانک رحلت فرما گئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے، وہ اپنے حبیب مکرم مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے طفیل قبر وحشر کی منزلوں کو آسان فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ اور بلند ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

شہر چمپوا ضلع کیونجھر، اڑیسہ میں مولوی گوہر سلفی نے
مناظرہ کا چیلنج کیا اور پھر راہِ فرار اختیار کی

مولانا محمد علاء الدین خنجر گیاوی

اس مناظرہ کے تعلق سے مخدومنا المکرم حضرت علامہ مفتی محمد عبد المنان کلیمی دام ظلہ العالی نے دعوت ملنے کے بعد احقر مبارک حسین مصباحی سے ارشاد فرمایا: "یا تو آپ چلیے یا کسی باصلاحیت مناظر کا انتظام فرمائیے۔" ہم نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا، اس وقت تو آپ ہی بڑے اور بہت بڑے مناظر ہیں۔ آپ نے ۳؍ ستمبر ۲۰۰۶ء میں اہرولہ مافی ضلع مراد آباد میں جو مناظرہ فرمایا تھا، موضوع تھا "حسام الحرمین میں اکابر دیوبند کی تکفیر صحیح یا غلط" اس پورے مناظرے کو سہارا سمے ممبئ برانچ نوئڈا نے باضابطہ نشر کیا تھا، اس چینل کو دنیا کے ۱۶۷ ممالک نے دیکھا، اس وقت آپ کے سامنے بڑے بڑے دیوبندی مکتبِ فکر کے افراد بونے نظر آرہے تھے۔ شیرِ اہلِ سنت حضرت مفتی عبد المنان کلیمی دامت برکاتہم العالیہ نے کافی دیر گفتگو کرنے کے بعد فرمایا: ٹھیک ہے، آپ دعا کیجیے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اکابر اہلِ سنت کی مدد رہے گی تو ان شاء اللہ الرحمٰن حق و صداقت کی فتح و نصرت رہے گی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ہمارے محبِ مکرم حضرت مولانا محمد علاء الدین خنجر گیاوی مصباحی داعی اور مناظر ہیں۔ ان سے ہماری قدیم شناسائی ہے، ان سے رابطہ کیا، نام سن کر جھوم اٹھے، دیر تک تبادلۂ خیالات ہوا، گفتگو کا حاصل یہ تھا کہ آپ جلد از جلد روداد نوٹ کر کے بھیج دیجیے۔ موصوف کی تحریر کردہ رپورٹ حاضرِ خدمت ہے۔

دعاؤں کا طالب۔ مبارک حسین مصباحی

حامدا و مصلیا

راقم الحروف "محمد علاء الدین خنجر گیاوی مصباحی" اس وقت بحیثیت خطیب و امام جامع مسجد شہر بڑبل اور مفتی شہر کی حیثیت سے مقدور بھر دینی خدمت سرانجام دینے میں مصروف ہے۔

شہر بڑبل سے کوئی ۴۵؍ کیلو میٹر کے فاصلے پر "شہر چمپوا" ضلع کیونجھر، اڑیسہ میں واقع ہے، اس شہر میں قریباً ۹۸؍ فیصد اہل حدیث اور دیوبندی ہیں، اور صرف ۲؍ فیصد مسلمان ہیں۔ ان کی مساجد تقریباً ۶؍ جب کہ مسلمانوں کی صرف ایک چھوٹی سی مسجد ہے، مسلمانوں کی اقلیت کی بنا پر وہاں کے اہل حدیث سلفیوں نے اپنی کثرت کے پیش نظر ہمیشہ وہاں (چمپوا) کے مسلمانوں کو پریشان کیا ہے، اور کئی بار ان کی مسجد میں گھس گھس کر مسلمانوں کے عقائد کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ احقر العباد خنجر گیاوی کو جب ان سلفیوں کی نازیبا حرکات کا علم ہوا تو وہاں پہنچ کر اہل سنت کو حوصلہ دیا اور غیر مقلدین سلفیوں کو للکارتے ہوئے ان کے اکابر کی تصنیفات کی روشنی میں ان کے عقائد فاسدہ و باطلہ کا پردہ فاش کیا، ہمارے محققانہ بیان سے وہاں کی دنیائے اہل حدیث میں زبردست زلزلہ آگیا، وہاں کے سب سے بڑے سلفی مولوی گوہر ندوی نے بوکھلاہٹ میں آپے سے باہر ہو کر اہل سنت کو تحریری چیلنج مناظرہ کیا، احقر العباد خنجر گیاوی نے بحیثیت قائد اہل سنت شہر بڑبل اس کے چیلنج مناظرہ کو قبول کر لیا۔

قارئین و ناظرین کی معلومات کے لیے مولوی گوہر سلفی کا تحریر کردہ چیلنج مناظرہ من و عن نقل کرتا ہوں، جس پر فریقین کے دستخط ثبت ہیں۔

آج بتاریخ ۶؍ جنوری ۲۰۱۹ء بروز اتوار بعد نماز عشاء محمد علاء الدین خنجر گیاوی اور گوہر ندوی کے مابین طے شدہ بات کے مطابق۔

معاملہ: ''تقویۃ الایمان'' کی کوئی بات کفریہ نہیں۔
جب کہ موصوف محمد علاء الدین کا کہنا ہے کہ
بعض عبارتیں کفریہ ہیں۔
اسی معاملہ کو لے کر ۱۶ رجنوری ۲۰۱۹ء کو بمقام
''چمپوا'' بعد نماز ظہر مناظرہ ہوگا۔
نوٹ: کوئی فریق مخالف فریق کے لوگوں پر طنزیہ کلام نہ کرے گا۔

جماعت اہلحدیث کی جانب سے مناظر گوہر ندوی
جماعت اہلسنت کی جانب سے مناظر محمد علاء الدین خنجر گیاوی ہوں گے۔
پرمیشن لینا اہل حدیث جمعیت کی ذمہ داری ہے۔

صدرِ مناظرہ حضرت مفتی عبد المنان کلیمی کی تشریف آوری:

چیلنج مناظرہ قبول کرنے کے بعد۔ احقر العباد خنجر گیاوی اور شہر بڑبل کے مشہور و معروف علمائے کرام:
حضرت مولانا مشتاق احمد القادری مہتمم مدرسہ غوثیہ انوار العلوم، حضرت مولانا احمد حسین نازاں، حضرت قاری جمیل احمد رضوی، حضرت مولانا حسنین رضا، مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن، بڑبل، حضرت حافظ و قاری محمد ظفیر الدین، نائب امام جامع مسجد بڑبل، حضرت قاری شمشاد صاحب، حضرت قاری شمشیر صاحب۔
اور شہر بڑبل و اطراف کے تمام علمائے اہل سنت مناظرے کی تیاری میں مصروف عمل ہو گئے۔ تمام علمائے اہل سنت نے بالاتفاق طے کیا کہ شرائط مناظرہ کے مطابق مناظر تو احقر العباد (خنجر گیاوی) ہی ہوگا۔ لیکن صدر مناظرہ شیر اعلیٰ حضرت مناظر عالم اسلام حضرت علامہ مفتی عبد المنان کلیمی مفتی شہر مرادآباد ہوں گے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ علمائے اہل سنت کی دعوت پر بتاریخ ۱۵/ جنوری ۲۰۱۹ء بروز منگل اپنی تمام تر مصروفیات کو ملتوی کر کے یہاں تشریف بھی لے آئے۔

غیر مقلدین کا پرمیشن حاصل کرنے سے گریز اور مناظرے سے فرار:

راقم الحروف (خنجر گیاوی) نے تحریری معاہدے کی روشنی میں اہل حدیث سلفیوں سے بار بار رابطہ کیا اور کہا کہ آپ لوگوں نے اہل سنت و جماعت کو چیلنج مناظرہ دیا ہے۔ اور پرمیشن حاصل کرنے کی ذمہ داری لی ہے۔ لہذا پرمیشن کی کاپی علی الفور ہمارے پاس روانہ کیجئے تاکہ وقت مناظرہ بتاریخ ۱۶/ جنوری ۲۰۱۹ء بوقت بعد نماز ظہر ہم علمائے اہل سنت متعین مقام پر آجائیں۔
بتاریخ ۱۵/ جنوری ۲۰۱۹ء بروز منگل شام تک اہل حدیث جواب دیتے رہے کہ ہم پرمیشن کی پوری کوشش کر رہے ہیں، ہم مطمئن تھے کہ پرمیشن مل جائے گی اور مناظرہ ہوگا۔ مگر عشا کے وقت اطلاع آئی کہ تھانہ انچارج چھٹی پر ہیں، پرمیشن ملنا مشکل ہے، پھر بھی ہم اصرار کرتے رہے کہ آپ ہر حال میں پرمیشن لیں، لیکن سلفیوں کے نمائندہ گوہر ندوی نے ہمارے فرستادہ کو واضح لفظوں میں یہ جواب دیا کہ ہم نے پرمیشن لینے کی کوشش کی لیکن پرشاسن نے پرمیشن نہیں دیا۔ میں نے بذریعہ فون بار بار ان سلفیوں سے مطالبہ کیا کہ پرمیشن والی درخواست کی کاپی دکھائیں اور تحریر دیں کہ پرمیشن نہ ملنے کی وجہ سے ہم مناظرہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے بار بار مطالبہ کے باوجود انہوں نے لیت و لعل اور حیلہ و بہانہ سے کام لیا اور ہمارے مطالبے کا کوئی مثبت جواب نہیں دیا۔ جب ہم نے وہاں کے اہل سنت سے حقیقت حال کی جانکاری حاصل کی تو معلوم ہوا کہ ان سلفیوں نے پرمیشن کے لیے نہ کوئی درخواست دی اور نہ ہی پرمیشن کے لیے کسی طرح کی کوئی کوشش کی۔ ہماری یہ کوشش بتاریخ ۱۶/ جنوری ۲۰۱۹ء بروز بدھ ۱۲/ بجے دن تک جاری رہی۔ جب ہمیں یقین ہو گیا کہ اہلِ حدیث اپنے چیلنج مناظرہ کے باوجود مناظرہ کرنے سے فرار حاصل کر رہے ہیں، پھر بھی ہم نے چیلنج مناظرہ کے مطابق ۲/ بجے تک ان کا انتظار کیا، بعدہ ہم نے شہر بڑبل اور اطراف و جوانب کے علمائے اہلِ سنت کی ایک ہنگامی میٹنگ بلائی جس میں یہ طے پایا کہ اہل حدیث اپنے بڑوں کی روایت کے مطابق کبھی بھی مناظرے کے لیے نہ آمادہ ہوں گے اور نہ میدان مناظرہ میں آئیں گے۔

بڑبل اڑیسہ میں اہل سنت کا جشن فتح:

لہذا موجودہ صورت حال اور حقائق کی روشنی میں ان کی طرف سے مناظرے سے فرار اور ان کی شکست فاش کا اعلان و اظہار کرتے ہوئے تمام علمائے اہل سنت کی جانب سے ۱۶ جنوری ۲۰۱۹ء بروز بدھ بعد نماز عشا جشن فتح کا اعلان کیا گیا۔ جشن فتح بڑبل کی جامع مسجد کے

صحن میں منعقد ہوا۔

جامع مسجد بڑبل کی انتظامیہ نے آناًفاناً جشن فتح کا شاندار انتظام وانصرام کرکے اپنی زندہ دلی اور سنیت پہ مرمٹنے کا پورا پورا ثبوت دیا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ دمیں دعا ہے کہ شہر بڑبل کے تمام اہل سنت پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے اور ہر طرح کی زمینی اور آسمانی بلاؤں سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین۔

جشن فتح کا آغاز جناب قاری شمشاد (مدرس مدرسہ غوثیہ انوار العلوم) نے اللہ تعالی کے مقدس کلام سے کیا، نقابت کے فرائض قاری عبدالسمیع انجام دے رہے تھے حضرت قاری جمیل اختر رضوی نے غیر مقلدوں کی رد میں مختصر مگر پر مغز خطاب فرمایا بعدہ ناچیز (خنجر گیاوی) نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے تقویۃ الایمان کی کفریہ اور توہین انبیا وملائکہ سے لبریز عبارتوں کو عوام کی عدالت میں پیش کرکے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان عبارتوں کا کفریہ ہونا ثابت کیا۔ تاکہ ایک عام انسان بھی یہ جان جائے کہ موجودہ فرقہ اہل حدیث بھی ۷۲ر جہنمی فرقوں میں سے ایک ہے۔ اخیر میں صدر جلسہ، مناظر اہل سنت رئیس المتکلّمین حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی نے اہل حدیث سلفیوں کا رد بلیغ فرمایا اور **خاکسار (خنجر گیاوی) کو "شیر اڑیسہ" کے لقب سے سرفراز فرماکر حوصلہ افزائی فرمائی**۔ اس ذرہ نوازی پر میں حضرت مفتی عبدالمنان کلیمی دامت برکاتہم العالیہ کا شکر گزار اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب قبلہ کو ہر طرح کی سماوی وارضی آفات وبلیّات سے محفوظ ومامون فرمائے، اور ان کا سایہ تادیر قائم فرمائے۔ آمین۔

وہ علمائے کرام جنہوں نے غائبانہ ہماری مدد فرمائی:

جن علمائے کرام نے غائبانہ ہماری مدد فرمائی ان میں شیخ الاسلام، مفسر دوراں، خیر الاصفیا، حضرت علامہ سید الشاہ حضور مدنی میاں مد ظلہ النورانی کی ذات بابرکات سر فہرست ہے۔ حضرت مفتی عبدالمنان کلیمی جب بڑبل تشریف لائے تو آپ نے فرمایا، خنجر صاحب مبارک ہو! آپ نے میدان مناظرہ سر کرلیا۔ میں نے عرض کیا حضرت! مناظرہ تو کل ہوگا ابھی ہوا کہاں ہے۔ تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا، کئی دن سے میں احمد آباد کے علاقے میں خطابی دورے پر تھا کل ۱۴ر جنوری ۲۰۱۹ء کو میں نے حضور شیخ الاسلام سے ملاقات کی اور مناظرہ کا ذکر کرکے دعا کی درخواست کی۔ تو حضور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا آپ جائیں لیکن اہل حدیث مناظرے میں آئیں گے نہیں۔ اور آخر وہی ہوا جو حضور شیخ الاسلام نے فرمایا تھا۔ چند دیگر علمائے کرام جنہوں نے تاوقت مناظرہ ہر گام پر بذریعہ فون اپنے نیک مشوروں سے نواز کر میدان مناظرہ کے نشیب وفراز سے پُر وادی کو ایک شہسوار کی طرح عبور کرنے کی رہنمائی فرماتے رہے۔ ان میں۔

۱ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد فرقان رضا نوری، شیخ الحدیث دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف۔
۲ مناظر اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد طاہر حسین مصباحی کولکاتا۔
۳ حضرت علامہ مفتی محمد قاسم مصباحی، دھام نگر، اڑیسہ۔
۴ حضرت علامہ محمد نوشاد عالم مصباحی، دھام نگر اڑیسہ
۵ حضرت مولانا محمد اصغر مصباحی، دھام نگر، اڑیسہ۔
۶ حضرت علامہ مفتی شرف الدین، دارالعلوم قادریہ حبیبیہ کولکاتا
۷ حضرت مولانا محمد سرفراز احمد مصباحی، کولکاتا
۸ حضرت مفتی شہروز صاحب، کولکاتا
۹ حضرت مولانا ابونصر مصباحی، ویشالی (بہار)
۱۰ حضرت مفتی نوید سرور مصباحی، گڑھوا
۱۱ حضرت مفتی محمد رضوان احمد مصباحی، گڑھوا
۱۲ حضرت مولانا مہتاب عالم، اڑیسہ

میں ان علمائے کرام کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے اپنا قیمتی وقت نکال کر میری حوصلہ افزائی کی۔

مگر افسوس کہ ۱۵ر جنوری ۲۰۱۹ء منگل کی شام کو مناظرے کے تعلق سے تبادلۂ خیال کی غرض سے بذریعہ فون مولانا ابونصر مصباحی سے رابطہ کیا تو ان کا یہ جواب سن کر ششدر رہ گیا کہ "میرے والد محترم حضرت صوفی ابوبکر صاحب قبلہ کا انتقال ہوگیا ہے۔" جن کے جنازے کو لے کر کولکاتا سے ویشالی واپس جا رہا ہوں۔ اللہ تعالی حضرت صوفی صاحب قبلہ کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے آمین۔ صوفی صاحب قبلہ سرکار تیغ علی علیہ الرحمہ کے مرید اور حضرت نواز علی کے خلیفہ تھے۔

احقر العباد
محمد علاء الدین خنجر گیاوی
خطیب وامام جامع مسجد بڑبل ومفتی شہر بڑبل، ضلع کیونجھر (اڑیسہ)
۲۸ر جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مومنانہ بصیرت اور اخلاقِ کریمانہ

حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی

عطاے رسول سلطان الہند ”غریب نواز“ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماہ ذی الحجہ ۵۸۳ھ/ ۱۱۸۷ء مکہ مکرمہ کی حاضری کے بعد مدینہ طیبہ اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں وہاں رسول کریم ﷺ نے آپ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور ایک نظر میں مشرق سے لے کر مغرب تک سارے عالم کو دکھایا اور ہندوستان میں دین اسلام کی تبلیغ کا حکم فرمایا۔ خواجہ ”غریب نواز“ نے حکم کی تعمیل فرمائی اپنے ساتھ اور چالیس اولیاے کرام کو لے کر بغداد ہوتے ہوئے لاہور سے ہوکر دہلی تشریف لائے۔ لمبے سفر سے آپ کے پیروں میں سوجن اور چھالے پڑ گئے تھے، اس وقت آپ کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔

آپ نے دہلی میں راجہ کھانڈے راؤ کے محل کے سامنے ایک مندر کے پاس قیام فرمایا اپنی مومنانہ بصیرت و اعلیٰ اخلاق کریمانہ سے لوگوں کو سادہ اور سیدھی نصیحتیں دینے لگے۔ کھانڈے راؤ کے کاری گروں اور بہت سے راجپوتوں نے آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہوکر اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے یہ ذمہ داری اپنے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر کے آپ ۵۸۷ھ/۱۱۹۰ء کو اجمیر تشریف لے آئے۔

دین اسلام کے پھیلانے میں آپ کی جد و جہد کی بہت بڑی داستان ہے جس پر ضخیم کتابیں موجود ہیں، اور آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں جن پر کتابیں موجود ہیں میرا مقصد ہے آپ کی مومنانہ بصیرت اور اخلاق کریمانہ پر مختصر روشنی ڈالنا، جو آج کی اہم ضرورت ہے۔ آج جو ان کے نام کی روٹیاں کھا رہے ہیں وہ بھی مومنانہ بصیرت سے دور و اخلاق سے خالی ہیں، بزرگوں کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے اس پر عمل کر کے ہی ہم سچے پکے مسلمان بن سکتے ہیں۔

بصیرت اور مومن لازم و ملزوم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

(القرآن، سورۃ الانفال ۸، آیت ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے (تو) وہ تمھارے لئے حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت (وہدایت) مقرر فرمادے گا اور تمھارے (دامن) سے تمھارے گناہوں کو مٹا دے گا، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تقویٰ (اللہ سے ڈر) کی خاصیت ہے کہ وہ انسان کو ایسی سمجھ عطا کر دیتا ہے جو حق اور ناحق میں تمیز کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور گناہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی عقل خراب کر دیتا ہے جس سے وہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ جو اللہ سے ڈرے اور اس کے حکم پر چلے تو اللہ تعالیٰ اسے تین خصوصی انعام عطا فرمائے گا۔ پہلا اسے فرقان (حق و باطل میں فرق کرنے) والا علم عطا فرمائے گا یعنی فراست ایمانی دل کو ایمانی نور عطا فرمائے گا، مومن کی فراست ایمانی کے بارے میں حدیث مطالعہ فرمائیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ“

(ترمذی، معجم، حدیث ۳۲۵۴)

مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

خواجہ غریب نواز کی دینی بصیرت اور انا ساگر:

اللہ رب العزت نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بصیرت کی

hhmhashim786@gmail.com

دولت سے مالامال فرمایا تھا، اناساگر وہی اناساگر جو سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کوزے میں سما گیا یہ بہت مشہور واقعہ ہے۔ اجمیر میں واقع ایک مصنوعی جھیل ہے جسے پرتھوی راج چوہان کے دادا اناجی چوہان نے ۱۱۳۵ء سے ۱۱۵۰ء کے دوران بنوایا تھا، ساگر ہندی میں سمندر کو کہتے ہیں اسے اناجی چوہان نے بنوایا تھا اسی لیے اس کا نام "اناساگر" ہوا ہندوستان کی چند خوبصورت جھیلوں میں سے ایک ہے۔

ایک بار آپ نے اپنے خادم کو پانی لانے کو کہا، جب خادم اناساگر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں راجپوت سپاہیوں کا پہرہ ہے جب خادم نے پانی لینا چاہا تو سپاہیوں نے کہا: تم یہاں سے پانی نہیں لے سکتے خادم نے واپس آکر ساری صورت حال خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں گوش گزار کی اس پر آپ نے فرمایا یہ میرا کوزہ لے جاؤ اور ان سے کہو ہم زیادہ پانی نہیں لیتے صرف یہ کوزہ بھرنے کی اجازت دے دو۔ خادم کوزہ لے کر وہاں پہنچا اور اجازت طلب کی سپاہیوں نے سوچا ایک کوزہ ہی تو ہے، لے جانے دو انھوں نے اجازت دے دی اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ بس یہی کوزہ اس کے بعد پانی لینے نہ آنا، جب خادم نے کوزہ پانی میں ڈالا تو ۱۳ کلومیٹر پر پھیلا اناساگر کوزہ میں سما چکا تھا۔

خواجہ غریب نواز نے اپنے کوزہ میں اناساگر کے سارے پانی کو سمیٹ کر اپنی کرامت کا سکہ دلوں بیٹھا دیا، چاروں طرف ہاہاکار مچ گیا لوگ اور جانور پیاس سے پریشان ہونے لگے آپ نے پھر وہی پانی اللہ کی مخلوق کی ضرورتوں، پیاس بجھانے کے لیے اناساگر میں واپس کر دیا آپ کے اس عمل سے وہاں کے لوگوں میں آپ کی رحم دلی کا سکہ بیٹھ گیا (دشمنوں کو پیاسا مار ڈالنا تو لوگوں کا وطیرہ رہا ہے)

اس واقعہ کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے آپ کی رحم دلی نے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف اور اسلام کی طرف متوجہ کیا، یہ ہے مومن کی بصیرت۔ بہت سے واقعات ہیں جن سے ہمیں سبق لینا چاہیے۔ خواجہ غریب نواز کی غریب نوازی سے میں بھی مالامال ہو جاؤں آپ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش ہے۔

میرا بگڑا وقت سنوار دے، میرے خواجہ مجھ کو نواز دے
تری اک نگاہ کی بات ہے، میری زندگی کا سوال ہے

بڑے بڑے سلطان زمانہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دے کر اپنے لیے خزانہ سمیٹتے ہیں آپ اپنے بیگانوں سب کو دینی و دنیاوی دو خزانوں سے مالامال فرماتے ہیں۔ پرتھوی راج نے آپ پر بے شمار مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن قربان جائیے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر کہ ہندوستان جاکر اسلام پھیلاؤ، اس حکم پر آپ نے کتنے صبر و استقلال سے عمل کیا۔ پرتھوی راج نے حکم دیا کہ اجمیر سے نکل جاؤ، ۱۸ ہزار عالمین کا مشاہدہ فرمانے والے خواجہ غریب نواز نے اپنی مومنانہ بصیرت سے مومنانہ جلال میں آکر پرتھوی راج کے بارے میں فرمایا:

"میں نے پرتھوی راج کو زندہ سلامت لشکر اسلام کے سپرد کیا۔"

آپ کا فرمان سو فیصد صحیح ثابت ہوا تیسرے ہی روز فاتح ہندوستان شہاب الدین غوری کے لشکر نے ہندوستان پر لشکر کشی اور پرتھوی راج کے لشکر سے زبردست جنگ کی اور فتح حاصل کر کے پرتھوی راج کو گرفتار کر کے واصلِ جہنم کیا اسی لیے آپ کو ہندوستان و پاکستان کا اصل بادشاہ کہا اور مانا جاتا ہے۔

خواجہ غریب نواز کا اخلاقِ کریمانہ:

جب سے دنیا قائم ہے اس وقت سے آج تک ہر دور میں کسی نہ کسی علاقے میں کوئی اللہ کا بندہ ایسا ضرور ہوتا رہا ہے جس نے انسانوں کی سیرت و کردار کی تعمیر کی اور محبت کا پیغام دیا اللہ کے نیک بندوں نے انسانوں کو ہمیشہ اخلاقی تعلیم سے سرفراز کیا ان میں حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی صفِ اول میں نظر آتے ہیں اسلام اپنی اخلاقی تعلیمات کی وجہ سے پھیلا اور پھیلتا رہے گا۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے حسن سلوک ہو یا فتح مکہ کے بعد دشمنوں کو عام معافی دینا۔ صوفیائے کرام کی اخلاقی قدروں نے اسلام کو پھیلانے میں نمایاں کردار ادا کیا، بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات میں موجود ہیں۔

خواجہ غریب نواز کے اخلاق کریمانہ نے اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کیا، ہر خاص و عام، ہر مذہب کے لوگوں پر آپ کی محبت، شفقت و اخلاق کریمانہ کی مسلسل بارش ہوتی رہی، تبھی تو ہندوستان کے بت پرستی بھرے ماحول میں بھی لاکھوں لاکھ لوگوں کا اسلام قبول کر لینا بہت بڑی بات ہے۔ دلوں پر زبردستی نہیں محبت سے قبضہ کیا

جاتا ہے، یہ کام صوفیاے کرام نے بخوبی کیا اور خواجہ غریب نواز نے بدرجہ اتم کیا، تبھی تو آپ کو غریب نواز جیسے اعلیٰ خطاب سے آج تک یاد کیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ سب سے افضل عمل حسن خُلق ہے اور سب سے بڑی نحوست بدخُلقی ہے حسن خلق اور سخاوت سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور بد خلقی و کنجوسی سے کفر ترقی کرتا ہے، انسان کا ظاہری لباس کپڑا ہے اور اندرونی لباس حسن اخلاق ہے۔ قیامت کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے قریب وہ شخص ہو گا جو خوش اخلاق ہوگا۔ اخلاق کے بغیر انسان ایک حیوان ہے زندگی کے ہر شعبے میں حسن اخلاق کی اہمیت ہے۔ آقا ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُ تَمِّمَ مَکَا رِمَ الْاَ خْلاَ ق.

(بخاری ۸۹۳۹، مسند ۳۶۶۰، بیہقی ۳۶۵، وغیرہ وغیرہ)

میں اخلاق کی تعلیم کو مکمل کرنے کے لیے آیا ہوں۔

نبی، رسول، پیغمبر جیسے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوتے ہوئے بھی نبی رحمت ﷺ نے دشمنوں کو معاف فرمایا بچوں، عورتوں، بوڑھوں پر شفقت فرمائی تو لوگوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ضعیف (بوڑھے) والد جو نابینا تھے نبی ﷺ کی بارگاہ میں بیعت کے لیے گود میں لے کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں آپ نے کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس چلا آتا۔ (حدیث)

اللہ رب العزت کی خوشنودی اور مخلوق میں ہر دل عزیز بننے کا شرف اس کو اللہ عطا فرماتا ہے جو با اخلاق ہو۔ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود دور دور تک دشوار گزار راستوں پر چلتے، میلوں سفر کرتے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے، لوگوں سے اخلاق سے ملتے اور امیر غریب، بوڑھوں، کمزوروں سب سے یکساں پیار بھرا سلوک کرتے۔ جیسا کی حدیث پاک میں ہے رسول کریم نے ارشاد فرمایا:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی میری والدہ نبی ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ۔ (القرآن، سورہ الممتحنۃ ٦٠، آیت٨)

ترجمہ: اللہ تمھیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمھارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو، بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔ (کنزالایمان) (بخاری، حدیث ۵۹۷۸، اور بھی حدیثیں ہیں)

یعنی جو غیر مسلم مسلمانوں سے نہ جنگ کرتے ہیں، اور نہ انہیں کوئی اور تکلیف دیتے ہیں، ان سے اچھا برتاؤ اور نیکی کا سلوک اللہ تعالیٰ کو ہرگز ناپسند نہیں ہے، بلکہ انصاف کا معاملہ کرنا تو ہر مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ واجب ہے۔ آپ کے حسن سلوک اور محنت شاقہ سے ہی ہندوستان میں اسلام پھیلا آپ کی سیرت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ افسوس آج ان کے نام کی خانقاہیں سجائے موٹے موٹے گدوں مسندوں میں براجمان لوگ ان کی تعلیمات پر کتنا عمل کر رہے ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر اقبال نے اسی مناسبت سے کہا ہے کہ

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

یہ ان سے محبت نہیں یہ تو عداوت ہے افسوس ان پر بھی ہے جو آج خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کشف و کرامات اور دین اسلام کی اشاعت میں ان کی خدمات کے منکر ہیں، دونوں مجرم ہیں اللہ کے وہاں پکڑے جائیں گے ضرورت اس بات کی ہے موجودہ ملکی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے برادران وطن سے بھی اخلاقی رابطہ بڑھائیں ان کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں یہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور ان کے سامنے اخلاق کا پیکر بن کر اسلامی تعلیمات ان تک پہنچائیں، خود بھی اسلام پر عمل کریں تبھی اسلام کا مسلمانوں کا بھلا ہو گا اور امن وامان قائم ہو گا اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے، آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا علمِ لدنّی

مفتی محمد قمر الحسن قادری

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ اقدس ہے:

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔[۱]

ترجمہ: اور اسے (خضر علیہ السلام) کو اپنا علمِ لدنی عطا کیا۔ (کنزالایمان)

☆اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یعنی غیوب کا علم، مفسرین نے فرمایا علمِ لدنی وہ ہے جو بندہ کو بطریقِ الہام حاصل ہو۔ (خزائن العرفان علی کنزالایمان)

☆تفسیر شیخ زادہ علی البیضاوی میں اس کی تفسیر مذکور ہے:

مما یختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقا وھو علم الغیوب.[۲]

ترجمہ: یہ ان علوم میں ہے جو ہمارے ساتھ خاص ہیں اور ہماری توفیق کے بغیر کوئی نہیں جانتا اور وہ علومِ غیبیہ ہیں۔

☆تفسیر النسفی میں ہے:

یعنی الاخبار بالغیوب، وقیل العلم اللدنی ما حصل لعبد بطریق الالھام.[۳]

ترجمہ: یعنی غیبوں کی خبریں دینا۔ اور کہا گیا ہے کہ علم لدنی وہ ہے جو بندے کو بطریقِ الہام حاصل ہو۔

☆المنجد میں علمِ لدنی کی تعریف یہ ہے:

ھو ما تعلّمه العبد من اللہ بالوحی من غیر واسطة.[۴]

ترجمہ: علمِ لدنی وہ کہ بندہ بغیر کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ سے الہام ووحی کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

☆لغت کی مشہور مگر مستند کتاب فرہنگ آصفیہ میں مذکورہ ہے:

علمِ لدنی جو کسی کو خدائے تعالیٰ کے پاس سے محض اس کے فیض سے بغیر از محنت واستاد حاصل ہو۔[۵]

اردو زبان کی مقبول ترین لغت "فیروز اللغات" میں ہے:

علمِ لدنی جو کسی کو خدا کی طرف سے براہِ راست بغیر استاذ حاصل ہو۔[۶]

علمِ لدنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف بندے کو بغیر استاذ کے عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے اس علم سے نواز تا ہے۔

اولیاے کاملین میں بہت سارے ولی اللہ ایسے گزرے ہیں جن کو اس علم سے نوازا گیا۔ حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی (متوفیٰ ۴۲۴ھ) کا مقام اولیاے کرام کے درمیان بہت بلند ہے، آپ امی تھے مگر جب آپ حدیث وقرآن اور اسرار کی باتیں کرتے تو علماے کبار بھی سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔ یہ ان کا علمِ لدنی تھا۔ اسی طرح بارہویں صدی ہجری کے عظیم ولی اللہ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ بھی اسی زمرے میں تھے کہ پڑھے لکھے نہیں تھے مگر ان کے درس میں اس وقت کے بڑے بڑے راسخین حاضری دیتے اور استفادہ کرتے تھے۔ جس بندے سے اللہ تعالیٰ کام لینا چاہتا ہے اس کو علمِ لدنی سے نواز دیتا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفیٰ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کو اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا تھا وہ ان کی ذات تک مختص تھے۔ فیاضِ ازل نے آپ کو علمِ کسبی اور علمِ وہبی دونوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کی سوانح کا عمیق مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا بیشتر علم وہبی تھا، کسبی بہت کم اور یہی علم وہبی علمِ لدنی کہلاتا ہے۔ جن علومِ متداولہ کو آپ نے اساتذہ سے سیکھا تھا ان کی مقدار قلیل ہے، مگر جن علوم پر آپ نے دریا بہائے وہ کثیر ہیں۔ ان کی زندگی کا نصب العین علم کی ترویج اور دین کا تحفظ تھی۔ ان کے علمی طنطنہ اور کتب بینی کا حال ایک عینی شاہد سے ملاحظہ فرمائیے۔ سید الطاف علی بریلوی رقم طراز ہیں:

"دولت خانہ کے قریب ہی اپنی مسجد میں پانچوں وقت نماز باجماعت کے لیے تشریف لاتے تو ان کی آہستہ خرامی دیدنی ہوتی۔ سلیم شاہی جوتا، ایک بر کا پائجامہ، گھٹنوں سے نیچا کرتا، اس پر انگرکھا یا شیروانی اور پھر اس پر عبا پہنتے تھے۔ سر پر اوسط درجہ کا عمامہ جس میں پیچھے سے گرونی پر چھوٹی چھوٹی حنائی زلفیں نظر آتی تھیں۔ بڑی بڑی پرکشش آنکھیں، گندمی رنگ، گھنی شرعی داڑھی تھی، ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے۔ کبھی کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے....

خواب گاہ میں کتابیں ہی کتابیں تھیں، فرش کی دری، اسکے قالین، اور دوسرے فرنیچر پر صرف کتابیں نظر آتی تھیں۔ حد یہ کہ پلنگ کے تین جانب کتابوں کی باڑیں لگی رہتی تھیں۔ پائنتی کی طرف البتہ جگہ خالی رکھی جاتی تھی۔ لکھتے تو قلم بہت تیز چلتا تھا۔ اس کی روانی دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔ (۷)

علم سے ان کے انہماک کا یہ ایک چشم دید دستاویزی ثبوت ہے، اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ علم سے کتنا شغف رکھتے تھے۔ یہ دراصل وہی علمِ لدنی کا فیض تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ارزاں فرمایا تھا۔

اساتذہ سے آپ نے معمول کے مطابق منقولات کی کتابیں پڑھیں اور کچھ معقولات کی، بقیہ جو کچھ بھی تھا وہ دراصل وہبی تھا اور بارگاہِ رسالت پناہی کا عطیہ۔ ورنہ جس طرح آپ نے علومِ متداولہ و غیرمتداولہ میں تصانیف چھوڑی ہیں وہ بذاتِ خود ایک کرامت ہے۔ آج الیکٹرانک دور میں تفتیش و جستجو بہت آسان ہوگئی ہے۔ جدید آلات کی سہولتوں نے وقت کو پھیلا دیا۔ بڑا سے بڑا کام بھی آسانی سے کیا جاتا ہے۔ نہ کوئی دقت نہ کوئی پریشانی، مگر امامِ اہلِ سنت نے جس دور میں یہ کام کیا وہ ان سہولتوں سے خالی تھا۔

منم و کنج خمولی کہ نگنجد در وے
جز من و چند کتابے و دواتے قلمے

مگر اس کے باوجود اتنا منضبط، مبسوط اور متواتر تیز محققانہ کام یہ دیکھ کر عقل باور کرلیتی ہے کہ یہ صرف فضلِ خداوندی اور عطائے الٰہی تھا۔ آپ اس کا اعتراف خود فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”فقیر کا درس بحمد اللہ تعالیٰ تیرہ برس دس مہینے چار دن کی عمر میں ختم ہوا۔ اس کے بعد چند سال تک طلبہ کو پڑھایا، فلسفہ جدیدہ سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ علومِ ریاضیہ و ہندسیہ میں فقیر کی تمام تحصیل جمع، تفریق، ضرب، تقسیم کے چار قاعدے کہ بہت بچپن میں اس غرض سے سیکھے تھے کہ فرائض میں کام آئیں گے اور صرف شکل اول تحریر اقلیدس کی و بس۔ جس دن یہ شکل حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین ﷺ، خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد سے پڑھی اور اس کی تقریر حضور میں کی، ارشاد فرمایا: تم اپنے علومِ دینیہ کی طرف متوجہ رہو، ان علوم کو خود حل کرلو گے۔ اللہ عزوجل اپنے مقبول بندوں کے ارشاد میں برکتیں رکھتا ہے۔ حسبِ ارشاد بعونہ تعالیٰ فقیر نے حساب و جبر و مقابلہ و لوگارثم و علم مربعات و علم مثلث کروی و علم ہیئت قدیمہ و ہیئات جدیدہ و زیجات و ارثماطیقی وغیرہا میں تصنیفاتِ فائقہ و تحریراتِ رائقہ لکھیں اور صدہا قواعد و ضوابط خود ایجاد کیے۔ تحدثا بنعمة الله یہ بحمد اللہ تعالیٰ اس ارشادِ اقدس کی تصدیق تھی کہ ان کو خود حل کرلو گے۔ فلسفہ قدیمہ کی دو چار کتابیں مطابق درس نظامی اعلیٰ حضرت (والد ماجد علیہ الرحمۃ) قدس سرہ الشریف سے پڑھیں اور چند روز طلبہ کو پڑھائیں، مگر بحمد اللہ تعالیٰ روزِ اول سے طبیعت اس کی ضلالتوں سے دور اور اس کی ظلمتوں سے نفور تھی۔“ (۸)

علومِ عقلیہ کی چند ابتدائی بحثیں پڑھ کر اس سے کنارہ کشی اختیار فرما لیا مگر اوپر کی خطِ کشیدہ عبارتوں کو پھر غور سے پڑھیے کہ ابتدائی قواعد سیکھنے والا کیا اس میں تصنیفات رقم کرسکتا ہے؟ یاد رکھیے کہ فنی تصنیفات کے لیے فن پر عبور، ممارثت اور گرفت ہونا ضروری ہوتی ہے ورنہ کوئی بھی فرد کتاب نہیں لکھ سکتا۔ اور اگر لکھے گا تو وہ غلطیوں کا مرغوبہ ہوگا۔ جب کہ ہماری صورت حال یہ ہے کہ تصانیف رقم ہوئیں کہ اہلِ دانش و بینش دیکھ کر دنگ رہ گئے، طرفہ تماشہ یہ ہے علمی جلالت کا یہ حال کہ ان فنوں میں قواعد بھی ایجاد کیے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ہم آگے ان فنون میں تصنیف کردہ کتابوں کی تعداد رقم کریں گے۔

امام احمد رضا کا یہ علمِ لدنی تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ التحیۃ والثنا کے وسیلے سے آپ کو مرحمت فرمایا، والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ ارشاد کہ: ”تم اپنے علومِ دینیہ کی طرف متوجہ رہو ان علوم کو خود حل کرلو گے۔“ یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھیں مرحمت فرمادیا جائے گا اور جس کا زندہ جاوید ثبوت آپ کی تصانیف مبارکہ ہیں۔ مگر امام احمد رضا نے علومِ نقلیہ ہوں یا عقلیہ ان کو صرف دینی مقاصد ہی میں انجام دیا۔ گویا انھوں نے فنوں کو اسلامی لبادہ پہنا دیا۔ ورنہ فلسفہ جیسے گم راہ کن علوم کی زیاں کاریاں ظاہر ہیں۔

امام احمد رضا کو بارگاہِ رسالت سے فیض عطا ہوتا تھا، اس کا ثبوت آپ کے فتاویٰ ہیں کہ جن میں کبھی خطا سرزد نہیں ہوئی اور نہ آپ کو کسی مسئلے میں رجوع کرنے کی ضرورت پڑی۔

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ: یہ نام خود اس بات کو واضح کررہا ہے کہ فتاویٰ رضویہ شریف بارگاہِ رسالت سے ہبہ کیا ہوا تحفہ ہے جو امام احمد رضا کے قلم سے صادر ہوا اور پھر دیکھتے دیکھتے اس کی مقبولیت زور پکڑ گئی جو اغلاط سے محفوظ ہے اور تمام علوم کا جامع، قدیم و جدید علوم متداولہ یا غیر متداولہ سے مزین ہے۔ حق

بات یہ ہے کہ آپ کے پاس ہر طرح کے سوالات آتے اور آپ سب کے جوابات عنایت فرماتے۔ دراصل عنایتِ ربانی اور فیض مصطفوی علیہ التحیۃ والثنا نے آپ کے قلب و ذہن کی کشود فرما دی تھی، ذیل کے واقعہ سے اس کو خود ملاحظہ فرمائیں:

ایک واقعہ: امام النحو، متبحر عالم دین، صدر العلما حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے مولانا سید غلام یزدانی مدظلہ العالی جو سن فرانسسکو، کیلیفورنیا میں تین عشرے سے قیام پزیر ہیں اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، ایک ملاقات کے دوران انھوں نے راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ:

"والد ماجد حضرت صدر العلما علیہ الرحمۃ حیدر آباد دکن ماہِ ربیع الاول شریف میں تقریری دورے پر تشریف لے جاتے۔ ایک بار ایک حاجی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا کہ: میری قسمت کا نصیبہ جاگا اور خواب میں تاجدارِ کون و مکاں، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دست بوسی و قدم بوسی کی، پھر بارگاہِ رسالت میں ایک مسئلہ عرض کیا کہ حضور اس کا جواب کرم فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس کام کے لیے ہم نے احمد رضا کو مقرر کیا ہے، اس سے پوچھو۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر عرض کیا، تو حضور کے روئے انور پر کچھ ناراضگی کے اثرات محسوس ہوئے اور پھر وہی جواب ارشاد فرمایا۔"

"ہم نے اس کام کے لیے احمد رضا کو مقرر کر رکھا ہے۔" اس بات پر دال ہے کہ فتاویٰ رضویہ اس بارگاہِ اقدس کا عطیہ ہے، اس لیے اس کا نام سیدی اعلیٰ حضرت نے "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" رکھا، چناں چہ اس قول کی تائید سیدی اعلیٰ حضرت کے اس جملے سے ہوتی ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"سرکار ابد قرار، بارگاہِ عالم پناہ رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ سے دو خدمتیں اس خانہ زاد ہیچکارہ کے سپرد ہوئیں، افتاء اور ردِ وہابیہ۔"[9]

یہ سب امام احمد رضا کا علم لدنی تھا جو فیاض رحمت نے انھیں عطا کیا تھا۔ جن علوم کو آپ نے نہ کسی سے سماعت کیا، نہ پڑھا اس کا ایک خاکہ یہاں نقل کر رہے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" میں "الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکہ البھیۃ" سے نقل فرمایا:

وہ علوم جن کو آپ نے کسی سے حاصل نہیں کیا:

(۱) قراءت (۲) تجوید (۳) تصوف (۴) سلوک (۵) اخلاق (۶) اسماء الرجال (۸) سیر (۹) تواریخ (۹) لغت (۱۰) ادب مع جملہ فنون۔

ان علموں کی بھی اجازت دیتا ہوں جنھیں میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا، پر نقاد علمائے کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے۔

پھر ان علوم کا ذکر کیا:

(۱) ارثماطیقی (۲) جبر و مقابلہ (۳) حساب سیفی (۴) لوغارثم (۵) علم التوقیت (۶) مناظر و مرایا (۷) علم الاکر (۸) زیجات (۹) مثلث کروی (۱۰) مثلث مسطح (۱۱) ہیئت جدیدہ (۱۲) مربعات (۱۳) جفر (۱۴) زائرچہ۔ ان علوم کی اجازت دیتا ہوں جنھیں میں نے کسی افادہ بخش استاد سے حاصل نہیں کیا، نہ پڑھ کر نہ سن کر نہ باہمی گفتگو سے۔

پھر اسی سلسلے میں رقم طراز ہیں:

اسکے بعد مندرجہ ذیل علوم و فنون کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ ان کی تعلیم کسی استاد سے حاصل نہیں کی۔

(۱) نظم عربی (۲) نظم فارسی (۳) نظم ہندی (۴) نثر عربی (۵) نثر فارسی (۶) نثر ہندی (۷) خط نسخ (۸) خط نستعلیق (۹) تلاوت مع تجوید (۱۰) علم الفرائض۔

اب ذرا ان کتابوں پر نظر ڈالی جائے کہ جن علوم کو کسی سے نہ پڑھا نہ سماعت کیا مگر ان فنون میں ایسی تالیفات رائقہ و تصنیفات انیقہ فرمایا کہ دانشوروں کی عقلیں دنگ ہیں۔ پروفیسر سر ضیاء الدین وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا واقعہ حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے کہ ریاضی کے ایک مسئلہ کے لیے وہ جرمن کا سفر کرنا چاہتے تھے مگر علامہ سلیمان اشرف بہاری پروفیسر تھیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے مشورے سے سر ضیاء الدین صاحب نے بریلی کا سفر کیا اور امام احمد رضا سے ملاقات کی اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے سارے سوالات کے جواب شافی پاکر حیرت زدہ رہ گئے کہ ایک عالم دین علم کی اس بلندی پر فائز ہے۔

نوٹ: ہم یہاں صرف علومِ عقلیہ کی فہرست پیش کر رہے ہیں جس کو تفصیلات دیکھنا ہو وہ یا تو سیدی اعلیٰ حضرت کا رسالہ "الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیۃ" کا مطالعہ کرے یا پھر مولانا عبد المبین نعمانی کی تالیف "تصانیف امام احمد رضا" کا مطالعہ کرے۔

تصانیف:

(۱)۔ علم التکسیر (Caryying Figures) میں ۴؍ کتابیں۔

(۲)۔ علم الجفر (Divination) میں ۸؍ کتابیں۔

(۳)۔ علم التوقیت میں ۱۸؍ کتابیں۔

(۴) لوگارثم میں ۲؍ کتابیں۔

(۵)۔ زیجات (Ephemeris) میں ۹؍ کتابیں۔

(۶)-ہندسہ (Geometry) میں ۵؍کتابیں۔

(۷)-حساب (Mathematic) میں ۴؍کتابیں

(۸)-ریاضی (Science Of Numbers) میں ۶؍کتابیں

(۹)-علمِ مثلث (Trignometry) میں ۴؍کتابیں۔

(۱۰)-ہیئات (Astronomy) میں ۱۶؍کتابیں۔

(۱۱)-نجوم (Astronomy) میں ۵؍کتابیں۔

(۱۲)-جبر و مقابلہ (Algebra) میں ۳؍کتابیں۔

(۱۳)-ارثما طیقی میں ۳؍کتابیں۔

یہ صرف ان فنون کا ذکر ہے جو عقلیات سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی مشکلات کے اعتبار سے مشہور ہیں، غور کا مقام ہے کہ ساری مذہبی ذمہ داریوں کے باوجود تحقیقات کے یہ سرچشمے سوائے علم لدنی کے اور کیا کہے جاسکتے ہیں۔ ع: "ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے"۔

تحقیق قبلہ کے حوالے سے آپ کی مشہور تصنیف "کشف العلة عن سمت القبله" (۱۳۲۴ھ) میں پوری دنیا کا قبلہ تخریج فرما کر یہ واضح کر دیا کہ یہ علمِ لدنی تھا ورنہ یہ علوم اب عصر حاضر کی جامعات اور کالجز میں پڑھائے جاتے ہیں۔ ان کی اصطلاحات اگرچہ عربی ہیں مگر جدید طرزِ تعلیم سے ان کا ذرہ برابر فرق نہیں ہے۔

مولانا ڈاکٹر غفران صدیقی ساکن نیوجرسی امریکہ جو حضرت محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ سے ہیں، انھوں نے بیان فرمایا کہ طلوع صبح صادق کے تعلق سے سیدی اعلیٰ حضرت نے جو اصول بیان فرمائے ہیں میں نے ان کو مقابلہ کرکے دیکھنا چاہا کہ عصر حاضر کے وضع کردہ اصولوں سے کوئی فرق ہے کہ نہیں؟ چناں چہ میں لائبریری گیا اور اس فن کی کئی کتابوں کو دیکھا، مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اعلیٰ حضرت آج سے سو سال قبل جن امور و اصول کی نشان دہی کی تھی عصر حاضر میں اس سے سر مو بھی فرق نہیں ہے۔ اب اس کو اس کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے کہ:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی کی علمی جلالت کا شہرہ حرمین طیبین میں پہنچ چکا تھا، دوسری بار جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو حرمین شریفین کے اکابر علما نے آپ کا استقبال کیا، مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران علمِ جفر کے حوالے سے آپ نے سوچا کہ کوئی جفرداں مل جائے تو اس سے استفادہ کیا جائے، چناں چہ فرماتے ہیں کہ:

یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہرِ کریم تمام جہاں کا مرجع و ملجا ہے۔ اہلِ مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفرداں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے۔ ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں، نام پوچھا (تو) معلوم ہوا (کہ) مولانا عبدالرحمن دہان، حضرت مولانا احمد دہان کے چھوٹے صاحب زادے، میں نام سن کر اس لیے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہان علیہ رحمۃ المنان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے تھے۔ میں نے مولانا عبدالرحمن کو بلایا، وہ تشریف لائے، کئی گھنٹے خلوت (یعنی صحبت) رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جوان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہوگئی۔ اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ میں واقع ہوا۔[۱۲]

امام احمد رضا علیہ الرحمہ ان قدسی نفوس میں سے تھے جن کو رب کریم کی طرف سے خصوصیت کے ساتھ نوازا جاتا ہے۔ ان کا علمی جلال، فکری بلندی اور تحقیق و تفتیش کا معیار کم کسی کو نصیب ہوتا ہے، وہ ہم میں نہیں مگر آج پوری دنیا ان سے استفادہ کر رہی ہے۔

اخوا لعلم حی خالد بعد موته
واوصاله تحت التراب رميم
وذوالجهل ميت وهو ماشٍ على الثرىٰ
يظن من الاحياء وهو عديم

ترجمہ: علم والا اپنی موت کے بعد بھی ہمیشہ زندہ ہے اگرچہ اس کے جوڑ جوڑ مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ جاہل زمین پر چلتے ہوئے بھی مردہ ہے، وہ خود کو زندہ گمان کرتا ہے حالاں کہ مردہ ہے۔

مراجع:

(۱)-سورہ کہف، آیت: ۶۵

(۲)-تفسیر شیخ زادہ علی البیضاوی، ج: ۳، ص: ۲۶۹، ناشر ایشیق کتاب ولی، ترکی۔

(۳)-تفسیر النسفی، جزء سوم، ص: ۱۹، دار الفکر، بیروت

(۴)-المنجد، ص: ۵۲۷، المکتبۃ الشرقیہ، بیروت

(۵) -فرہنگ آصفیہ، جلد سوم، ص: ۲۸۲، اردو سائنس بورڈ، لاہور

(۶)-فیروز اللغات، ص: ۲۰۲، فیروز سنس لمیٹڈ، لاہور

(۷)-روزنامہ جنگ، کراچی، جمعہ ۶؍ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ/ ۲۴؍ ستمبر ۱۹۹۳ء، جلد نمبر ۵۷/ شمارہ نمبر ۲۵۸، جمعہ ایڈیشن، کالم نمبر ۳، مضمون نگار محمد محی الدین۔

(۸)-فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد: ۲۷، ص: ۳۸۴، ۳۸۵، (رسالہ الكلمة الملهمة في الحكمة لوهاء الفلسفة المشئمة) رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، لاہور۔

(۹)-ایضاً، ص: ۳۸۵

(۱۰)-حیات مولانا احمد رضا خاں، ص: ۲۸، ۲۹، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

(۱۱)-تصنیفات امام احمد رضا، ص: ۴۱ تا ۴۴ رضا اکیڈمی، ممبئی

(۱۲) الملفوظ حصہ دوم، ص: ۳۰، مکتبہ رضا بریلی

سرکارِ کلاں حضرت سید مختار اشرف

خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے ایک عظیم شیخ طریقت

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

مخدوم المشائخ شیخ طریقت واقف شریعت مرشد برحق سرکار کلاں حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی خانقاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ مقدسہ کے بافیض و کثیر الخلفاء سجادہ نشیں اور خانوادۂ اشرفیہ کے ایک عظیم چشم و چراغ تھے فخر خاندان و وقار خاندان اور ایک قیمتی سرمایہ تھے۔ سلسلہ اشرفیہ کے ایک مرشد برحق اور عالم اسلام کے ایک عظیم داعی و مبلغ تھے۔ جماعت علما میں نامور فقیہ و مفتی کی حیثیت سے متعارف اور گروہ صوفیا میں نمایاں مقام اور انفرادی شناخت رکھتے تھے۔ دینی و ملی مسائل میں قائدانہ صلاحیتوں کے مالک اور گوناگوں فضائل و کمالات کے جامع کامل تھے۔

مذکورہ تمام اوصاف و محاسن میں آپ کا جو نمایاں وصف تھا وہ آپ کی تقویٰ شعار زندگی اور آپ کی نورانی و روحانی شخصیت تھی چہرہ ایسا نورانی کہ جو ایک مرتبہ آپ کی زیارت کرلیتا وہ ہمیشہ کیلیے عاشق زار بن جاتا۔ روحانی شخصیت میں وہ مقناطیسی اثرات تھے کہ سارا زمانہ آپ کی طرف کھنچا چلا جاتا تھا۔

راقم الحروف کو شعور و آگہی کی منزل میں قدم رکھنے کے بعد کسی شیخ طریقت کی حیثیت سے سب سے پہلے آپ ہی کی زیارت نصیب ہوئی۔ خانوادۂ اشرفیہ سے نسبت اور ان کی غلامی کی دولت تو ایام طفولیت ہی میں سیدی و مرشدی حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسیلے سے مقدر میں آچکی تھی لیکن اس خانوادہ سے وارفتگی عقیدت کا سلسلہ حضور مخدوم المشائخ کی پہلی زیارت سے شروع ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم تھا ۱۹۹۵ء میں حضور مخدوم المشائخ اپنے جانشین حضور شیخ اعظم کے ساتھ مبارک پور قصبہ تشریف لائے تھے یہ وہ وقت تھا جب اشرفی رضوی تنازع بھی کافی شباب پر تھا۔ مبارک پور کی سرزمین جو ہمیشہ کچھوچھہ مقدسہ کے مشائخ کرام اور مخدوم زادگان کے وسیلے اور ان کے قدم مبارک کے برکتوں سے فیضیاب اور مالامال ہوتا آیا ہے وہاں کے اکثر جلسے کچھوچھہ شریف کے کسی شیخ طریقت کی صدارت اور سرپرستی میں منعقد ہوتے تھے۔ اور الحمد اللہ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے حضور مخدوم المشائخ کی آمد اسی سلسلے میں ہوئی تھی اس بے مایہ کو چونکہ آپ کے خاندان کی نسبت پہلے سے حاصل تھی آمد کی اطلاع ملی تو زیارت کیلیے قصبہ مبارک پور حاضر ہوا اور جب آپ کے نورانی چہرہ اور شخصیت روحانی پر پہلی نظر پڑی تو نظر جمی کی جمی رہ گئی اور دیکھتا ہی رہ گیا پورا کمرہ روشن و منور تھا، عقیدت مندوں کا ایک امنڈتا ہوا سیلاب تھا، مانند پروانوں کے لوگ اطراف و مضافات منڈلاتے نظر آرہے تھے، عقیدت مند دست بوسی و قدم بوسی کے لیے قطاریں لگائے باہر کھڑے تھے۔ شوق دیدار میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے اور یکے بعد دیگرے قدم بوسی کر کے باہر نکل رہے تھے، کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہ تھی، بڑے سے بڑا آپ سے باتیں کرتے ہوئے تھرا رہا تھا، کسی کو سامنے کھڑے ہونے کی ہمت نہ تھی، روحانیت کا ایک عجیب سماں تھا اور یہ ناچیز کمرہ کے باہر دروازے کے پاس کھڑے ہوکر اس نورانی منظر کو دیکھ رہا تھا۔ چونکہ ایسا دلکش منظر میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔ قدم بوسی کی ہمت جواب دے چکی تھی صرف دور سے آپ کی زیارت کی۔ اور قدم بوسی کی تشنگی باقی رہ گئی۔

پھر عرس مخدومی کے موقع سے مبارک پور سے کچھوچھہ شریف حاضر ہوا تو یہاں کا منظر تو کچھ اور ہی عجیب و غریب تھا۔ آپ لباس غوثیہ زیب تن فرما ہوتے۔ خانوادۂ اشرفیہ کے مشائخ عظام کا نورانی قافلہ ہوتا۔ علمائے کرام اور مفتیان عظام اور ارباب علم و دانش کی جھرمٹ ہوتی مریدین و معتقدین اور زائرین کا ایک امنڈتا ہوا سیلاب ہوتا اور ان سبھوں کے درمیان آپ سجادہ نشیں کی حیثیت سے اشرفی دولہا کی شکل میں پوری آب و تاب جاہ و جلال اور وجاہت خاندانی کے ساتھ رونق اسٹیج ہوتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ آج آفتاب زمین پر آیا ہے

اور اس کی ضیا بار کرنوں سے پورا درگاہ رسول پر جگمگا رہا ہے۔ چہرہ کی نورانیت کا عالم یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ نور کی برسات ہو رہی ہے حاضرین فیضیاب ہو رہے ہیں اور مشام جاں معطر کر رہے ہیں۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو اس لیے تو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے خوب ارشاد فرمایا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اس ہجوم اور دیوانوں کے سیلاب نے کچھوچھہ شریف میں بھی قدم بوسی سے اس حقیر کو محروم رکھا اور آپ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ لیکن آپ کی نظر عنایت اور فیضانی روحانی کا صلہ یہ ملا کہ اس کے بعد سے ہی خانوادۂ اشرفیہ کے کثیر مشائخ کرام کی دست بوسی و قدم بوسی کا مسلسل شرف ملا۔ ان کی بابرکت صحبتیں نصیب ہوئیں، سفر و حضر میں ان کا ساتھ ملا۔ ایک ساتھ نشست و برخاست، گفت و شنید اور اکل و شرب کا سنہرا موقع ملا۔ ان کی موجودگی میں لب کشائی کا حوصلہ ملا۔ دعائیں ملیں، نوازشات ملے۔ ان کے در کی خدمت کا موقع ملا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کے نقوش پا اور پاکیزہ زندگی کے حوالے سے خامہ فرسائی کی دولت نصیب ہوئی، ذلك فضل الله يعطيه من يشاء ..

بات ہی بات میں یہ باتیں نکل آئیں اب ذیل میں حضرت مخدوم المشائخ سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ اور روحانی زندگی کے بارے میں چند سطور نذر قارئین ہے۔

آپ کے خوبیوں کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اوصاف و کمالات اور فضیلت و بزرگی کا چرچا آپ کی حیات ظاہری میں نہ یہ کہ صرف مریدین و معتقدین کی زبانوں پر تھا بلکہ خانوادۂ اشرفیہ کے ہر شیخ طریقت اور اصاغر و اکابر کی زبان و بیان میں تھا اور سبھی آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کو تسلیم کرتے تھے اور اپنا مربی و سرپرست اعلیٰ جانتے تھے خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ایک عظیم ترین علمی و روحانی شخصیت جانشین حضور محدث اعظم ہند حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کا تاثر ملاحظہ کیجیے:

اپنا شہر چھوڑ کر باہر ہم سب سے بڑے متقی بن سکتے ہیں ہم عالم کا ڈھونگ رچا سکتے ہیں نہ جانے ہم کیا کیا القاب ہم خود ہی ایجاد کر کے پھیلا سکتے ہیں کچھ بھی کر سکتے ہیں مگر گھر والوں کو نہیں منوا سکتے۔ گھر والوں کو جھکانا کوئی بڑی بات نہیں اس لیے نبی کریم ﷺ کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی ان کی بیوی سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا بھائی سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا ساتھی جو قریب تھا وہ لپک گیا تو حضور مخدوم المشائخ کی ولایت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کے خاندان کا ہر بڑا بوڑھا انہیں کا مرید ہے۔ (شیخ الاسلام کا خراج عقیدت بارگاہ سرکار کلاں میں)

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں خانوادۂ اشرفیہ کے مشائخ کرام سے اگر کوئی شرف بیعت ہونا چاہتا تو اکثر و بیشتر مشائخ کرام کا معمول یہ تھا کہ وہ اپنے ارادت مندوں کو سیدھے حضور مخدوم المشائخ سے مرید ہونے کا حکم دیتے۔ حتیٰ کہ اگر وقت کے باکمال علما اور صوفیا بھی حلقہ غلامی میں داخل ہو کر اکتساب فیض کی خواہش کرتے انہیں بھی حضور مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں بھیج دیتے۔ مولانا شاہد رضا اشرفی نعیمی اپنے والد بزرگوار عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی بھاگلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے داخل سلسلہ اور بیعت و ارادت کے تعلق سے یوں رقمطراز ہیں :

حضرت عمدۃ المحققین مخدوم المشائخ رہبر شریعت و طریقت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زیب سجادہ آستانۂ اشرفیہ سرکار کلاں کے مرید تھے میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ شیخ المشائخ مجدد سلسلہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ وصال سے قبل بیمار ہوئے تو ملک کے کونے کونے سے نیاز مندوں کا ہجوم کچھوچھہ شریف میں پہونچ کر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو رہا تھا۔ والد ماجد قدس سرہ بھی اپنے احباب و علماء کے ساتھ انہیں دنوں کچھوچھہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت اشرفی میاں کی خدمت میں پہونچ کر بیعت ہونے کی آرزو کا اظہار کیا۔ لیکن حضرت نے آپ کو حکم دیا تم میرے پوتے و ولی عہد سے مرید ہو جاؤ آپ نے حضرت مخدوم المشائخ کے دست حق پرست پر سلسلہ اشرفیہ چشتیہ میں بیعت کی اور پوری زندگی اپنے پیر و مرشد کے نور نظر بن کر رہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں دامت برکاتہم القدسیہ اپنی بیعت و ارادت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

میں اپنا واقعہ بتاؤں کہ والد بزرگوار کی خدمت میں مرید ہونے

کے خیال سے طالب علمی کے دور میں کہا تھا حضرت نے پہلے اپنے انداز میں اس طرح کہا کہ میری سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے ماموں سے مرید ہو تم، اپنے ماموں (سرکار کلاں) سے ہو جائو۔ یہ بات میں نے سنی اور آئی گئی دوران تعلیم ہی میرے دل میں تھا کہ میں اپنے والد بزرگوار (محدث اعظم ہند) سے شرف بیعت حاصل کرونگا ،اس کے بعد کیا ہوا؟ میں مبارک پور میں خواب دیکھا کہ میں حضرت کی پرانی قیام گاہ جہاں حضرت بیٹھے تھے آکر پہنچا وہاں دو بزرگوار بیٹھے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ سرکار کلاں ابھی آنے والے ہیں تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ آئے اور بیٹھ گئے اور اسی وقت ہاتھ پکڑ کر مجھے مرید کر لیا اس خواب کو میں نے اپنے ماموں جان قبلہ (اشرف العلماء علامہ سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ) سے بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا تمھارا حصہ وہی ہے جب گھر میں دوبارہ والدہ ماجدہ کے ذریعہ حضرت والد ماجد سے اپنے دل کی بات رکھی تو اس وقت حضرت نے پر جلال انداز میں فرمایا "تمھیں تو انہیں سے مرید ہونا ہے" بات ختم ہو گئی اور اسی درمیان حضرت والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ جو بات حضرت نے فرمائی تھی وہ بات عالم وجود میں آئی۔ حضرت سرکار کلاں کو اسی گھر میں بلایا گیا گھر کے چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے حضرت نے چادر پھیلا دی اور سبھوں نے پکڑ لیا میں نے بھی چادر پکڑ لی تو حضرت نے چادر سے میرا ہاتھ کھینچ کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مرید فرمایا میں نے سمجھ لیا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر ہو رہی ہے۔ پھر جب میں اس خواب کو حضرت کے سامنے بیان کیا تو حضرت مسکرائے بہت۔

(حضرت شیخ الاسلام کا خراج عقیدت بارگاہ سرکار کلاں میں)

خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے مشائخ کرام کے مریدین اور خلفاء کی بات کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کے بعد سب سے زیادہ تعداد مریدین اور خلفا کی سرکار کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔ وہ بھی معمولی لوگ نہیں بلکہ اپنے وقت کے مایۂ ناز اور نابغۂ روزگار شخصیتوں نے آپ کی غلامی حاصل کی آپ سے اکتساب فیض کیا آپ کے روحانی فیضان سے اکناف عالم کو رشد و ہدایت اور دعوت تبلیغ سے خوب خوب فیضیاب کیا۔

عوام و خواص کا اس طرح کثیر تعداد میں آپ سے بیعت و خلافت حاصل کرنے کی جو خاص وجہ اور علت تھی وہ آپ کی تقویٰ شعار زندگی اور بافیض ذات گرامی تھی۔ بچپن ہی سے آپ کی بزرگی اور فضل و کمال کا چرچہ اور تقویٰ و پرہیز گاری کا شہرہ خاندان و بیرون خاندان اور وابستگان سلسلہ اشرفیہ میں تھا۔ آپ بچپن ہی سے صوم و صلوۃ و شریعت مطہرہ کے پابند تھے صرف چھ سال کی عمر ہی سے اپنے دادا حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ساتھ نماز پنج گانہ با جماعت ادا کرنے کے عادی تھے۔ رمضان کے مہینوں میں اپنے دادا جان کے ساتھ مکمل تراویح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ کھیل کود لہو و لعیب بچپن کی عادتوں سے آپ بالکل الگ تھلگ رہا کرتے تھے سعادت و ارجمندی کے نقوش اور گوناگوں خوبیوں کو حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اپنے نگاہ ولایت سے ایام طفولیت ہی میں دیکھ لیا تھا اور آپ کی بزرگی و ولایت کا اعلان عام اسی وقت کر دیا تھا کہ میرا پوتا مادر زاد ولی ہے۔" اور بسم اللہ خوانی کے وقت اپنا عصا ہاتھ میں اور تاج آپ کے سر پر رکھ یہ ارشاد فرمایا میں نے اپنے جانشین کی تاج پوشی کر دی ہے۔ (سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل ۶ یہ)

جب آپ نے عنفوان شباب اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا اور آپ کی عمر صرف چودہ سال کی تھی اسی وقت حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے آپ کے والد ماجد کے عرس چہلم کے موقع پہ آپ کو اجازت و خلافت عطا کی اور اپنی حیات ظاہری میں آپ کی سجادگی کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا۔۔

جب فرزند ممدوح ۱۵/ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو یہ بعارضہ اسہال و طاعون حالت نماز میں شہادت پائی ان کی مجلس چہلم میں بموجودگی فرزندان خاندانی مریدین و خلفاء اور تمام ہندوستان سے آئے ہوئے محبان سلسلہ سب کے سامنے فقیر نے اپنی فرزند اپنے پوتے اور دل بند سید مختار اشرف عرف محمد میاں سلمہ کو اپنا مرید کہہ کے اپنا ولی عہد بنا لیا۔ اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان کی دستار بندی ہو چکی ہے اور تمام معقول و منقول تفسیر و حدیث و فقہ معانی اور تصوف بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف جو اس فقیر کا بنایا ہوا ہے سے حاصل کیا اور فقیر اپنی آرزو کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا ولی عہد بنایا۔ اس اشارہ غیبی سے اس فرمان و اعلان کے ذریعہ سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ نور نظرم و عصائے پیرم مولانا سید مختار اشرف اشرفی جیلانی زاد اللہ علمہ و عرفانہ میرے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی خاندان حسنی سرکار کلاں ہیں جو مثل میرے تمام مراسم ادا کرتے رہیں گے۔ (آئینہ اشرفی ۸۶ھ)

(باقی، ص:۸ پر)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شخصیت وافکار کا ایک جائزہ

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر وبصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں ۔ہم ارباب قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں ۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں ۔از: مبارک حسین مصباحی

اپریل ۲۰۱۹ء کا عنوان ملک کے موجودہ سیاسی حالات اور مسلمان: ایک منصفانہ جائزہ

مئی ۲۰۱۹ء کا عنوان دعوتِ اسلامی اور رمضان المبارک

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے اپنے ایمان وعمل کی خیر منائیں

از: **مفتی محمد ساجد رضا مصباحی**: خادم درس وافتا دار العلوم غریب نواز داہو گنج کشی نگر

عدل وانصاف، جودوسخا، صدق وصفا، امانت ودیانت، شرافت ومتانت اور ذکاوت وذہانت کے ایک حسین پیکر اور اور عشق رسالت مآب کی دولت لازوال سے مالا مال ایک جلیل القدر صحابی کا نام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ لقب ابو عبدالرحمن اور والد کا نام حضرت ابوسفیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل مکۃ المکرمہ میں پیدا ہوئے، فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد گرامی کے ساتھ قبول اسلام کا اعلان کیا۔ آپ مکہ شریف کے ان منتخب اور معزز افراد میں سے تھے، جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یہی وجہ ہے کہ قبول اسلام کے بعد کاتبین وحی کی مقدس جماعت میں آپ کو شامل کیا گیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ اسلام کی وہ عظیم ترین شخصیت ہیں، جن کے وجودِ بابرکت سے اسلام کو بڑی تقویت ملی، ان کے دورِ حکومت میں اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا، لیکن اس کے باوجود ایک طبقے کی جانب سے یزید کی آڑ لے کر انھیں بدنام کرنے کے لیے بڑی کوششیں ہوئیں اور اس مقدس صحابی رسول کو دشمن اہل بیت ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔

حضرت امیر معاویہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے کے لیے بے سروپا افسانے گھڑے گئے، الزامات کے تیر وتفنگ داغے گئے، آپ کی شخصیت کو مجروح کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور ایسا طوفانِ بدتمیزی برپا کیا گیا کہ اس کی لہروں میں اچھے خاصے فہیم و دانا، سنجیدہ و متین علما بھی بہ گئے، جب کہ احادیث نبویہ اور معتمد کتب تاریخ و سیر کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہلِ بیت کے درمیان نہ صرف رشتہ داری اور خاندانی مراسم تھے ؛بلکہ آپس میں اخوت و محبت کا ایک مستحکم رشتہ بھی تھا، ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیر سگالی کا صالح جذبہ تھا، وقتی طور پر جو حالات ان کے درمیان پیدا ہوئے انھیں بنیاد بناکر شب وستم کا بازار گرم کرنا کسی طور جائز نہیں ہے، ہمارے علماے کرام نے ان ہنگامی حالات میں پیش آنے والے ناخوش گوار واقعات کے سلسلے میں بڑے واضح انداز میں گفتگو کی ہے، ان کے سلسلے میں اہل حق کے صحیح موقف کو اجاگر کیا ہے۔ لیکن فقہاے کرام، محدثینِ عظام اور علماے سلف وخلف کی ان تصریحات کو پسِ پشت ڈال کر بر صغیر ہند وپاک میں ایک بار پھر بدتمیزی کا ایک طوفان آیا ہوا ہے، اور ماضی کی طرح اس بار بھی اس طوفانِ بلا میں کئی شخصیتوں کے جبہ ودستار آلودہ ہو چکے ہیں، سنیت کا لبادہ اوڑھے کئی رافضیت زدہ ذہنوں کی غلاظتیں طشت از بام ہو چکی ہیں، ہمیں ایسے لوگوں کی فہم وبصیرت پر شدید افسوس ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سنی کہتے

ہوئے بھی ایک مقدس صحابی کی شان میں دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور محبت اہل بیت کا ڈھونگ رچاکر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کبار کو اپنی طعن کا نشانہ بنانے میں دریغ نہیں کرتے۔

ذیل کی سطروں میں ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلیل القدر شخصیت، اوصاف وکمالات، افکار ونظریات اور آپ پر طعن وتشنیع کرنے والوں کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔

حضرت امیر معاویہ اور شرف صحابیت:

کاتب وحی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں بلکہ آپ صحابی ابن صحابی ہیں، آپ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان صخر، والدہ ماجدہ حضرت ہند، بھائی حضرت ابو خالد اور حضرت عتبہ، بہنیں حضرت ام حبیبہ رملہ، حضرت ام الحکم اور حضرت عزہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شرف صحابیت سے مشرف تھے۔[اسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج:٤ ص،٤٧٧]

حضرت امیر معاویہ قرابت رسول:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذاتی فضائل وکمالات کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی قرابت ورشتہ کا جو شرف حاصل تھا اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا، یقیناسرکار دوعالم ﷺ کی قرابت ورشتے داری دونوں جہاں کی عظمتوں اورفضیلتوں سے بڑھ کر ہے، کوئی رشتہ اور قرابت کام آئے یا نہ آئے لیکن رسول اللہ ﷺ کی قرابت دنیا وآخرت دونوں میں نفع بخش ہے، اس کی شہادت خود سرکار دوعالم ﷺ کی احادیث سے ملتی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب والد کی طرف سے پانچویں پشت پر جاکر رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے، دوسری جانب آپ کی ہمشیرہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم ﷺ کی شرف زوجیت سے مشرف تھیں، گویا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرف صحابیت کے علاوہ سرکار دوعالم ﷺ کی نسبی اورسسرالی دونوں طرح کی قرابت کے شرف سے مشرف تھے، ان دونوں قرابتوں کی عظمتوں کو سرکار دوعالم ﷺ نے اس حدیث پاک میں بیان فرمایا ہے:

كل نسب وصهر ينقطع يوم القيامة الانسبي وصهري.

قیامت کے دن تمام نسبی اور سسرالی رشتے منقطع ہوجائیں گے ماسوا میرے نسب والوں اورسسرالی رشتے کے۔

[کنز العمال بحوالہ ابن عساکر ۱۱/۴۰۹، موسسۃ الرسالۃ بیروت]

ثقہ محدث حافظ ابوالحسن عبد الملک بن الحمید میمونی [متوفی ۲۷۴ھ] فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث پاک سے سلسلے میں عرض کیا: وهذه لمعاوية؟ سیدنا معاویہ بھی اس میں داخل ہیں؟ قال: نعم له صهر ونسب آپ نے فرمایا: ہاں! سیدنا معاویہ بھی نبی ﷺ کے نسبی وسسرالی رشتے دار ہیں۔

[شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ سیاق ماروی عن النبی ﷺ فی فضائل ابی عبد الرحمن معاویۃ، ج۸، ص:۱۵۳۲]

حضرت امیر معاویہ اور دعاے رسول:

رسول کریم ﷺ جس کے حق میں ہدایت کی دعا فرمائیں وہ کبھی بھی جادۂ مستقیم سے منحرف نہیں ہوسکتا، رسول کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب اور ہر سوال بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعاے محمد ﷺ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں سرکار دوعالم ﷺ نے متعدد مواقع پر دعا فرمائی جسے متعدد صحابہ کرام نے روایت کیا۔ حضرت سیدنا ابو عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

قال النبي صلى الله عليه وسلم اللهم اجعله هاديا مهديا واهده واهدبه

نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی: اے اللہ! اسے ہادی ومہدی بنا، اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔[مسند احمد حدیث عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ، ج۲۹، ص:۴۲۶]

اس حدیث پاک کو تیس سے زائد مستند علما، محدثین، محققین اور مفسرین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا۔

سرکار دوعالم ﷺ کی اس دعا کے سلسلے میں امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فتأمل هذالدعاء من الصادق المصدوق وانه ان ادعيته لامته لاسيمااصحابه مقبولة غير مردودة تعلم ان الله سبحانه استجاب لرسول الله ﷺ بهذالدعا لمعاوية فجعله هاديا للناس مهديا في نفسه من جمع الله بين هاتين المرتبتين كيف يتخيل فيه ماتقوله عليه المبطلون ووصمه به المعاندون معاذالله.

صادق ومصدوق کی اس دعا پر غور کرو، نبی کریم ﷺ کی وہ دعائیں جو آپ نے اپنی امت بالخصوص اپنے اصحاب کے لیے خدا کے حضور مانگیں مقبول ہوئیں، ان میں سے کوئی بھی رد نہیں کی گئی، تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ دعا جو حضور نے حضرت امیر معاویہ کے لیے کی، یہ بھی مقبول ہوئی اور اللہ جل جلالہ نے آپ کو لوگوں کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنادیا اور جس شخص میں اللہ رب العزت نے یہ دونوں صفتیں جمع فر دمادی ہو اس کے بارے معاذ اللہ وہ باتیں کیوں کر خیال کی جاسکتی ہیں جو باطل پرست معاندین بکتے ہیں۔

امام کبیر شرف الدین حسین بن عبد اللہ طیبی [متوفی ۷۴۳] اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

ولاارتیاب ان دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب فمن کان حالہ ھذا کیف یرتاب فی حقہ.

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امیر معاویہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کی یہ دعا قبول ہو چکی ہے، پس جس کا یہ حال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دینے والا اور خود ہدایت پر قائم رہنے والا بنادیا ہو تو اس کے بارے میں شک کیسے کیا جاسکتا ہے۔

[شرح الطیبی علیٰ مشکوٰۃ المصابیح۔ ج،۱۲،ص،۳۹۴۸]

مشہور صحابی رسول حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ سے رمضان شریف کے مہینے میں مجھے سحری کی دعوت دی تو میں نے آپ سے سنا:

اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب

اے اللہ معاویہ کو کتاب وحساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا۔[مسند احمد حدیث العرباض بن ساریہ ج،۲۸،ص،۳۸۳]

سحر کا وقت دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، پھر دعا جب سید عالم ﷺ کی زبان اقدس سے ہو تو اس کی قبولیت میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ کے حق میں اس مضمون کی متعدّد دعائیں منقول ہیں جنھیں کبارِ علما نے اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے، جن سے بارگاہ رسالت مآب میں آپ کی مقبولیت اور صحابہ کرام کے درمیان آپ کی عظمت وفضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اب ذیل کی سطروں میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اوصاف جلیلہ کا ذکر کریں گے، ان اوصاف کا ذکر اجلہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے زبان فیض ترجمان سے منقول ہے، جن سے آپ کی عظیم الشان شخصیت اور آپ کے بے شمار فضائل ومناقب کا اندازہ ہوگا۔

حضرت سیدنا ابواسحاق سعد بن ابی وقاص مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مارائیت احدا اقضی بحق من صاحب ھذاالباب یعنی معاویۃ.

میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

[التاریخ الکبیر، معاویہ بن ابی سفیان، ج،۷،ص،۳۲۶]

شیخ الاسلام امام ابوبکر محمد بن سیرین انصاری تابعی [متوفی ۱۱۰ھ] فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

کان معاویۃ احلم الناس

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم وبردبار تھے۔[السنۃ، ذکر ابی عبدالرحمن معاویۃ بن ابی سفیان ج،۲،ص،۴۴۳]

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں فرمایا: کاش میرے پاس ان جیسے لوگ ہوتے جن سے میں مسلمانوں کے مسائل میں مدد لیتا۔

[المعجم الکبیر، اخبار عمر بن سعد، ج:۱۷،ص:۵۱]

مورخ ومحدث علامہ ابوالحسن نورالدین علی بن سلطان القاری حنفی [متوفی ۱۰۱۴ھ] لکھتے ہیں:

معاویۃ؛ فھومن العدول الفضلاءوالصحابۃ الاخیار

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل، فاضل اور اخیار صحابہ میں سے ہیں۔

[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ، ج:۹،ص:۳۸۷۵]

حضرت امیر معاویہ اور محبت اہل بیت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی تھے اور آپ کی سنتوں پر پابندی سے عمل فرمایا کرتے تھے، آپ کے ایک ایک طرز عمل کو عملی جامہ پہنانے میں فخر محسوس کرتے تھے، اہل بیت کی محبت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے بھی آپ کے پیش نظر تھے، اس لیے اس عظیم ذات کے سلسلے میں بغضِ اہل بیت کا تصور کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیتِ اطہار کے ساتھ آپ کا جو مشفقانہ برتاؤ تھا اس کی تفصیلات سیر وتاریخ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں، ذیل

میں صرف دو شہادتیں نقل کرتا ہوں جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت کس طرح جا گزیں تھی اور وہ آپ کے فضائل و مناقب کے کس درجہ معترف تھے:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: سل عنها علی ابن ابی طالب فهو اعلم مولا علی سے پوچھو وہ زیادہ علم والے ہیں، سوال کرنے والے نے کہا: امیر المؤمنین! مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، تو آپ نے فرمایا:

بئسما قلت لقد كرهت رجلا كان رسول الله ﷺ يغره بالعلم غرا ولقد قال له انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى وكان عمر اذا اشكل عليه شيئ ياخذ منه.

ترجمہ: تو نے سخت بُری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی ﷺ عزت فرماتے تھے اور بے شک حضور ﷺ نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہہ پڑتا ان سے حاصل کرتے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[فضائل الصحابة لامام احمد بن حنبل، ص: ۶۷۵، حدیث: ۱۱۵۳، فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ]

حضرت ضرار بن ضمرہ کنانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ کی خدمت میں گیا تو حضرت معاویہ نے ان سے فرمایا کہ میرے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کیجیے، تو حضرت ضرار نے کہا اے امیر المومنین! آپ مجھے معذور سمجھیں، اس پر حضرت معاویہ نے کہا کہ میں تمھارا کوئی عذر قبول نہیں کروں گا۔ حضرت علی کے اوصاف جمیلہ ہم سے بیان کرنے ہی ہوں گے۔ حضرت ضرار نے کہا کہ اگر ان کے اوصاف کو بیان کرنا ضروری ہی ہے تو سنیے کہ حضرت علی اونچے مقصد والے، بڑی عزت والے اور بڑے طاقتور تھے، فیصلہ کن بات کہتے اور عدل و انصاف والا فیصلہ کرتے تھے، آپ کے ہر پہلو سے علم پھوٹتا تھا،[یعنی آپ کے اقوال و افعال اور حرکات و سکنات سے لوگوں کو علمی فائدہ ہوتا تھا] اور ہر طرف سے دانائی ظاہر ہوتی تھی، دنیا اور دنیا کی رونق سے ان کو وحشت تھی، رات اور رات کے اندھیرے سے ان کا دل بڑا مانوس تھا،[یعنی رات کی عبادت میں ان کا دل بہت لگتا تھا] اللہ کی قسم! وہ بہت زیادہ رونے والے اور بہت زیادہ فکر مند رہنے والے تھے، اپنی ہتھیلیوں کو الٹتے پلٹتے اور اپنے نفس کو خطاب فرماتے، سادہ اور مختصر لباس اور سادہ کھانا پسند تھا..... اور میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ! میں نے ان کو ایک دفعہ ایسے وقت میں کھڑے دیکھا کہ جب رات کی تاریکی چھا چکی تھی، اور ستارے ڈوب چکے تھے، اور آپ اپنی محراب میں اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے، جھکے ہوئے تھے، اور اس آدمی کی طرح تلملا رہے تھے جسے کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو، اور غمگین آدمی کی طرح رو رہے تھے، اور ان کی صدا گویا اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے کہ بار بار یار بنا یا ربنا فرما رہے تھے، اور اللہ کے سامنے گڑگڑاتے، پھر دنیا کو مخاطب ہو کر فرماتے کہ اے دنیا! تو مجھے دھوکا دینا چاہتی ہے، میری طرف جھانک رہی ہے، مجھ سے دور ہو جا، مجھ سے دور ہو جا، کسی اور کو جا کر دھوکا دے، میں نے تجھے تین طلاق دی ہے؛ کیونکہ تیری عمر بہت تھوڑی ہے، اور تیری مجلس بہت گھٹیا ہے، تیری وجہ سے آدمی آسانی سے خطرے میں مبتلا ہو جاتا ہے، ہائے ہائے [میں کیا کروں] زاد سفر تھوڑا ہے، اور سفر لمبا ہے، ہر راستہ وحشت ناک ہے۔

یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکے، اور اپنی آستین سے ان کو پوچھنے لگے، اور مجلس میں موجود لوگ ہچکیاں لے کر اتنا رونے لگے کہ گویا کہ گلے پھٹ گئے، اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک بے شک ابوالحسن [یعنی حضرت علی] ایسے ہی تھے اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے۔

[حلیۃ الاولیاء، ذکر علی بن ابی طالب ملخصا]

حضرت امیر معاویہ پر طعن اور اہل سنت کا موقف:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں بعض غیر معتمد روایات کو بنیاد بنا کر طعن و تشنیع کرنے والوں کے وبال کے سلسلے میں ہمارے اسلاف نے باضابطہ کتابیں لکھی ہیں، خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ [۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ] نے اس حوالے متعدد رسائل لکھے، مثلا:

- البشرى العاجلة من تحف اجله [١٣٠٠ھ]
- الاحاديث الراوية لمدالامير المعاوية [١٣٠٣]
- عرش الاعزاز والاكرام لاول ملوك الاسلام
- ذب الاهواء الواهية فى باب الامير معوية [١٣١٢ھ] وغیرہ

صحابہ کرام خصوصا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا درج ذیل اقتباس بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

”سیر میں بہت سے اکاذیب واباطیل بھرے ہیں، کما لا یخفی، بہ ہر

حال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بد مذہبی ہے، بد مذہبی نہیں تو جنون ہے، سیر جن بالائی باتوں کے لیے ہے، اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتے، اس کی روایات مذکورہ کسی حیض ونفاس کے مسئلے میں سننے کی نہیں کہ معاذ اللہ ان واہیات و معضلات و بے سروپا حکات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا، اعتراض نکالنا، ان کی شان رفیع میں رخنے ڈالنا، کہ اس کا ارتکاب نہ کرے گا مگر گمراہ، بددین، مخالف ومضاد حق مبین ۔ آج کل کے بد مذہب، مریض القلب، منافق شعار ان خرافات سیر وخرافات تواریخ وامثالہا سے حضرات عالیہ خلفاے راشدین وام المومنین وطلحہ وزبیر ومعاویہ وعمر بن الاص ومغیرہ بن شعبہ وغیرہم اہل بیت وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطاعن مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں موحش ومہمل حکایات بے ہودہ جن میں اکثر تو سرے سے کذب واحض اور بہت الحاقات ملعون روافض چھانٹ لاتے اور ان سے قرآن عظیم وارشادات مصطفیٰ اجماع امت واساطین ملت کا مقابلہ چاہتے ہیں۔ [العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج،۶ص:۶۲۶]

امام شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی مصری حنفی[متوفی ۱۰۶۹ھ] فرماتے ہیں:

ومن يكن يطعن فی معاویة

فذك كلب من كلاب الهاویه

جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرتا ہے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔[نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج:۴ص:۵۲۵]

ہمارے لیے صدر الشریعہ ، بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ فرمان مشعل راہ ہے ، ہمیں اپنے آپ کو اس طوفان بد تمیزی کے محفوظ رکھتے ہوئے اپنے اسلاف کے نظریات کو سینے سے لگائے رہنا چاہیے اور اسی کو اپنے لیے واجب العمل سمجھنا چاہیے۔

” تمام صحابہ کرام اہل خیر وصلاح ہیں ،اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ کسی صحابی کے ساتھ سوئے عقیدت بد مذہبی وگم راہی واستحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے؛ ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ مثلا: حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت وبو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی کہ حضرت وحشی جنھوں نے قبل اسلام حضرت سید الشہد حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام اخبث الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا، وہ خود فرماتے تھے کہ میں نے خیر الناس واشر الناس کو قتل کیا۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی ، تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔ [بہار شریعت، امامت کا بیان، ج اص:۲۵۲،۲۵۳]

موضوع بڑا وسیع ہے اور اس کالم میں اتنی گنجائش نہیں کہ مزید گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھایا جائے، اس لیے میں شوسل میڈیا سے وابستہ قارئین کو یہ پیغام پہنچاتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شان میں گستاخی کا جو سیلاب شوسل میڈیا میں آیا وہ بہت ہی تباہ کن ہے، اس کی نحوستوں سے اپنے آپ کو بچائیں، اس سیلاب کی طغیانی سے اپنے ایمان وعقیدہ اور دنیا وآخرت محفوظ کریں اور کسی طرح بھی اس نامسعود تحریک کا حصہ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی عظمتوں کا پاسبان بنائے اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی اسلاف کے روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اور افکار کا مختصر تحقیقی مطالعہ

از: مفتی **محمد احکام چشتی مصباحی**، جامعہ صمدیہ دار الخیر، پھپھوند شریف، اوریا

صحابہ کرام کی جماعت میں حضرت معاویہ ابن ابی سفیان کی ذات ستودہ صفات بہت ہی مشہور ومتعارف اور بڑی فضیلت کی حامل ہے۔ تمام ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ ،قد آور ، معزز ،اور جلیل القدر صحابی رسول تھے۔ آپ بعثت نبوی سے پانچ برس پیشتر پیدا ہوئے ،اور خاص صلح حدیبیہ کے دن ۷/ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تاہم اپنے والد اور دیگر کفار مکہ کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہ کیا یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز باقاعدہ اپنے ایمان و اسلام کا اعلان فرمایا ،اس پر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافی خوش ہوئے۔ امام ذہبی ابن سعد کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ اپنے قبول اسلام کے بارے میں فرماتے تھے: حدیبیہ والے سال جب کافروں نے سرکار کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور دونوں فریق کے درمیان ایک معاہدہ لکھا گیا اسی وقت اسلام میرے دل میں بس گیا تھا میں نے اپنی والدہ سے اس کا ذکر کیا، تو والدہ نے کہا باپ کی مخالفت کرنے سے بچو، پھر میں نے اسلام چھپالیا۔ تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آئے اس وقت میں آپ کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور جب آپ عمرہ قضا کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس وقت بھی مسلمان تھا، یہاں تک کہ میں نے اپنا اسلام فتح مکہ کے

روز ظاہر کیا تو نبی کریم ﷺ خوش ہوئے اور میرے لیے مرحبا فرمایا۔(سیر اعلام النبلا ترجمہ معاویہ ابن ابی سفیان)

آپ کا نسب باپ کی طرف سے اس طرح ہے :معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی ۔ (الاصابۃ،ج:۲۔ص:۱۲۰)

اور آپ کا نسب ماں کی طرف سے اس طرح ہے:معاویہ بن ہند بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

اس طرح پانچویں پشت میں آپ کا نسب نبی کریم ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔اس لحاظ سے آپ حضور ﷺ کے خاندانی اور قریبی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے سالے بھی تھے ، نہایت وجیہ خوبصورت ،گورے ،دراز قامت ،خوش اخلاق ،مدبر اور دین کے ہم درد تھے ۔تواضع ،خاکساری، سخاوت و فیاضی برد باری ، وقاراور متانت آپ کے فطری اوصاف تھے۔امام ابن کثیر نے فرمایا :

کان حلیما و قورا رئیسًا سیدا فی الناس کر یما عادلا شحما.

ترجمہ :حضرت معاویہ نہایت برد بار ،پروقار، رئیس ،سردار قوم ،کریم،عادل،اور فربہ تھے ۔ (البدایہ النھایہ،ج:۳۔ص:۳۳۶)

آپ کے دین ،تقوی ،صلاح اور امانت داری پر نبی کریم ﷺ کو زبر دست اعتماد تھا یہی وجہ ہے کہ دین کی امانت وحی لکھنے کا کام جن خوش نصیبوں کے سپرد فرمایا تھا ان میں آپ کا نام نامی بھی سرفہرست ہے۔کاتب وحی ہونے کا شرف اپنے آپ میں ایک بہت بڑا اعزاز تھا،اس پر مستزاد یہ کہ مختلف احادیث میں سرکار ﷺ نے آپ کے گوناگوں فضائل ومناقب بہت ہی واضح انداز میں بیان فرمائے ہیں ،ان روایات سے آپ کی پاک طینت اور بے شمار اوصاف و کمالات سے آراستہ چمکتی دمکتی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے، جس کی نوری شعائیں قلب وذہن کے بیماروں کا مداوابن سکتی ہیں۔آپ کی تابناک شخصیت کے خدوخال آشکارا کرنے والی چند روایات پیش خدمت ہیں :

(۱)–حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا :

یا محمد اقرء معاویۃ السلام واستوص به خیرا فانه امین الله علی کتابه و وحیه ونعم الامین .

ترجمہ:ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ معاویہ سے سلام کہیے اور آپ ان کو بھلائی کی تاکید کیجیے کیوں کہ وہ اللہ کی کتاب اور وحی پر اس کے امین ہیں ۔اور کیا ہی بہتر امین ہیں ۔ (البدایہ۔ج:۳۔ص:۳۳۷)

(۲)–عن عرباض بن ساریة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اللهم علم معاویة الکتاب والحساب وقه العذاب.

ترجمہ:حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے پروردگار تو معاویہ کو حساب وکتاب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ فرما۔ (مسند احمد)

(۳)–عن عبد الرحمن بن ابی عمیر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه ذکر المعاویة فقال اللهم اجعله هادیا ومهدیا واهد به.

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عمیر سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت معاویہ کا ذکر کیا تو فرمایا۔ یا اللہ تو معاویہ کو رہبر وراہ یاب اور بندوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنادے۔ (ترمذی شریف،کتاب المناقب،باب ذکر معاویۃ)

(۴)–حضرت عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے کہ کسی معاملے میں سرکار ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی معاملے میں مشورہ کیا فرمایا تم دونوں مجھے مشورہ دو، تو آپ سے ان دونوں حضرات نے بیک زبان فرمایا اللہ و رسوله اعلم، تو سرکار ﷺ نے فرمایا معاویہ کو بلاؤ تو حضرت عمر وابوبکر نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ اور قریش کے دو مردوں میں یہ قوت نہیں کہ اپنے معاملے کا مضبوط فیصلہ کر سکیں کہ سرکار قریش قریس کے ایک بچے کو بلارہے ہیں تو پھر فرمایا ہاں معاویہ کو میرے پاس بلاؤ جب وہ حاضر بارگاہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

احضروه امرکم واشهدوه امرکم فانه قوی امین .

ترجمہ: اپنا معاملہ ان کے پاس حاضر کرواور اپنے معاملے پر ان کو گواہ بنالو کیوں کہ یہ بہت زبردست امانت دار ہیں ۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر۔ج:۱۶۔ص:۶۸۷)

(۵)–حضرت ابن ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشا کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی ان کے پاس حضرت عبد اللہ ابن عباس کے خادم موجود تھے ،توانہوں نے آکر حضرت عبد اللہ ابن عباس سے عرض کیا کہ امیر معاویہ نے عشا کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی، تو حضرت عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا :

دعه فانه قد صحب رسول الله صلی الله تعالی وسلم و فی روایة قال اصاب انه فقیه.

(بخاری،کتاب المناقب،باب ذکر المعاویۃ)

ترجمہ: فرمایا ان کو چھوڑ دو کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی

ہیں اور ایک روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ نے یہ فرمایا انہوں نے درست کیا کیوں کہ وہ مجتہد ہیں۔

(٦)–عن ابن عمر قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم ورجلان من اصحابه فقال لو كان عندنا معاوية لشاورناه في بعض امرنا انه اوحى الى الى اشاور ابن ابي سفيان في بعض امري. (ابن عساکر بحوالہ حاشیہ بدایہ النھایہ ص:۳۳۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ میں اور دو دیگر صحابی سرکار ﷺ کے ساتھ تھے اسی اثنا میں سرکار نے فرمایا اگر معاویہ ہمارے پاس ہوتے تو ہم ان سے اپنے بعض معاملات میں مشورہ کرتے کیوں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں ابی سفیان کے بیٹے سے اپنے بعض معاملات میں مشورہ کروں۔

ان آثار روایات سے پورے آب و تاب کے ساتھ یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑی عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ قرآن کریم کے مفسر، فقیہ، مجتہد، حساب داں اور رسول کی مستجاب دعا کے مطابق کسی بھی لغزش پر اللہ کی گرفت اور عذاب سے محفوظ و مامون تھے۔ ذہانت، فطانت، بصیرت، فراست، حسن تدبیر، معاملہ فہمی، اور صائب رائی میں اس بلند مقام پر فائز تھے کہ پیغمبر اعظم ﷺ معاملات میں اکابر صحابہ کی موجودگی میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے، اور آپ کی دانش و بینش پر کامل اعتماد فرماتے تھے۔ آپ کی شخصیت پر نہ عہد صحابہ میں کسی کو کلام تھا نہ بعد میں کسی کو رہا۔ صحابہ میں آپ کی مقبولیت اور عظیم الشان صحابہ کا آپ کی عدالت و ثقاہت پر ایسا ہی اعتماد تھا جس طرح دیگر صحابہ پر تھا یہی وجہ ہے کہ نصف درجن سے زائد صحابہ کرام نے آپ سے حدیث سماعت کی ہے جن میں حضرت عبد اللہ بن عباس، جریر بجلی، معاویہ بن خدیج، سائب بن یزید، عبد اللہ بن زبیر، نعمان بن بشیر وغیرہ جیسے موقر صحابہ کرام شامل ہیں، تابعین میں عبد اللہ بن حارث، قیس بن ابی حازم، سعید ابن مسیب، ابو ادریس خولانی وغیرہ نے آپ سے اخذ حدیث کیا ہے۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ج:٦۔ ص:۱۲۲)

اور پورے اعتبار و ثوق کے ساتھ ان احادیث کو روایت بھی کیا ہے، اپنے اپنے وقت کے یگانہ روزگار، ائمہ شان، فن حدیث کے ماہر اور نقاد محدثین نے بھی آپ کی روایت کردہ احادیث کو اپنی صحاح میں درج فرمایا اور بہ سرو چشم قبول فرمایا ہے، جبکہ محدثین کا مزاج اخذ احادیث کے سلسلے میں کیا ہے یہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔ غرض کہ ان ثبوتوں کی بنیاد پر پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرت معاویہ کی شخصیت بہت ہی متنوع خوبیوں کی حامل تھی، اور اپنے اوصاف و کمالات اور احوال و کردار کے لحاظ سے بالکل بے داغ تھی۔

حضرت علی سے متعلق آپ کا نظریہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت آپ کی نظر میں بڑی موقر، معزز اور مکرم تھی، ہمیشہ ان کو اپنے سے بلند مرتبہ اور عظیم الشان جانتے مانتے تھے، ان کی تعریف و توصیف میں شب و روز رطب اللسان رہتے تھے، ان کے ادب و احترام اور تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرماتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کی عقیدت و محبت کا حال یہ تھا کہ بارہا آپ کے دربار میں صرف حضرت علی کی عظمت و شان بیان کرنے کے لیے مجالس سجائی جاتی تھیں۔ شعرا حضرت علی کی شان و شوکت اور عظمت و جلالت سے لبریز اشعار سناتے آپ ان کے اشعار سن کر مست ہوجاتے اور بسا اوقات اس قدر باغ باغ ہوجاتے کہ شاعر کو لاکھوں لاکھ انعام و اکرام سے نوازتے۔

(۱)–ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا: من انشد شعرا في مدح علي كما يليق به اعطيته لكل بيت الف دينار .

ترجمہ: جو شخص حضرت علی کی شان میں ان کے شایان شان اشعار کہے میں اسے ہر شعر پر دس ہزار دینار دوں گا، بر وقت موجود شعرا نے مولائے کائنات کی شان میں اشعار کہے، اور خوب خوب انعام حاصل کیے، حضرت معاویہ ہر شعر پر فرماتے تھے علي افضل منه، علي افضل منه، علی اس سے افضل ہیں علی اس سے افضل ہیں۔ اسی مجلس میں حضرت علی کی شان میں حضرت عمرو بن عاص کا ایک شعر اتنا زیادہ پسند آیا کہ ایک ہی شعر پر ان کو سات ہزار دینار دیے۔ (الناھیہ، ص:۲۹)

(۲)–ایک مرتبہ حضرت معاویہ کے دربار میں حضرت علی کا ذکر ہوا تو حضرت معاویہ نے فرمایا علی شیر دل تھے، چودھویں رات کے چاند تھے، رحمت الہی کے بارش تھے، حاضرین میں سے کسی نے پوچھا آپ افضل ہیں یا علی؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی کے قدم ابو سفیان کی آل سے افضل ہیں۔ (الناھیہ۔ ص:۲۸/۲۹)

(۳)–ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا حضرت علی سے مسئلہ معلوم کر لو کیوں کہ وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں اس نے کہا آپ مسئلہ بتا دیجیے مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے، حضرت معاویہ نے فرمایا تو نے بہت بری بات کہی کیا ان سے نفرت کرتا ہے جن کی توقیر خود نبی کریم ﷺ فرماتے تھے، ان کے کمال علم کی بنا پر اور جس کے بارے میں سرکار ﷺ نے فرمایا اے علی تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے موسی علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام، مگر میرے بعد نبی نہیں، اور جس علی کی عظمت کا حال یہ تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کوئی مشکل در پیش ہوتی تو حضرت علی سے حل کراتے۔ حضرت امیر معاویہ نے اس شخص سے فرمایا میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ، اور اس

کا نام وظیفہ کے دفتر سے خارج کر دیا۔ (مسند احمد بحوالہ الناھیۃ۔ ص:۲۷)

(۴)— حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود شیعان علی میں سے ایک شخص نے شہید کر دیا، توآپ بے اختیار زار و قطار رونے لگے آپ کی زوجہ نے حیران و پریشان ہوکر وجہ دریافت کی تو فرمایا آج دنیا کا سب سے بڑا عالم شہید ہوگیا۔ (البدایہ والنھایہ۔ ج:۴۔ ص:۵۶۶)

(۵)—جنگ صفین کے دوران قیصر روم نے حضرت علی اور معاویہ کے باہمی اختلاف کا فائدہ اٹھانے کے لیے حضرت امیر معاویہ کی امداد کی پیش کش کی اور ایک خط بھیجا تو اس کے جواب میں حضرت معاویہ نے فرمایا: اے معلون خدا کی قسم اگر تو باز نہ آیا اور اپنے علاقے میں واپس نہ گیا تو میں علی کے ساتھ صلح کر لوں گا، اور تجھے تیرے تمام شہروں سے نکال دوں گا، اور زمین کے اس قدر وسیع ہونے کے باوجود تجھ پر تنگ کر دوں گا۔ (البدایہ النھایہ، ۵۱۴/۴))

ان شواہد کی روشنی میں یہ بات کہنا بالکل بجا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ خانوادہ نبوت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا گنجینہ تھا ،ان سے آپ کی الفت و وارفتگی سچی اور مخلصانہ تھی اور مولائے کائنات کے حوالے سے ایک صحابیِ رسول اور عاشق صادق کے جو پاکیزہ افکار و خیالات ہونا چاہئے وہ آپ کے اندر بدرجہ اتم واحسن موجود تھے۔

خاندان علی سے متعلق آپ کا نظریہ

حضرت امیر معاویہ جس طرح مولائے کائنات کا خیال رکھتے تھے اور ان کے تقدس کے گن گاتے تھے یوں ہی ان کی اولاد وامجاد اور عزیز و اقارب سے بھی والہانہ محبت فرماتے تھے اور حد درجہ ان کا اعزاز و اکرام فرماتے تھے۔ اور ان کے فضائل و مناقب پر مشتمل احادیث و روایات بڑے جوش و خروش اور رقت آمیز لہجے میں بیان کرتے تھے، چنانچہ آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسن کی زبان اور ہونٹوں کو چوسا کرتے تھے اور پھر فرماتے اللہ اس زبان اور ہونٹ کو ہرگز عذاب نہیں دے گا جس کو رسول اللہ نے چوسا ہو۔ اس کے علاوہ ان حضرات کی خدمت میں تحفے تحائف پیش کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ حضرت ملا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں تشریف لائے تو انھوں نے فرمایا :

لا جیزنك بجائزة لم اجز بها احدا قبلك ولا اجز بها احدا بعدك

ترجمہ: میں آپ کی خدمت میں اتنی نذر پیش کروں گا کہ اس سے پہلے کسی کو اتنی نذر نہیں دی اور نہ آئندہ کسی کو دوں گا پھر انھوں نے چار لاکھ درہم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیے اور آپ نے قبول فرمائے۔ (۶ الناھیۃ، ص:۲۷)

امام ابواسحاق نے اپنی کتاب نور العین فی مشھد الحسین میں تحریر فرمایا کہ امیر معاویہ نے امام حسین کو حاکم مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانہ کا مہتمم و مالک بنادیا بلکہ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ مع اہل و عیال دمشق لے گئے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختار عام بنایا۔ (بحوالہ امیر معاویہ پر ایک نظر، ص:۶۸)

ابن عساکر نے روایت کیا کہ جنگ صفین کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت عقیل نے آپ سے کچھ روپیہ مانگا حضرت علی نے کسی وجہ سے منع فرمایا تو انھوں نے عرض کیا اجازت دیجیے کہ میں امیر معاویہ کے پاس چلا جاؤں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی حضرت عقیل حضرت امیر معاویہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی بڑی عزت کی اور ایک لاکھ درہم نذرانہ پیش کیا۔ (صواعق محرقہ)

یہ دادو دہش، اعزاز و اکرام اور حضرت عقیل کو خاص جنگ صفین کے زمانے میں حضرت امیر معاویہ کے پاس جانے کی اجازت دینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے دل میں حضرت علی اور آپ کے خاندان سے متعلق کوئی کدورت و نفرت نہ تھی، اور جو باہمی کشیدگی معرض وجود میں آئی اس کی بنیاد بغض، عداوت، طمع دنیا، اور حکومت کا شوق بالکل نہ تھا بلکہ اس کی وجہ دینی ہمدردی، خلوص وللّٰہیت اور احکام شرع کی پاس داری کا جذبہ بے کراں تھا۔

قصاص عثمان سے متعلق آپ کا نظریہ:

قصاص عثمان کے سلسلے میں حضرت امیر معاویہ، حضرت عائشہ صدیقہ ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مشترکہ موقف یہ تھا کہ قتل عثمان ایک زبردست جنایت ہے جس کی پاداش میں مجرموں کو فوراً کیفر کردار تک پہنچانا ناگزیر ہے اس میں کسی طرح کی دیر شرعی نقطۂ نظر سے غلط ہے۔ اسی لیے یہ حضرات قصاص کا پرزور مطالبہ کر رہے تھے۔ اب یہاں ایک بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخران حضرات کو قصاص عثمان کا مطالبہ کرنے کا حق کیا تھا ؟ تو اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ خلیفہ اجل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان کے گھر کے اندر چند مصریوں کا بے دردی کے ساتھ حرمت و تقدس والے شہر میں شہید کرنا یہ اس قدر الم ناک اور تڑپا دینے والا سانحہ تھا کہ معمولی سے معمولی انسان کا قصاص کے لیے آواز بلند کرنا فطری تھا، پھر دل درد مند رکھنے والے بلند شان صحابہ اس مطالبہ سے کیوں کر پیچھے رہ سکتے تھے۔ یہ ان کا شرعی اور ایمانی حق بھی تھا، کیوں کہ بادشاہ اسلام تمام رعایا کا ولی ہوتا ہے رعایا میں سے کسی کا قتل ہوتا ہے تو خلیفہ اس کے قصاص کا ذمہ دار ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ کا قتل ہوجائے تو پوری رعایا کو مطالبہ قصاص کا حق ہوتا ہے، یہ علما کا مسلمہ ہے۔ اس کے علاوہ حضرت امیر معاویہ حضرت عثمان کے ولی ابعد بھی تھے کیوں کہ تیسرے درجہ میں آپ کا نسب حضرت عثمان سے

مل جاتا ہے، اس ولایت کی بنیاد پر بھی وہ قصاص عثمان کا مطالبہ کرنے میں پوری طرح حق بجانب تھے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مولائے کائنات سے عرض کیا اے امیر المومنین امیر معاویہ کو قصاص عثمان کے مطالبہ کا حق ہے کیوں کہ وہ ان کے ولی ہیں، پھر آپ نے سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۳۳ تلاوت کی اور عرض کیا کہ آپ نے قصاص نہ لیا تو حضرت امیر معاویہ پورے ملک کے مالک ہوں گے۔ (تطہیر الجنان)

اس روایت سے یہ بات بے نقاب ہوجاتی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت معاویہ کو ولی مان کر مطالبہ قصاص میں حق بجانب قرار دیتے تھے اور مولائے کائنات نے ان کے استدلال پر کوئی تنبیہ نہ فرمائی غرض کہ حضرت امیر معاویہ کو قصاص کا مطالبہ کرنے کا دو طرح سے حق حاصل تھا، ایک یہ کہ آپ حضرت عثمان کے رعایا میں تھے، دوسرے یہ کہ آپ ان کے ولی ابعد تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت علی یا کسی اور صحابی نے کبھی اس زاویے سے کلام نہ کیا کہ حضرت امیر معاویہ یا حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر کا مطالبہ قصاص ناحق ہے، بلکہ سرکار غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی، امام غزالی، امام طحاوی، امام ابن ہمام، امام تفتازانی، امام نووی، امام شعرانی، ملاعلی قاری، امام جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، وغیرہ عظیم الشان اور جلیل القدر متکلمین و محدثین اس نکتے پر متحد نظر آتے ہیں کہ دونوں فریق کی کارروائی تاویل صحیح پر مبنی تھی۔

اس اختلاف کے اسباب و محرکات بیان کرتے ہوئے حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی تحریر فرماتے ہیں: حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مہاجرین و انصار کے اتفاق رائے سے خلیفہ برحق مقرر ہوئے، لیکن چند وجوہات کی بنا پر قاتلین عثمان غنی سے قصاص نہ لیا جاسکا یہ خبریں شام میں امیر معاویہ تک پہنچی انہوں نے پیغام بھیجا کہ خلیفہ مسلمین کا خاص مدینے شریف میں شہید کر دیا جانا بہت ہی اہم معاملہ ہے، ازراہ کرم سب سے پہلے قاتلین پر قصاص جاری کیا جائے لیکن کچھ مجبوریوں کی بنا پر قصاص نہ لیا جاسکا ادھر امیر معاویہ کے دل میں یہ بات ذہن نشین کرادی گئی کہ حضرت علی معاذ اللہ دیدہ و دانستہ قصاص لینے میں کوتاہی فرمار ہے ہیں اور اس قتل میں نعوذ باللہ ان کا ہاتھ ہے بلکہ خود ان کے قاتلین کو پولیس یا فوج میں بھرتی کرلیا گیا ہے، غرض کہ بیچ کے بعض مفسدوں نے امیر معاویہ کے دل میں یہ بات جانشین کردی کہ علی مرتضیٰ دیدہ و دانستہ قصاص جاری کرنے میں چشم پوشی کر رہے ہیں۔ امیر معاویہ کی طرف سے برابر قصاص کا مطالبہ رہا ابھی تک نہ آپ کی خلافت کا انکار تھا نہ اپنی حکومت علیحدہ کرنے کا خیال، صرف خون عثمان کا قصاص کا مطالبہ تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ امیر معاویہ کے دل میں بات گھر کرگئی کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ خلافت کے لائق نہیں۔ اور وہ خلافت کی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا نہیں کرسکتے کیوں کہ اتنے بڑے اہم خون کا قصاص نہ لیا جاسکا تو دیگر انتظامی امور کیا ادا ہوسکیں گے اختلاف کی اصل بنیاد یہی تھی باقی سارے اختلافات اسی جڑ کی شاخیں تھیں۔ دیگر تمام حضرات کی وجہ مخالفت بھی یہی قتل عثمان تھا۔ (امیر معاویہ پر ایک نظر۔ ص:۶۳)

اس اقتباس سے یہ حقیقت طشت از بام ہوتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ مطالبہ قصاص کی حد تک کافی مخلص اور بے لوث تھے، لیکن مطالبہ قصاص اس قدر طول پکڑ گیا کہ شر پسند عناصر کو درمیان میں شر انگیزی کا موقع فراہم ہوگیا اور انہوں نے مقصد برآری کے لیے حضرت امیر معاویہ کے ذہن میں طرح طرح کی باتیں جاگزیں کردی۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ ایک دانش مند، صاحب فہم و فراست، ذکی، مدبر صحابی رسول تھے اس لیے ان سے یہ بعید ہے کہ کسی کی معمولی سی بات پر اس قدر راسخ خیال جما لیا کہ آمادہ جنگ ہوگئے، ضرور مفسدوں نے اپنی بات بہت پر زور اور مدلل انداز میں کہی ہوگی اور قران و حدیث سے آپ کا اقدام ناگزیر قرار دیا ہوگا جس کے باعث آپ کو اپنے موقف کے حق ہونے پر شرح صدر ہوگیا ہوگا پھر پیش رفت کی ہوگی اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کی حقانیت واضح ہونے کے بعد اس کے خلاف عمل جائز نہیں ہوتا اگر چہ واقع میں وہ چیز باطل ہی ہو۔ مثلا مذہب حنفی کی رو سے حق یہ ہے کہ مقتدی سورہ فاتحہ کی تلاوت نہ کرے، اب کوئی حنفی اپنے مذہب کی خلاف ورزی کرتا ہے تو گنہ گار ہے کیوں کہ جو چیز اس کے نزدیک حق ہے اس کے خلاف عمل کیا اور کوئی شافعی اپنے مذہب کے مطابق امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تو کار ثواب اور درستی نماز کا باعث ہے، کیوں کہ اس نے بزعم خویش حق پر عمل کیا۔ یوں ہی صحرا میں سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو حکم یہ ہے کہ خود غور و خوض کرکے اپنی رائے پر عمل کرکے نماز ادا کرے اس کی نماز صحیح ہوگی اگر چہ واقع میں غیر قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی ہو۔ اور اپنی رائے کی خلاف عمل کیا تو اس کی نماز فاسد ہے اگر چہ واقع میں قبلہ رخ ہوکر ہی نماز ادا کی ہو۔ حضرت عثمان کے قصاص کے سلسلے میں اسی طرح کی حالت حضرت امیر معاویہ کے سامنے تھی جس میں انہوں نے اجتہاد فرمایا اور اپنے اجتہاد و پیش نظر دلائل و قرائن کی بنیاد پر جو حق سمجھ میں آیا اس کی طرف پیش رفت فرمائی اگر چہ جمہور علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ سے اس مسئلے میں خطاء اجتہادی ہوئی۔ تاہم اس طرح کی لغزشوں پر خداوند قدوس کی طرف سے کوئی گرفت نہیں ہوتی بلکہ اس کی بارگاہ میں اپنے مخلصانہ کاوش اور تگ و دو پر مستحق اجر ہوتے ہیں۔ لہذا دونوں فریقوں میں سے کسی پر تفسیق و تضلیل کے تیر و نشتر برسانا اور ان کے دامن کو داغ دار کرنا دین سے ناآشنائی اور صحابہ کرام کے مقام و مرتبے سے ناواقف ہونے کی روشن دلیل ہے۔

خلافت سے متعلق آپ کا نظریہ: خلافت سے متعلق بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذہن پوری طرح صاف تھا اور کھلے دل سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اقرار واعتراف فرماتے تھے بلکہ اس وقت روئے زمین پر موجود تمام انسانوں سے زیادہ آپ کو خلافت وامامت کا حق دار سمجھتے تھے۔اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کو اس نعمت عظیم اور منصب جلیل کا اولین مستحق قرار دیتے تھے۔ یزید کو خلیفہ بنانے اور اپنی نسل میں خلافت برقرار رکھنے کی طمع آپ کو بالکل نہ تھی،اس کے چند شواہد موجود ہیں۔

(۱)– جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی صلح ہوئی تو آپ نے حضرت امام کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور عرض کیا کہ آپ جو شرطیں چاہیں تحریر فرمادیں مجھے منظور ہے،آپ نے اس کاغذ پر جو دفعات تحریر کروائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ آپ (معاویہ) کے بعد خلافت میرے پاس لوٹ آئے گی۔ حضرت معاویہ کے نمائندے عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبدالرحمٰن قرشی نے ان شرطوں کو قبول فرمایا،اور حضرت امیر معاویہ نے بھی تسلیم کیا۔ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے دل میں اگر اس طرح کی کوئی بات ہوتی کہ میرے بعد میرا بیٹا خلیفہ بنے گا تو یہ شرط آپ ہرگز قبول نہ فرماتے۔ (الناہیہ۔ص:۳۲)

(۲)–امام ابو اسحاق نے اپنی کتاب نور العین فی مشہد الحسین میں حضرت معاویہ کے وصایا کافی تفصیل سے تحریر فرمائے ہیں اس کا تھوڑا سا خلاصہ یہ ہے کہ وصیت کے وقت حضرت امیر معاویہ نے فرمایا:اے بیٹے خلافت میں ہمارا حق نہیں ہے وہ امام حسین ان کے والد اور ان کے اہل بیت کا حق ہے تو چند روز خلیفہ رہنا پھر جب امام حسین پورے کمال کو پہنچ جائیں تو پھر خلیفہ وہی ہوں گے یا وہ جسے چاہیں۔تاکہ خلافت اپنی جگہ پہنچ جائے ہم سب امام حسین اور ان کے نانا کے غلام ہیں انہیں ناراض نہ کرنا ورنہ تجھ پر اللہ و رسول ناراض ہوں گے پھر تیری شفاعت کون کرے گا۔

(بحوالہ:امیر معاویہ پر ایک نظر،ص:۶۹)

(۳)–علامہ خیالی حاشیہ شرح عقائد میں تحریر فرماتے ہیں : حضرت امیر معاویہ اور ان کے گروہ نے حضرت علی سے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حق دار ہیں۔قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کی پاداش میں بغاوت کردی۔

(شرح عقائد مع الحواشی۔ص:۱۴۲،مطبع تجار الکتب جامنی محلہ ممبئی)

ان شواہد سے آفتاب نیم روز کی طرح یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ حضرت معاویہ حضرت علی اور ان کے خاندان والوں ہی کو مستحق خلافت سمجھتے تھے۔بس قصاص عثمان کے بارے میں ایک شبہ اور اجتہادی غلطی کی بنیاد پر آپ نے خروج وبغاوت کی۔غرض کہ خلافت کے سلسلے میں بھی آپ کا نظریہ صاف اور واضح ہے۔لہٰذا اس معرکہ کو حکومت وسلطنت اور خلافت وامامت کی لڑائی قرار دینا سر تا سر باطل ہے۔اس اجتہادی لغزش کے باعث ایک جلیل القدر صحابی کو داغ دار کرنا اور ان کی شان میں دشنام طرازی،اور زبان درازی کرنا حد درجہ کی گستاخی و بے ادبی ہے۔اس سے نہ صرف یہ کہ حضرت امیر معاویہ کو تکلیف پہنچتی ہے بلکہ خود سرکار ﷺ اور مولائے کائنات کو اذیت پہنچتی ہے۔کیوں کہ حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جو معرکہ آرائی ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ دونوں حضرات میں سے کسی کی گرفت نہیں فرمائے گا،بلکہ دونوں حضرات اجر وثواب پائیں گے،مولائے کائنات شرعی اعذار کے باعث اپنے موقف کے بارے میں حق بجانب تھے اس لیے آپ کو دو اجر ملیں گے اور حضرت معاویہ اپنے اجتہاد میں خطاء کا شکار ہوئے اس لیے صرف ایک اجر کے مستحق ہوئے۔اس خطا ولغزش کی معافی اور درگزری کی طرف خود سرکار ﷺ نے حدیث پاک میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایاہے :ابن عساکر نے بسند ضعیف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ کے پاس حضرت ابوبکر وعمر وعثمان و معاویہ بھی تشریف فرما تھے۔کہ اتنے میں حضرت علی تشریف لے آئے تو سرکار نے حضرت معاویہ سے فرمایا آپ علی سے محبت کرتے ہیں ؟آپ نے عرض کیا ہاں تو سرکار نے ارشاد فرمایا عنقریب تم دونوں کے درمیان کچھ شکر رنجی ہوگی ،حضرت معاویہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد کیا ہوگا تو سرکار نے فرمایا:عفواللہ ورضوانہ۔اللہ کی رضا اور معافی۔تو حضرت معاویہ نے فرمایا ہم اللہ کی قضا وقدر پر راضی ہیں۔(الناہیہ،ص:۳۰)

امام غزالی کیمیاے سعادت میں احوال مرداں میں تحریر فرماتے ہیں :حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: جس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی باہر آئے اور فرمایا:

قضی لی ورب الکعبۃ.

خدا کی قسم میرا حق پر ہونا ثابت ہوگیا۔

پھر حضرت معاویہ باہر تشریف لائے اور فرمایا :

غفرلی و رب الکعبۃ۔

خدا کی قسم مجھے معاف کردیا گیا۔(تصحیح العقیدہ فی امیر معاویہ،ص:۳۱)

ان آثار وروایات سے حضرت معاویہ کی لغزش کا معاف ہوجانا اظہر من الشمس ہے۔حدیث پاک میں خود سرکار ﷺ نے اس معرکہ کے بعد دونوں حضرات کو اللہ کی رضا وخوشنودی اور عفو ودرگزر کی بشارت سنادی،جب اللہ ورسول نے ان حضرات کی معافی کا اعلان فرمایا تو پھر کسی

بندے کے لیے اس معاملے میں زبان طعن دراز کرنے کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

اس باب میں وارد روایات کے بارے میں علما کا حق موقف: حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی باہمی معرکہ آرائی کے سلسلے میں طرح طرح کی رطب و یابس روایات آئیں ہیں جن کو ارباب سیر نے اپنا حق منصبی ادا کرتے ہوئے سیرت کی کتابوں میں درج فرمایا ہے تاہم حق پسند، انصاف ور، علم و فضل کے غواص علماء ان روایات کو یکسر مسترد کر دیا۔ اور زبردست طعن کیا ہے۔ سر دست چند علما کے نصوص پیش خدمت کرتا ہوں۔

(۱) امام ابن دقیق السعید فرماتے ہیں: مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایات منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ۔ یہ تو قابل اعتماد نہیں اور دوسری صحیح روایتیں، ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہئے کیوں کہ اللہ تعالی ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابل تاویل ہیں اس لیے کہ محقق و معلوم کو مشکوک و موہوم چیز باطل نہیں کر سکتی۔ (تصحیح العقیدہ، ص:۲۷)

(۲) علامہ جمال الدین تحریر فرماتے ہیں:

اسی سلسلے کی تمام روایتیں تاویلات محامل صحیحہ کے قابل ہیں، اگر ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جا سکتی لیکن میں کہتا ہوں اول تو یہ باتیں بطریق اختیار منقول ہیں۔ دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں آیات قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل نہیں آسکتی۔

(۳) بحر المذاہب میں ہے:

ارباب سیر نے حضرت معایہ، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنا چاہئے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہئے اس لیے کہ ان کی صحبت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعی ہے اور ارباب سیر کے اقوال ظنی ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہو سکتی۔ (تصحیح العقیدہ۔ ص:۲۳)

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں:

بعض کو آپس میں مشاجرات و محاربات اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تحقیق و تفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت ہو بھی ہو تو اسے گفتہ و ناگفتہ و شنیدہ و ناشنیدہ کر دیا جائے کیوں کہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات ظنی چنانچہ ظنی یقین کا معارض نہیں اس لیے ظن سے یقین متروک نہیں ہوتا ہے۔ (تصحیح العقیدہ۔ ص:۲۸)

(۵) تاج الفحول عبد القادر بدایونی فرماتے ہیں:

اس باب میں مؤرخین کی حکایتیں اور قصے بے سر و پا ہیں اگر ان چیزوں کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شرف محفل اور وعدہ کے مطابق صحابہ کرام خطاؤں سے پاک اور مغفور ہیں۔

(تصحیح العقیدہ۔ ص:۳۲)

علمائے اہل سنت کے ان نصوص سے پوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ جو روایات سیرت نگاروں میں اس طرح کی درج کی ہیں جن سے صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان ہوتی ہو یا اس طرح کی باتیں آتی ہوں جو ایک صحابی کے شایان شان نہیں ہیں مثلا حضرت معاویہ یزید کا فسق و فجور جانتے ہوئے اس کو خلیفہ بنایا یا خلیفہ بنانے کی کوشش کی اور اس کام کے لیے مکہ اور مدینہ کا سفر کیا وغیرہ روایات کے بارے میں پہلے غور و خوض اور تحقیق کی جائے گی اگر باطل و موضوع ثابت ہوتی ہیں تو وہ سرے سے بے اعتبار اور ساقط ہیں۔ اور از روئے سند صحیح ثابت ہوتی ہیں اور مضامین غیر مناسب ہیں تو ان کو صحیح محمل پر محمول کیا جائے گا اور یہ ممکن نہ ہو تو قطعی دلائل سے متصادم ہونے کے باعث وہ خود ضعیف اور نا قابل استدلال قرار پائیں گی جیسا کہ وصول میں یہ بات دلائل سے آراستہ ہو چکی ہے۔

ایسا کیوں نہ ہو جب کہ ان کی نیکیاں کثیر ہیں، دین متین کے فروغ و استحکام میں ان کی زبردست خدمات ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس صحبت کا شرف حاصل ہے آپ کے ساتھ متعدّد معرکوں میں شریک رہے۔ خلفائے راشدین حضرت ابو بکر، عمر، و عثمان، کے دور میں اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرتے رہے اور شام کے علاقے میں اشاعت دین میں زبردست کارنامہ انجام دیا۔ کثیر بلاد و امصار کو فتح کیا۔ ان کے اہم کارناموں کے باعث ان کی اس لغزش کو اللہ تعالی ضرور معاف فرمادے گا

ان الحسنات يذهبن السيئات

بیشک نیکیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں۔

اور جب اللہ و رسول نے حضرت معاویہ کی معافی اور اللہ کی رضا و خوشنودی کی بشارت سنادی تو پھر کسی بندے کو ان پر طعن و تشنیع کرنے اور ان کے بارے میں نازیبا کلمات بولنے کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ ایسا کرنا نہ حضرت علی سے محبت نہ اہل بیت رسول سے محبت بلکہ اللہ کے رسول کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کے مترادف ہے ہر سنی صحیح العقیدہ مسلمان پر لازم و واجب ہے کہ اس مسئلہ میں زبان درازی کرنے سے اپنے آپ کو روکے اور صحابہ کا ذکر کرے تو ذکر حسن کرے۔

☆☆☆

محدثِ اعظم ہند کے عرس میں شرکت
اور چند کتابوں کا مختصر تعارف

مبارک حسین مصباحی

حامدا و مصلیا و مسلما

۳/ اپریل ۲۰۱۸ء /۱۵/ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ میں کچھوچھہ مقدسہ میں سلسلہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کے عظیم بزرگ، محدثِ اعظم ہند حضرت علامہ شاہ سید محمد صاحب اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز [م:۱۹۶۳ء] کا عرس مبارک تھا، ہمیں حسبِ سابق صاحبِ سجادہ پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد حسن عسکری اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی کی جانب سے چندماہ قبل ہی دعوت مل چکی تھی، ہبلی کرناٹک کی سرزمین پر علم و روحانیت کا نظام چلانے والے فاضل اشرفیہ حضرت مولانا مفتی قاضی سید شمس الدین برکاتی مصباحی مد ظلہ العالی قاضِیِ شرع ہری ہر سے ہماری گفتگو ہوتی رہتی ہے، ماشاء اللہ آپ نام ور فاضلِ اشرفیہ ہیں، خلق و محبت کے پیکر ہیں۔ ان کا حکم تھا کہ امسال نبیرۂ حافظ ملت حضرت نعیمِ ملت مولانا شاہ محمد نعیم الدین عزیزی دام ظلہ العالی کو بھی دعوت پیش کر دیں، ہم نے انھیں بھی دعوت پیش کر دی، ماشاء اللہ وہ تیار ہو گئے۔ حسبِ عادت حضرت قاضی صاحب ۲/ اپریل ۲۰۱۸ء کو اپنے احباب کے ساتھ کچھوچھہ مقدسہ تشریف لے گئے۔ ہم سے مسلسل گفتگو ہوتی رہی، کچھوچھہ شریف پہنچ کر پہلے تو وہ اپنی تھکاوٹ کا احساس کرنے لگے، مگر ہمارے اصرار پر وہ اپنے ایک بزرگ دوست کے ساتھ مبارک پور تشریف لے آئے، شام کا ماحضر ہماری قیام گاہ پر تناول فرمایا، ساتھ آنے والے برسوں سے ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کے قاری ہیں، دورانِ گفتگو فرمانے لگے کہ میں پہلی بار جامعہ اشرفیہ مبارک پور حاضر ہوا ہوں، حالاں کہ جب حضرت استاذ القراء قاری ابو الحسن مصباحی رمضان المبارک میں برائے تعاون جامعہ اشرفیہ ہمارے علاقے میں تشریف لاتے تھے تو ہم ان کے ساتھ ہو جاتے تھے، حضرت قاری صاحب اب جامعہ سے ریٹائر ہو گئے ہیں اور کم زوری کی وجہ سے سفر بھی ختم فرمادیا ہے۔ ہم نے دریافت کیا کہ اب کون تشریف لے جاتے ہیں تو انھوں نے قریب تشریف فرما حضرت مولانا ابو شکیل مصباحی کی جانب اشارہ فرمایا کہ اب حضرت تشریف لے جاتے ہیں، حضرت مولانا ابو شکیل مصباحی سے ہمارے برسوں کے تعلقات ہیں، تھوڑی دیر خوش کن باتیں ہوئیں۔ رات کے کھانے کے بعد قریب ۱۲/ بجے تک یہ تینوں بزرگ نوازتے رہے، مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی، ان حضرات نے دو ایک بار اٹھنے کی کوشش فرمائی مگر ہم انھیں تھپکیاں دے کر روکتے رہے، خیر یہ حضرات اٹھے اور ہم انھیں مہمان خانے میں پہنچانے گئے، ان کا سامان پہلے ہی مہمان خانے میں رکھا ہوا تھا۔ حضرت مولانا مفتی قاضِی سید محمد شمس الدین برکاتی صاحب نے فرمایا کہ ہم نمازِ فجر کے بعد اولین فرصت میں نکل جائیں گے، خیر یہ دو نفری قافلہ مبارک پور سے کچھوچھہ مقدسہ نکل گیا اور وہاں حضرت محدث اعظم ہند نور اللہ مرقدہ کے عرس کی پہلی تقریب پرچم کشائی کی عرفانی مجلس سے فیض یاب ہو گیا۔

ہم لوگ حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی اور حضرت مولانا ابو شکیل مصباحی قریب ۴/ بجے جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے نکلے، مسرت و شادمانی کے ساتھ یہ قافلہ فور وہیلر میں آگے بڑھتا رہا۔ راستے میں نمازِ عصر ادا کی گئی، مسجد سے باہر چائے نوشی ہوئی، اس کے بعد چلے تو جب کچھوچھہ مقدسہ درگاہ شریف کے قریب پہنچے تو رَش کافی تھا، ہم لوگ آگے رک رک کر بڑھتے رہے۔ اب وقت کافی ہو چکا تھا۔ باہم مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ نماز سرکارِ کلاں مسجد جامع اشرف میں ادا کر لی جائے، ہم پہنچے تو لوگ نمازِ مغرب ادا کر کے مسجد سے باہر نکل رہے تھے، خیر ہم لوگوں نے نماز ادا کی۔ اب ہمیں یاد آ گئے اپنے ہم جماعت بزرگ محبِ گرامی وقار حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی دام ظلہ العالی، جب ہم مسجد سے باہر آئے تو احباب میں چند جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کے اساتذہ مل گئے ان سے خوش

کن انداز میں ملاقات ہوئی، پھر وہ ہم کو ہماری جاہت کے ساتھ مفتی جامع اشرف حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی کی مقدس بارگاہ میں لے گئے۔ اب جب انھوں نے دیکھا تو تڑپ گئے، وہ عہدِ طالب علمی کے ہمارے ہم جماعت تھے، آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں اپنی ایک شناخت رکھتے تھے۔ باصلاحیت، باشعور اور تحریر وقلم میں بھی اپنی شناخت رکھتے تھے۔ ایک بار وہ فرمانے لگے کہ ہم مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں زیرِ تعلیم تھے، صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی وہاں صدر المدرسین تھے، مولانا فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سے دریافت کیا، کیا ہم سرکارِ کلاں حضرت پیرِ طریقت مفتی سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ سے مرید ہو جائیں، حضرت استاذِ گرامی نے بخوشی اجازت مرحمت فرمادی، حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سرکارِ کلاں دامت برکاتہم العالیہ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحب نے یہ بات ہمیں اس وقت بتائی تھی جب حضرت سرکارِ کلاں قدس سرہ العزیز اپنی حیاتِ ظاہری کے ساتھ بقیدِ حیات تھے۔

حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی سے ہماری ملاقات موقع موقع سے ہوتی رہتی ہے، وہ ہر سال پابندی سے مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے سالانہ فقہی سیمینار میں تشریف بھی لاتے ہیں، مفتی صاحب گوناگوں خوبیوں کے حامل ہیں۔ ہم نے ان سے عرض کیا: آپ چائے پلوادیں، چائے اور صرف چائے، وائے کسی اور موقع کے لیے محفوظ رہنے دیجیے اور دوسری بات یہ ہے کہ اپنی تصانیف کی زیارت کرائیے۔ حضرت مفتی صاحب سے ہماری عہدِ طالب علمی ہی سے بے تکلفی ہے۔ دراصل اس بار سیمینار کے موقع پر مبارک پور میں آپ نے اپنی چند کتابیں عنایت فرمائی تھیں، اس سے قبل بھی متعدّد کتابیں دیکھ چکا ہوں ہماری بات سن کر پہلے تو آپ نے چند باتیں بطور مزاح ارشاد فرمائیں اور پھر انھوں نے چند کتابیں جو وہاں موجود تھیں نکال کر زیارت کرائیں اور کہا لیجیے یہ کتابیں صرف زیارت کے لیے نہیں بلکہ آپ کی بارگاہ میں بطور نذرانہ پیش ہیں، گر قبول افتد زہے عزوشرف۔ اب ہم ذیل میں حضرت کی عطا کردہ ان چند کتابوں کے نام اور مختصر تعارف پیش کرتے ہیں:

(۱)-عِقد الدّرّة فی عَقدِ الْیَدَیْنِ تَحْت السرَّةِ
معروف بہ **نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔** معتبر احادیث وآثار کی روشنی میں
از: مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
صفحات: ۳۶۰۔ قیمت: ۲۰۰۔
ناشر: اہلِ سنت ریسرچ سینٹر، جوگیشوری، ویسٹ ممبئی
ملحقہ: السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف، جامع اشرف، خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکارِ کلاں، کچھوچھہ مقدسہ (یوپی) الہند
کتاب اپنے موضوع پر انتہائی تحقیقی اور معلومات افزا ہے، خاص طور پر غیر مقلدین کی تردید میں بے مثال ہے۔

(۲)-مِنْحَةُ رَبِّ الْمِنَنْ فی تحقیق سُمِّ الحَسَنِ
المعروف بہ **شہادت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک تاریخی وتحقیقی جائزہ**
از: مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
صفحات: ۸۰۔ قیمت: ندارد
ناشر: حسب سابق
کتاب اپنے موضوع پر انتہائی تاریخی اور حقائق ووقائع پر مشتمل ہے۔

(۳)-اِعْلَامُ النَّاسِ بِحُکْمِ الصَّلاة مکشوف الراس.
معروف بہ **ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟**
از: مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
سنِ اشاعت: ۲۰۱۷۔ صفحات: ۴۸۔ قیمت: ۴۰۔
ناشر: حسبِ سابق

(۴)-مُزِیْلُ التَّرَدُّدِ عَنْ تَحْرِیكِ الاِصْبَعِ فِی التَّشَهُّد.
معروف بہ **تشہد میں انگلی ہلانا۔** احادیث وآثار اور اقوال سلف کی روشنی میں
از: مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی
اشاعت: اپریل ۲۰۱۶ء/ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ
تعداد: ۱۱۰۰۔ صفحات: ۸۸۔ قیمت: ۹۰۔
ناشر: حسب سابق

(۵)-کَشْفُ غِطَآءِ العینینِ عَن تَرك رَفْعِ الْیَدَین
معروف بہ: **ترکِ رفعِ یدین۔ احادیث وآثارِ صحیحہ کی روشنی میں**
از: مفتی محمد رضاء الحق اشرفی مصباحی
پہلا ایڈیشن شوال ۱۴۳۶ھ/ جولائی ۲۰۱۵ء
صفحات: ۲۰۰۔ قیمت: ندارد۔
یہ چند کتابیں ہیں جو ہمیں اس وقت عطا فرمائیں، آپ کی متعدّد

کتابوں کے ہندی میں تراجم بھی ہو چکے ہیں، غیر مقلدین کی محققانہ تردید، ان کے فکر و علم کے خاص محور ہیں، تفاسیر و احادیث کی مستند قدیم کتب ان کے ماٰخذ ہوتے ہیں، فقہ و کلام کے بنیادی حوالے عام طور پر ان کے نوکِ قلم پر رہتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی مدظلہ العالی عہدِ طالب علمی سے باصلاحیت ہیں، ذہن و فکر میں بالیدگی اور تعمیری فکر و مزاج رکھتے ہیں۔ علومِ شریعت خاص طور پر فقہ و حدیث میں کمال رکھتے ہیں، عربی زبان و ادب میں بھی بڑی مہارت رکھتے ہیں، بتیس علمی اور فقہی کتابوں کے مصنف ہیں، بفضلہ تعالیٰ یہ سب طبع ہو چکی ہیں، اسلوبِ نگارش موثر اور دلپذیر ہے، آپ مثبت اور داعیانہ اسلوب میں بڑے فنکارانہ انداز سے بدمذہبوں کی تردید بھی فرماتے جاتے ہیں۔ اپنے مدعا پر احادیث نبویہ اور مستحکم دلائل رکھتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ صرف مصنف ہی نہیں بلکہ اچھے مقالہ نگار بھی ہیں۔ آپ مجلسِ شرعی مبارک پور کے مباحثوں میں بھر پور حصہ لیتے ہیں اور جدید فقہی مسائل پر گراں قدر تحقیقات بھی جمع فرماتے ہیں، اسی کے ساتھ آپ قابلِ صد احترام مفتیِ دینِ متین بھی ہیں، آپ کے کثیر فتاویٰ کثیر موضوعات پر ہیں۔ فتویٰ نویسی، مضمون نویسی سے اہم ہے۔ آپ ادارتی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، آپ ایک ذمہ دار استاذ بھی ہیں، مروجہ موضوعات پر درس نظامی پڑھانے کی بھر پور صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ کے باکمال تلامذہ بھی ملک اور بیرون ملک گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

انھیں کی نشست گاہ میں سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کے بے لوث قلم کار محبِ مکرم حضرت مولانا مفتی ذاکر حسین اشرفی مد ظلہ العالی بھی جلوہ گر تھے، ان سے تو عہدِ طالب علمی ہی سے شناسائی تھی، بلکہ یہی حضرت ہم لوگوں کو باہر سے اندر لے کر آئے تھے۔ موصوف عرصۂ دراز تک جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں زیرِ تعلیم رہ چکے ہیں۔ نبیرۂ حافظِ ملت حضرت مولانا محمد نعیم الدین عزیزی بھی اس گفتگو میں برابر کے شریک تھے، اسی مجلس میں ہم نے دریافت کیا کہ قریب چار سو صفحات کی علمی و تاریخی کتاب "حیاتِ محدثِ اعظم قدس سرہ العزیز" لکھنے والے بزرگ کون ہیں؟ کیا یہی وہ مفتی ذاکر حسین اشرفی ہیں؟ اس پر حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی صاحب نے اپنے خاص انداز سے حضرت مولانا ذاکر حسین اشرفی کی جانب اشارہ فرمایا اور ہم نے بڑھ کر ایک بار اور ان سے مصافحۂ مسرت کرنے کا شرف حاصل کیا اور ان کے فکر و قلم کی جی بھر کر داد دی۔ مولانا محمد نعیم الدین عزیزی نے بھی اپنے خاص انداز سے انھیں ہدیۂ تبریک پیش فرمایا۔

اس کے بعد حضرت مولانا مفتی ذاکر حسین اشرفی نے "ماہ نامہ جامع اشرف" درگاہ کچھوچھہ شریف سے شائع ہونے والا پہلا شمارہ عطا فرمایا۔ یہ شمارہ اپریل ۲۰۱۸ء/رجب ۱۴۳۹ھ کا خصوصی شمارہ ہے، اس میں ۳۶۰ر صفحات اردو میں اور ۳۶ر ہی صفحات ہندی رسم الخط میں ہیں۔ خصوصی شمارے کا عنوان ہے "سرکارِ کلاں مخدوم المشائخ شہنشاہِ طریقت و معرفت حضرت مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز" اس رسالے کے مدیرِ اعلیٰ ہیں قائد ملت شیخ طریقت حضرت علامہ سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ۔ جہاں تک ہمارا حافظہ ساتھ دے رہا ہے حضرت کی دو تین بار زیارت ہوئی ہے ایک بار باضابطہ ان کی قیام گاہ میں ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے، موصوف اپنے چہرے مہرے کی تابندگی، وضع قطع کی دلکشی سے دور سے ہی دیکھنے والوں ہی کو نسلِ پاک رسول ﷺ کے چشم و چراغ ہونے کا یقین دلاتے ہیں، نورانی پیشانی، نور بکھیرتے لب و رخسار خاموش دلوں کو زندگی عطا فرما دیتے ہیں، ہم نے برسوں پہلے اولین ملاقات ہی میں ان کے فکر و مزاج کی بلندی اور تعمیری کارگزاری کی خوشبو محسوس کی تھی، آپ نے اس وقت اپنے عزائم اور منصوبوں کا جو نقشہ پیش کیا تھا اس سے آج تک ہمارے دل و دماغ معطر ہیں۔ آپ خانقاہ اشرفیہ حسینیہ، سرکارِ کلاں درگاہ کچھوچھہ مقدسہ کے سجادہ نشیں اور اہلِ سنت کے مرکزی ادارہ جامع اشرف کے سربراہ اعلیٰ اور سرپرست اعلیٰ ہیں۔ اسی کے ساتھ آپ تصوف و روحانیت کے بھی بلند مقام پر ارشاد و تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

"ماہ نامہ جامع اشرف" کے مشیرِ اعلیٰ مولانا محمد قمر احمد اشرفی ناظمِ اعلیٰ ہیں، مدیرِ مسئول مولانا ذاکر حسین اشرفی ہیں، جب کہ مدیرِ اعزازی مفتی رضاء الحق اشرفی ہیں۔

رسالے میں حضرت سرکارِ کلاں قدس سرہ کے بہت سے گوشے آ گئے ہیں، خاص بات یہ ہے کہ اس میں بڑی حد تک اشرفی رضوی اختلافات بھی ختم کر دیے گئے ہیں۔ اس میں ایک مضمون نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سبحان رضا خاں [سبحانی میاں] سجادہ نشیں و متولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف کا بھی شامل ہے، ہم یہاں ان کے مضمون سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

"مجھ فقیر رضوی کے والد ماجد ریحانِ ملت سیدی علامہ شاہ الحاج مفتی ریحان رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ سے قلبی محبت فرماتے اور ان کے ادب و احترام میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے، میرے جدِ کریم حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ شاہ الحاج مفتی مصطفےٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال مبارک ہوا تو میرے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے آپ ہی کو نمازِ جنازہ کی امامت کے لیے منتخب فرمایا اور حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی خواہش کے مطابق کہ "میری نمازِ جنازہ کوئی سید صاحب پڑھائیں" آپ ہی سے نماز پڑھوائی۔"

اس سے چند باتیں واضح ہوگئیں کہ حضرت سرکار کلاں ان کے نزدیک بھی سید اور آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ریحان ملت ان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے اور ان کے ادب و احترام میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے تھے، حضرت مفتیِ اعظم ہند کی وصیت اور خواہش کے مطابق ان کی نمازِ جنازہ حضرت سرکارِ کلاں قدس سرہ نے پڑھائی اور بڑے فرزند ارجمند ہونے کی حیثیت سے حضرت ریحان ملت کو یہ حق بھی حاصل تھا کہ یا تو وہ خود نمازِ جنازہ پڑھائیں یا سرکار مفتیِ اعظم ہند کی خواہش کے مطابق کسی نسل پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چشم و چراغ سے پڑھوائیں۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ حضرت سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت ہونے اور اپنی بلند پایہ اخلاقی قدروں کی وجہ سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، ہم سے بھی بڑی محبت فرماتے ہیں/ ۶/ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/۲۵/ مارچ ۲۰۱۸ء کو حضرت نے خانقاہ رضویہ بریلی شریف میں "علامہ ابراہیم خوشتر سیمینار و کانفرنس" کا انعقاد فرمایا، جس میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے آٹھ حضرات اساتذہ، صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ کی قیادت میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ بفضلہ تعالیٰ پروگرام بحسن و خوبی اختتام پزیر ہوا، اس سیمینار و کانفرنس میں راقم مبارک حسین مصباحی بھی شریک سفر تھا۔

اب کافی دیر ہو چکی تھی، حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی نے فرمایا: کہ ابھی تو چائے بھی نہیں آئی ہے، آپ حضرات نے تو فرمایا تھا کہ ہم چائے پی کر جائیں گے، ہم نے عرض کیا کہ چلیے ہماری چائے آپ پر قرض رہی۔ ان حضرات نے فرمایا، چلیے قائدِ ملت کی قیام گاہ پر چلتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ حضرت قائدِ ملت موجود ہیں کیا؟ جواب ملا! حضرت تو موجود نہیں ہیں، وہ ابھی راستے میں ہیں، مگر ان کی نشست گاہ کی زیارت تو کر لیجیے۔ ہم لوگوں نے بھی مناسب سمجھا کہ ٹھیک ہے ہم ان کی نشست گاہ کی زیارت کرتے ہوئے نکل جائیں گے۔ ہم نے ابھی تک حضور مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ العزیز اور دیگر مشائخ کی بارگاہ میں حاضری بھی نہیں دی ہے۔ خیر حضرت مولانا مفتی ذاکر علی اشرفی، حضرت نعیم ملت حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی اور ہمارے ساتھ جانے والے حضرت مولانا ابو شکیل مصباحی اور چند دیگر علمائے کرام وہاں سے اٹھے، ہم لوگ جب حضرت قائدِ ملت کی نشست گاہ میں داخل ہوئے تو متعدّد علمائے کرام اور شہزادۂ حضرت قائدِ ملت نے ہمارا پر زور استقبال فرمایا، لگتا تھا کہ پہلے سے ان حضرات کو ہمارے پہنچنے کی اطلاع کر دی گئی تھی، ہمارے انکار کرنے کے باوجود اسی وقت بڑے چاؤ سے دسترخوان لگا دیا گیا۔ اب سامنے مختلف فروٹس، نمکین اور مختلف انداز کے بسکٹ وغیرہ موجود تھے اور تمام موجود حضرات پوری محبت کے ساتھ میزبانی کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ بڑے سکون سے ہم تمام نے ناشتہ کیا اور چائے پی کر فارغ ہوئے۔

اب تارک سلطنت مخدوم العالم سید ناشیخ مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کے دربار میں حاضری اور فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل کریں، مگر حسب روایت درگاہ عالیہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ حضرت علامہ مفتی رضاء الحق اشرفی دام ظلہ العالی نے فرمایا: آئیے اب مخدومنا المکرم سرکارِ کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کی بارگاہ میں حاضری دی جائے۔ ہم نے کہا: یہ تو ہمارا بھی ارادہ تھا، خیر ہم لوگ ایک قافلے کی شکل میں روانہ ہوئے، انتہائی ادب و احترام کے ساتھ عارف باللہ حضور سرکارِ کلاں قدس سرہ العزیز اور ان کے لختِ جگر شیخ العالم حضرت علامہ سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ کے مزارات پر حاضر ہوئے، فاتحہ خوانی اور ایصالِ ثواب کیا اور قلبی آرزوؤں کو پیش کر کے سر جھکائے سلام پیش کرتے ہوئے الٹے قدم واپس ہو گئے۔

یہاں کے بعد ہم لوگ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ طریقت حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی سابق سرپرست اعلیٰ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور قدس سرہ العزیز کے دربارِ عالی وقار میں حاضر ہوئے، یہاں پہنچ کر تارک سلطنت حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ اور اس شہرِ خموشاں میں دیگر اکابر سادات کرام کے مزارات کی زیارت بھی ہوتی رہی وہاں فاتحہ خوانی اور سارے بزرگوں کو ایصالِ ثواب کے ہم لوگ واپس ہوئے۔ درگاہ شریف سے متّصل رہنے والے علمائے کرام جامع اشرف خانقاہ عالیہ سرکارِ کلاں میں رہ گئے اور

ہمارا مختصر قافلہ سرکار محدثِ اعظم ہند کی درگاہ کی جانب بڑھ گیا۔

ہم لوگ عشا کے وقت درگاہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ پہنچے، وہاں حضرت مفتی قاضی سید شمس الدین برکاتی اشرفی دام ظلہ العالی پہلے ہی سے رابطے میں تھے۔ آپ اور دیگر چند حضرات ہم لوگوں کو لے کر جانشین محدثِ اعظم ہند شیخ الاسلام مفسرِ قرآن حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ ہم لوگوں نے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ مصافحہ کیا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا، بفضلہٖ تعالیٰ حضرت شیخ الاسلام ہمیں تو برسوں پہچانتے ہیں، بڑی محبت اور شفقت فرماتے ہیں، متعدّد موضوعات پر شرف ہم کلامی کا شرف بخشتے ہیں۔ گذشتہ برس حضور محدثِ اعظم ہند کے عرس کے موقع پر ۱۵؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱؍اپریل ۲۰۱۷ء میں ہمیں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

حضور شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کے بزرگانہ اشارے پر ناشتے کا دسترخوان سجادیا گیا، بار بار آپ ارشاد فرماتے رہے کہ یہ لیجیے، ارے یہ بھی لیجیے۔

حضرت شیخ الاسلام نے نبیرۂ حافظِ ملت حضرت نعیم ملت مولانا شاہ محمد نعیم الدین عزیزی ولی عہد خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ عزیزیہ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا ہم سب نے انھیں اس اہم اعزاز پر مبارکبادیوں کے گل دستے پیش کیے، اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے غالبًا اپنے معتمد حضرت علامہ سید محمد حمزہ میاں اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی سے ارشاد فرمایا کہ: ان حضرات کے لیے طعام وغیرہ کا اہتمام کرنے کے لیے کہہ دیجیے، حضرت قاضی صاحب کی قیادت میں ہم لوگ خانقاہ کی ایک نشست گاہ میں پہنچے جہاں پہلی بار بنے خانقاہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کے سجادہ نشیں سماحۃ الشیخ حضرت علامہ سید محمد حسن عسکری اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر ساداتِ کرام اور علما و مشائخ جلوہ گر تھے، بڑی محبتوں کے ساتھ سب نے گفتگو فرمائی۔ حضرت صاحبِ سجادہ اور دیگر ساداتِ کرام نے کھانے کا اہتمام فرمایا۔

اس کے بعد ہمارے بزرگ حضرت مفتی قاضی سید شمس الدین اشرفی اپنی قیام گاہ میں لے گئے، جہاں ہبلی کرناٹک کے اشرفی عقیدت مندوں اور علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں، اس دوران صاحب الفضل والکمال، متحرک وفعال شخصیت محترم المقام عالی جناب بشارت علی صدیقی قادری اشرفی ایم بی اے اپنے چند احباب کے ساتھ تشریف لے آئے، یہ برسوں سے جدہ حجاز مقدس میں قیام فرماتے ہیں۔ تصنیف و تحقیق اور قدیم وجدید کتابوں کی اشاعت کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ آپ نے حیدر آباد دکن میں "اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن" قائم فرمایا ہے۔ اس ادارے سے آپ ۱۰۰؍سے زیادہ قدیم وجدید کتب اور عربی وفارسی کتابوں کے تراجم شائع فرما چکے ہیں، ان کی نظر میں اہلِ قلم اور محققین کی بڑی قدر ہے، ہم سے بھی بڑی محبت فرماتے ہیں۔ آپ نے اس وقت بھی ہمیں متعدّد تازہ مطبوعات عطا فرمائیں، بعض پر تو باضابطہ تبصرے ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مفتی عبد الخبیر اشرفی دام ظلہ العالی بھی تشریف لے آئے، یہ بھی ماشاء اللہ اچھا اور بہت اچھا لکھتے ہیں، ان کی بھی متعدّد علمی اور تحقیقی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔

اس کے بعد قریب ۱۱؍بجے شب ہمیں اسٹیج پر بلایا گیا، پہلے ہم لوگوں نے مخدوم الملۃ حضور محدثِ اعظم ہند، رشد وہدایت کے پیکر ابو المحامد حضرت علامہ سید محمد صاحب اشرفی جیلانی قدس سرہ کے آستانے پر حاضر ہوئے، بڑے ادب و احترام کے ساتھ فاتحہ اور ایصال کیا گیا، اس کے بعد ہم لوگ اسٹیج پر وارد ہوئے، وہاں اس بار مسندِ سجادگی پر فائز ہونے والی شخصیت حضرت علامہ سید محمد حسن عسکری دامت برکاتہم القدسیہ اور دیگر ساداتِ کرام اور علمائے عظام جلوہ افروز تھے، بڑی محبت سے ہمیں بٹھایا، منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا جا رہا تھا۔ ہمارا نام پکارا گیا، اسٹیج اور مجمع عشق و محبت میں ڈوبا ہوا تھا، ہمارے نام کے ساتھ حضرت ناظمِ اجلاس نے "خلیفۂ حضور شیخ الاسلام" کا دلکش اضافہ بھی کیا، یہ سن کر مجمع سراپا شوق ہو گیا اور پھر تکبیر ورسالت کے نعروں کے ساتھ "خلیفۂ حضور شیخ الاسلام" کا نعرہ بھی لگنے لگا، خیر جو کچھ یاد تھا ہم نے بھی سنانے کی کوشش کی، موضوع کا محور حضور محدثِ اعظم ہند اشرفی میاں کچھوچھوی تھے، ہماری باتیں آدھا گھنٹے سے کچھ زیادہ ہوئیں، نبیرۂ حضور حافظِ ملت حضرت مولانا شاہ محمد نعیم الدین عزیزی استاذ جامعہ اشرفیہ نے بھی چند منٹ ہدیۂ تشکر اور حضور محدث اعظم ہند کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

دعا ہے مولا تعالیٰ اکابر اہلِ سنت اور مشائخ کچھوچھہ مقدسہ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو شاد کام فرمائے، جماعتِ اہلِ سنت میں عالمی سطح پر اتحاد و اتفاق جاری رکھے، آمین بجاہ حبیبك یا رب العالمین ، صلوا علیه وآله و صحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین. ☆☆☆

نعت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

زیارت کے لیے شہرِ مدینہ کی جو ہم نکلے
مہ و خورشید بن کر سرورِ دیں کے کرم نکلے
ہر اک ذرے میں دیکھا ہے جو عالم دیکھنا چاہا
دیارِ مصطفیٰ کے سارے ذرّے جامِ جم نکلے
جو میرے دل میں رکھے پاؤں یادِ سرورِ دیں نے
تو گھبرا کر مرے سینے سے سب رنج والم نکلے
تھکا ڈالا تھا جن کو راستے کی سخت گیری نے
درِ آقا پہ وہ سارے مسافر تازہ دم نکلے
ذرا سی دور پر کچھ چودھویں کے چاند روشن تھے
گیا نزدیک تو سرکار کے نقشِ قدم نکلے
ابھی تک بارگاہِ سید عالم نہیں دیکھی
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
خیال آیا جو نعت سرور کونین لکھنے کا
پرندے آرزوؤں کے لیے کاغذ قلم نکلے
خدا کا گھر جسے کہیے، نبی کا گھر جسے کہیے
جو کچھ نکلا مرے دل میں یہی دونوں حرم نکلے
درودِ پاک کو میں نے کیا جب راہ بر اپنا
ذرا سی دیر میں سب مسئلوں کے پیچ وخم نکلے
درِ سرکار پر پہنچوں تو گھر کو چھوڑ کر اپنے
لٹاتی گوہرِ اشکِ ندامت چشم نم نکلے
اسی سے نور سمجھو مرتبہ کیا ہے شہِ دیں کا
کہ دربانی کو ان کی جبرئیلِ محترم نکلے

نواحِ دل کو مرے دامنِ حرا کہیے

نبی کے حسن کو بے داغ آئینہ کہیے
مہ و نجوم کو عکسِ نقوشِ پا کہیے
خوشی کا وقت ہو یا رنج و غم کا عالم ہو
کسی بھی حال میں ہوں نعتِ مصطفیٰ کہیے
برائے نعت نگاری جو فکر کرتے ہیں
بنا کے دل کی صدا شعرِ بے بہا کہیے
دریچہ سرورِ دیں کا گلاب صورت ہے
غلط زبان سے نکلے تو ناروا کہیے
پہنچ گیا ہے سفینہ دیارِ آقا تک
خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے
بہارِ ذکرِ شہِ کائنات آپہنچی
خزاں رسیدہ چمن کو ہرا بھرا کہیے
جو میرے دل کو بنا لیں حضور غارِ حرا
نواحِ دل کو مرے دامنِ حرا کہیے
حضور سینے پہ رکھ کر قدم گزر جائیں
تو اس کو آپ گزرگاہِ مصطفیٰ کہیے
یہ عشق کا ہے تقاضا یہ دل کی ہے آواز
غبارِ شہرِ مدینہ کو دل رُبا کہیے
جو ذرہ کوچۂ سرکار سے عطا ہو جائے
اسی کو خانۂ تاریک کی ضیا کہیے
جہاں ہے گنبدِ خضرائے مصطفیٰ اے نورؔ
فلک زمیں کو نہ کہیے تو اور کیا کہیے

سید محمد نور الحسن نورؔ نوابی عزیزی

نبی کے ذکر کی برکت سے گھر مہکتا ہے

اسی کا نام مرے ہونٹ پر مہکتا ہے
جو سر سے پاؤں تلک سر بسر مہکتا ہے

جہاں حضور پہ اتری ہے آیتِ اقرا
حرا کے غار کا اب تک وہ در مہکتا ہے

ملی نہ ایسی مہک آج تک کسی گل کو
لباسِ پاکِ نبی جس قدر مہکتا ہے

ہر امتی کے لیے بن کے سایۂ رحمت
"محمدِ عربی کا شجر مہکتا ہے"

بلال و بوذر و سلمان کی شبیں ہیں گواہ
گلِ درود سے خوابِ سحر مہکتا ہے

ہوں فاطمہ کہ حسین و حسن خدا کی قسم
نبی کی نسل کا اک اک بشر مہکتا ہے

خلوص دل سے پڑھو نعت سرورِ عالم
نبی کے ذکر کی برکت سے گھر مہکتا ہے

مٹا نہ پائے گی دنیا کبھی قمرؔ اس کو
کہ جس کا شوق شہادت سے سر مہکتا ہے

از۔ قمر جیلانی قمرؔ ٹانڈوی

شفیقِ ملت حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمہ

کچھ یادیں، کچھ باتیں

مبارک حسین مصباحی

ہمیں 10 فروری 2019ء کو یہ افسوس ناک خبر ملی کہ محبِ گرامی وقار شفیقِ ملت حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی اب اس جہان فانی میں نہیں رہے، بڑے افسوس کے ساتھ ہم نے کلمات استرجاع دُہرائے، پھر کچھ سورتیں تلاوت کر کے انھیں ایصال ثواب کیا، اہلیہ محترمہ، اولاد وامجاد اور دیگر پس ماندگان کے لیے صبر و شکر کی دعا کی، اللہ تعالیٰ اس گوناگوں اوصاف و کمالات کی حامل شخصیت کو قبر انور میں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، اپنے محبوب ﷺ کے طفیل انھیں ان کے نیک اعمال کی جزاؤں سے سرفراز فرمائے، وہ جن دینی، علمی اور قومی خدمات میں مصروفِ عمل تھے، ان کے پس ماندگان اور متعلقین کو ان اداروں اور تحریکوں کی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک جامع صفات شخصیت: شفیقِ ملت حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان سے ہماری برسوں سے شناسائی تھی، وقتِ ملاقات فرحت و مسرت سے جھوم اٹھتے، ہم ان سے مصافحہ اور معانقہ کرنے کا شرف حاصل کرتے، ان سے ہماری متعدّد مقامات پر ملاقاتیں ہوئیں، لکھنؤ، بلرام پور اور مبارک پور وغیرہ، آپ ایک باصلاحیت عالم دین، قراءت سبعہ کے معروف قاری اور دینی و ملی امور پر گہری نگاہ رکھنے والی شخصیت تھے، ہم نے آپ کو عام طور پر مدارس عربیہ اتر پردیش کے مسائل پر گفتگو کرتے اور انھیں کے مسائل حل کرتے ہوئے دیکھا۔ پہلے آپ باضابطہ ٹیچر ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش کے 2001ء میں نائب صدر بنائے گئے اور پھر ماسٹر افضال کے انتقال کے بعد آپ 2010ء تا دمِ مرگ 8 فروری 2019ء تک باضابطہ منصبِ صدارت پر فائز رہے۔ در اصل جو جتنا زیادہ کام کرتا ہے اسے ہی زیادہ ذمہ داریاں دی جاتی ہیں، ہر دور میں بڑے اور اہم کام مصروف ترین افراد نے ہی انجام دیے ہیں۔ یہ ایک تاریخی سچائی ہے جس کا انکار کوئی باشعور انسان نہیں کر سکتا۔ ہمارے محبِ گرامی وقار حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی بھی انھیں زیادہ کام انجام دینے والوں میں سے ایک نمایاں فرد فرید تھے، اسی لیے مصروف ترین ہونے کے باوجود بڑی بڑی ذمہ داریاں بحسن و خوبی پوری فرما دیتے تھے۔ مناصب کی بلندیاں تو عام طور پر سب کو اچھی لگتی ہیں، مگر ان کی ذمہ داریاں پوری کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہوتی، حضرت مولانا نعیمی قدس سرہ العزیز مرد میدان تھے، اخلاص و للّٰہیت ان کے رگ و ریشے میں داخل تھے، لالچ اور خود غرضی کو آپ نے کبھی پسند نہیں کیا، انھیں بلند مناصب اور عظیم عہدے مطلوب نہیں تھے، ان کا نقطۂ نظر ہمیشہ کام اور اچھا کام رہتا تھا، وہ جھوٹ، فریب اور دغابازی سے بھی ہمیشہ نفرت فرماتے رہے، صداقت اور دیانت ان کی زندگی کے حاصل تھے، بڑوں کا ادب و احترام، اپنے بھائیوں سے محبت، اپنے تلامذہ اور اپنے چھوٹوں پر شفقت ان کے فکر و عمل کے محور ہوتے، وہ مدرس اعلیٰ بھی رہے اور صدر المدرسین بھی، وہ دو اداروں کے ناظمِ اعلیٰ بھی رہے مگر ہماری معلومات میں ایسی کوئی چیز نہیں جس کی وجہ سے دیگر افراد کو آپ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو، یہ الگ بات ہے کہ ذمہ داران جن مقاصد کی تکمیل بحسن و خوبی کرانا چاہتے ہیں تو وہ اپنے بھائیوں اور ماتحتوں سے مستعدی کے ساتھ لگے رہنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ معاملات ہر کامیاب انسان کی زندگی کا لازمہ ہوتے ہیں۔ آپ بھی ایک ممتاز ترین ذمہ دار تھے، آپ نے بھی اپنی زندگی میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، اگر کوئی صاحب آپ سے نالاں ہیں تو انھیں غور کرنا اور سنجیدگی سے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے، کہیں نہ کہیں انھیں اپنی کوتاہیوں کا احساس ہو ہی جائے گا۔ حضرت شفیقِ ملت نے بھی دینی اور علمی امور کو مکمل کرنے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ حضرت بھی عالم باعمل، زہد و تقویٰ کے خوگر اور عملی میدان کے کامیاب سپاہی تھے، اب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے، یہ دنیا چند روزہ ہے، اس دنیا سے ہر انسان کو ایک دن رخصت ہو جانا ہے۔ اور دنیا سے رخصت ہونے والوں کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ساتھ کرنا چاہیے، یہی اسلامی طریقہ بھی ہے اور یہی انسانی روش بھی ہے۔

مختصر خاندانی احوال: حضرت شفیقِ ملت علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت موضع ملدہ ضلع سدھارتھ نگر میں 11 مارچ 1950ء میں ہوئی۔ آپ کے محترم دادا جان مرحوم کی سو بیگھہ آراضی تھی، آپ کے والدِ گرامی عالی جناب محمد حنیف خاں مرحوم ان پڑھ ہونے کے باوجود حساب و کتاب میں ماہر تھے۔ آپ کے والد گرامی تین بھائی تھے، حضرت شفیقِ ملت

علیہ الرحمہ کے تین چھوٹے برادران اور ایک بہن ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ آپ خاندانی طور پر باعزت اور خوش حال ہیں۔ آپ کے تینوں چھوٹے برادران اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں،قدرے تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(1)- جناب پیر محمد خاں نعیمی نے بی ایس سی، ایم اے، بی ایڈ کر کے محکمہ ڈاک میں نائب ڈائریکٹر ہو کر 30 اکتوبر 2011ء میں ریٹائر ہو گئے۔ اب وہ شہر گونڈہ میں رہتے ہیں، دینی اور قومی مصروفیت فی سبیل اللہ رہتی ہے، حج و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔

آپ نے بنام ”آسان حج کی دعائیں“ کتاب مرتب فرمائی جو بفضلہ تعالیٰ خوب مقبول ہوئی۔

(2) ڈاکٹر عابد حسین خاں نعیمی بی ایس سی کر کے فارمیسٹ ہوئے، خدمت و محنت کر کے پربھاری ادھیکاری فارمیسٹ ہوئے، اسی پوسٹ پر 30 نومبر 2017ء میں ریٹائر ہوئے، اس وقت شہر گونڈہ میں مقیم ہیں۔

(3) ڈاکٹر محمد انور حسین خاں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی یو ایم ایس اور پھر ایم ڈی کیا، ان دنوں ہمدرد یونیورسٹی دہلی میں اپنے شعبے میں پروفیسر ہیں۔

یہ ایک سچائی ہے کہ کسی بھی خاندان میں والدین کریمین ہوتے ہیں جو اپنی اولاد سے اپنے وجود سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں، ان کے برادران اور ہمشیرائیں ہوتی ہیں، ان کی بھی نیک خواہشات اپنے بھائیوں کے ساتھ رہتی ہیں جیسا کہ آپ نے جان لیا کہ حضرت موصوف علیہ الرحمہ اپنے بھائیوں میں بڑے تھے، برادران کی تعلیم و تربیت میں آپ کا کردار بھی ضرور اہم رہا ہے۔

تعلیم و تربیت کے چند اہم نقوش:

کسی بھی بڑی شخصیت کے لیے تعلیم و تربیت اور کردار و عمل کی بلندی بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ آپ نے مختلف اوقات میں متعدّد مدارس میں حصول علم کی منزلیں طے فرمائیں، ان کی درس گاہوں اور مشفق اساتذہ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کی تعمیر میں ”مکتب کی کرامت“ بھی رہی اور ”فیضان نظر“ کی جلوہ سامانیاں بھی رہیں۔ انھیں کے نتیجے میں آپ ایک بلند پایہ فاضل کامل، قراءت سبعہ کے قاری اور اہتمام و انصرام کی صلاحیتوں سے بھی لیس رہے۔

آپ نے تعلیم کا آغاز سکری کوئیاں گاؤں کی مسجد میں جناب منشی محمد حسن مرحوم کی درس گاہ میں کیا، یہاں آپ نے درجہ تین کی تکمیل فرمائی، اس کے بعد مدرسہ فضل رحمانیہ پچپڑوا میں داخلہ لیا، یہاں حضرت قاری یوسف نعیمی سے ناظرہ قرآن عظیم، چند پاروں کا حفظ اور اردو کی چند کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ جامعہ عتیقیہ انوار العلوم تلسی پور تشریف لے گئے۔ اس جامعہ میں آپ تین برس تک اچھے متعلّم رہے، یہاں حضرت قاری تفضّل حسین کی درس گاہ میں قراءت سبعہ کی تکمیل فرمائی۔ قراءت اور درس نظامی کی چند کتابیں بابائے ملت حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن علیہ الرحمہ سے پڑھیں، اس کے بعد آپ دار العلوم فاروقیہ مدھ نگر بلرام پور تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے حضرت مولانا عبد الرحمٰن تلسی پوری دامت برکاتہم القدسیہ، حضرت مولانا وکیل احمد پچپڑوا سے تعلیم حاصل کی، اس دوران شیخ القرآن حضرت علامہ عبداللہ عزیزی علیہ الرحمہ کا تقرر ہوا، آپ نے ان سے بھی درس لیا، اس کے بعد حضرت علامہ مولانا عبد الرحمٰن دامت برکاتہم القدسیہ جامعہ اہلِ سنت امداد العلوم مٹہنا ضلع سدھارتھ نگر بحیثیت مدرس اعلیٰ تشریف لے آئے، آپ کے ساتھ چند طلبہ بھی آ گئے، ان میں ایک آپ بھی تھے۔ اس ادارے میں 1968ء سے 1970ء تک ایک کامیاب طالب علم کی حیثیت سے آپ رہے۔ اس ادارے میں آپ نے مشکاۃ المصابیح، شرح جامی اور ترمذی شریف وغیرہ اہم کتابیں پڑھیں۔

جامعہ انوار القرآن بلرام پور سے درجہ فضیلت کی تکمیل:

جامعہ انوار القرآن بلرام پور سے درجہ فضیلت کی تکمیل: 1971ء میں آپ جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور تشریف لے گئے، ان دنوں وہاں شارح بخاری معروف مفتی و قاضی حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ العزیز صدر مفتی اور صدر المدرسین کی حیثیت سے موجود تھے۔ دیگر اہم اساتذہ میں نام ور خطیب، بلند پایہ ادیب و شاعر حضرت مولانا مفتی محمد اسلم بستوی علیہ الرحمہ وغیرہ تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہاں آپ 1972ء میں دستار فضیلت اور سندِ فضیلت سے سرفراز کیے گئے۔

حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمہ نے شوال المکرم 1420ھ/ جنوری 2000ء میں شائع ہونے والے ”معارفِ شارحِ بخاری“ کے لیے ایک انتہائی اہم مضمون تحریر فرمایا تھا، عنوان تھا ”شارحِ بخاری بحیثیت ایک مشفق استاذ“ اور حق یہ ہے کہ آپ نے مضمون نگاری کا حق ادا فرما دیا ہے۔ حسنِ اتفاق سے اس کے مرتبین میں ایک نام راقم مبارک حسین مصباحی کا بھی ہے۔ اب ہم ذیل میں اس اہم مضمون کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت علامہ محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمہ نے آپ سے صرف ایک برس دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی، یہ بھی ایک سچائی ہے کہ یہی ایک برس آپ کی کامیابی کی ضمانت بن گیا، آپ خود لکھتے ہیں:

”اگر چہ مجھے حضرت کا فیض درس صرف ایک سال نصیب ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اسی سال کا سفر علم وسیلۂ ظفر ثابت ہوا۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ اگر وہ قیمتی سال نہ ملتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ جیسا کہ امام اعظم سراج امت سیدنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سیدنا امام جعفر صادق کے شرف تلمذ کو یاد کرتے تو فرماتے: لو لا ثنتان لهلك نعمان دو سال میسر نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو

جاتا۔"(معارف شارح بخاری، ص:323-324)

اب ہم بلا تبصرہ ذیل میں ایک اقتباس اور نقل کرتے ہیں:

"1971ء-1972ء کی بات ہے جب استاذ گرامی حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی مد ظلہ العالی جامعہ انوار القرآن بلرام پور میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے، اس زمانے میں انوار القرآن کی شہرت کی بنیاد پر طلبہ کی کثرت سے جامعہ کی بلڈنگ درس وقیام کے لیے تنگ ہوگئی تھی۔"

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں:

"دورۂ حدیث میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کے پاس داخلہ لیا۔ ایک سال مکمل حضرت کی خدمت میں رہ کر جو کچھ حاصل کیا وہ حضرت کی نگاہ کرم کا خاص فیضان ہے۔"

حضرت علامہ قاری محمد شفیق نعیمی اندازِ تربیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حضرت طلبہ کی تربیت پر کافی وقت خرچ کرتے۔ ان کو اسلامی لباس اور سر پر ٹوپی پہن کر آنے کی تاکید فرماتے۔ مدرسے کے تمام طلبہ پر نماز با جماعت کی پابندی کو لازم قرار دیتے۔ اول فجر میں خود اٹھ کر طلبہ کو جگاتے تاکہ کسی کی نماز قضا نہ ہونے پائے، اگر اس کے باوجود کسی طالب علم کی نماز قضا ہو جاتی اور قضا کرنے کا کوئی عذر معقول نہیں پاتے تو پہلے اس کو ذہنی سزا دیتے۔ علم النفس کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ذہنی سزا جسمانی سزا سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔ سزا کا انداز اس طرح ہوتا کہ اس سے بے نمازی لڑکے کو دوسرے منزلے کے گیٹ پر کھڑا کر کے چارپائی کا پایہ رسی میں باندھ کر گلے میں لٹکا دیتے اور جسم پر کوئی بوسیدہ کپڑا پہنا دیتے اور فرماتے کہ ہر آنے والے سے کہو کہ میں نے نماز قضا کر دی ہے۔ اس طرح غیرت مند طالب علم نماز باجماعت کا پابند ہو جاتا۔"

(معارف شارح بخاری، ص:324)

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کو ہم نے بھی چند آخری برسوں میں بہت قریب سے دیکھا ہے آپ عظیم فقیہ اور بلند پایہ محدث تھے، گردشِ زمانہ پر گہری نگاہ رکھتے تھے، تربیت میں بھی بڑا اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ یہ اندازِ تربیت جو حضرت مولانا محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمہ نے ذکر فرمایا ہے، ہم نے بالکل پہلی بار جانا ہے، حضرت کی اس نفسیاتی تربیت نے نہ جانے کتنے ذروں کو آفتاب بنا دیا اور خدا جانے کتنے بے نمازیوں کو نماز کا پابند اور تہجد گزار بنا دیا۔ ان نمازوں کا ثواب نمازیوں کے ساتھ حضرت شارح بخاری کو بھی قیامت تک ملتا رہے گا۔

یہاں ہم ایک اہم بات ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں، حضرت شارح بخاری قدس سرہ العزیز ہمارے بھی مربی اور سرپرست تھے، وہ ہمارے کرم فرما اور جود و سخا کے پیکر تھے، وہ ہمیں ڈانٹتے پھٹکارتے بھی تھے اور اس کے بعد مسلسل نوازتے بھی تھے۔ ہمیں ان سے کوئی بات معلوم کرنے میں نہ کبھی شرم آتی اور نہ کبھی جھجھک محسوس ہوتی، ان سے کوئی بات کہنے اور ان کی تحریر پر استفسار کرنے میں کبھی تکلف نہیں کرتے مگر ہم اس یقین کے ساتھ ہی زبان کھولتے کہ حضرت ابھی چند منٹ میں ہمارے دل و دماغ میں اپنی پوری بات اتار دیں گے اور ایسا ہوتا بھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ والرضوان کی درس گاہ جامعہ اشرفیہ میں ہم نے بھی دو کتابیں "الادب الجمیل" اور "دیوان متنبی" پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ حاصلِ گفتگو یہ کہ آپ بلند پایہ صلاحیتوں کے ساتھ بڑے باغ و بہار تھے اور ہم سے حد درجہ محبت فرماتے تھے۔

اس وقت ان دو شخصیات کا ذکر خیر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ممدوح حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان دونوں بزرگوں سے استفادہ کیا، اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کم از کم ہم ان کے جونیئر استاذ بھائی تو ہو ہی گئے۔ حالاں کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ کہاں ہم اور کہاں وہ عظیم شخصیت، "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔

جامعہ انوار القرآن بلرام پور کا نام آیا تو ہمارے ذہن میں بہت سی یادیں جاگ اٹھیں۔ اس ادارے کے سرپرست اعلیٰ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت قدس سرہ تھے۔ زندگی کے آخری دن تک ہر جلسے اور کانفرنس میں آپ کا تشریف لے جانا ضروری ہوتا تھا۔ اس ادارے کے سب سے بڑے ذمہ دار محترم المقام ڈاکٹر عبد المجید عزیزی علیہ الرحمہ تھے۔ حضور حافظ ملت کے چہیتے مریدین میں شاعر اہل سنت حضرت بیکل اتساہی سابق ممبر آف راجیہ سبھا بھی اس شہر کے باشندے تھے۔ خلیفۂ حضور حافظ ملت قدس سرہ حضرت حافظ محمد حنیف عزیزی علیہ الرحمہ بھی جامعہ انوار القرآن سے متصل مسجد میں امامت و خطابت فرماتے تھے۔ ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور کے اس جلسہ دستار بندی میں سرپرست اعلیٰ قدس سرہ العزیز کی جلوہ گری ضرور رہی ہوگی۔ اس طرح انتہائی خوش نصیب ہیں فاضل جلیل حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی علیہ الرحمہ کہ ان کے سر مبارک پر حضور حافظ ملت قدس سرہ اور حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ وغیرہ اکابر اہل سنت نے دستار بندی فرمائی۔ اپنے اساتذۂ کرام اور مشائخ عظام کے فیوض و برکات سے زندگی بھر شاد کام رہے اور ان شاء اللہ قبر و حشر میں بھی فائز المرام رہیں گے۔ کیا خوب شعر پیش کیا ہے، سلسلۂ تصوف کے عظیم روحانی پیشوا اور بلند پایہ شاعر حضرت علامہ شیخ آسی غازی پوری علیہ الرحمہ نے۔

اب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی

جس کے جویاں تھے ہے اس گل سے ملاقات کی رات

حضرت شارح بخاری اور فضلِ رحمانیہ میں آپ کا تقرر:

حضرت شفیقِ ملت علیہ الرحمہ حضرت شارح بخاری قدس سرہ کے نگہ انتخاب اور اپنی تقرری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"آپ اپنے تلامذہ کو بے کار نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ بلکہ اپنی مردم شناسی سے فارغین کو ان کے جوہر علم کے مطابق جگہ عطا فرماتے۔ خود میری زندگی حضرت کی نگاہ انتخاب کا نتیجہ ہے۔ جس وقت میں حضرت کے پاس دورۂ حدیث کا طالب علم تھا اس زمانے میں مشہور ادارہ دار العلوم فضل رحمانیہ میں ایک عالم کی ضرورت تھی جس کی بنیاد حضرت نے خود ڈال کر سالوں تعلیم دی ہے اسی ادارے کے ایک ماسٹر ارمان علی انصاری نے جو اردو فارسی کے استاذ تھے فضل رحمانیہ کے لیے میری نشاندہی کی تو مدرسے کے نائب منیجر جناب نامدار صاحب مرحوم بلرام پور حضرت کے پاس خود حاضر ہوئے اور میرا نام لے کر پوچھا کہ آپ کے شاگرد مولانا محمد شفیق صاحب ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے؟ تو منیجر مرحوم نے عرض کیا جس مدرسے کی آپ نے اور قاری رضاء المصطفیٰ صاحب وار دحال پاکستان نے بنیاد ڈالی ہے، اس میں ایک عالم کی ضرورت ہے میری انتظامیہ نے مولانا موصوف کا انتخاب کیا ہے وہ استعداد اور صلاحیت کے اعتبار سے کیسے ہیں؟ کیا وہ میرے ادارے کے لیے مناسب رہیں گے؟ تو حضرت نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ وہ ذی استعداد مدرس اور خطیب بھی ہیں۔ حضرت کی اجازت سے ایک ماہ کے بعد دار العلوم فضل رحمانیہ میں پڑھانے کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت نے جن مشفقانہ دعاؤں کے ساتھ نواز کر مجھے بھیجا تھا آج چھبیس سال گزر گئے ان دنوں میں اسی ادارے کا صدر مدرس ہوں۔"

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ دار العلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا، بلرام پور میں تدریس وافتا کے بلند مناصب پر فائز رہ چکے تھے، اراکین سے گہرے روابط تھے، باہم مشورے کے بعد جناب نامدار مرحوم نائب منیجر نے حضرت شارح بخاری کی بارگاہ میں حضرت مولانا قاری محمد شفیق نعیمی کے تعلق سے دریافت کیا، حضرت شارح بخاری نے وجہ دریافت فرمانے کے بعد ان کی تدریس وتقریر اور حسنِ اخلاق کا ذکر فرمایا اور ان کی خواہش کے مطابق یکم جولائی 1972ء میں آپ کا تقرر فرمادیا۔ یہ انتخاب وتقرر کسی عام انسان نے نہیں بلکہ شارح بخاری فقیہ اعظم ہند کی نگاہِ انتخاب اور زبان مبارک نے فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے پسند فرمایا اور قریب چالیس برس تک آپ اس میں مدرسِ اعلیٰ رہے، اٹھارہ برس صدر المدرسین کے عہدے کو سنبھالا اور حسن وخوبی تعلیمی اور تربیتی نظام چلایا۔ 30 جون 2012ء کو باضابطہ ریٹائر ہوئے۔

خطابت اور مدارس کے مسائل کا حل:

حضرت شفیق ملت باصلاحیت عالمِ دین اور اخلاص پیشہ مصلحِ امت تھے، وہ طلبہ اور طالبات کی تعلیم وترقی کے لیے کوشاں رہتے، سیاسی طور پر بھی متحرک وسرگرم رہتے، ان کے سیاسی اور سماجی تعلقات کا مقصد صرف اور صرف مدارس عربیہ رہتے، سماج وادی پارٹی میں بھی ان کے گہرے روابط تھے اور بڑی حد تک دخل بھی تھا، اس وقت اتر پردیش میں 560 مدارس گورنمنٹ امداد یافتہ ہیں، جب کہ اس کے کئی گنا مدارس ابھی لائن میں لگے ہوئے ہیں۔ امداد یافتہ بعض مدارس کے جو ناگفتہ بہ احوال ہیں یہ بھی کسی پر مخفی نہیں، حضرت شفیق ملت اپنے فرائضِ منصبی کے ساتھ بڑی حد تک ان ذمہ داریوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش فرماتے، گورنمنٹ کے آفسوں میں اپنے ضلع سے لے کر لکھنؤ تک مسلسل لگے رہتے۔

آپ کی آبادی ملدہ میں ایک مکتب بنام "مکتب تعلیمات" کے نام سے چلتا تھا، بعد میں آپ نے اس کی جانب توجہ فرمائی، آپ کی کوششوں سے 1978ء میں گرانٹ پر آگیا، یہ مدرسہ اب "دار العلوم عثمانیہ افضل المدارس" کے نام سے متعارف ہے۔ آپ برسوں سے اس کے ناظم اعلیٰ تھے۔

مولانا تعلیم نسواں کے تعلق سے بھی مسلسل فکر مند رہتے، ملاقاتوں کے دوران منصوبے پیش کرتے، اسی کا نتیجہ ہے کہ اپنے علاقوں میں متعدد مدارس نسواں آپ کی تحریک اور ترغیب کا نتیجہ ہیں۔ آپ نے اپنے گاؤں ملدہ میں عثمانیہ نسواں کالج تعمیر کیا جو دین وملت کے فروغ کی مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ کثیر تعداد میں اس کی تعلیم یافتہ خواتین مختلف علاقوں میں دعوت وتبلیغ کی گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ان کی فیض رسانیوں کی داستان بڑی طویل ہے، ایک بڑی تعداد ان عالمات اور فاضلات کی بھی ہے جو مختلف نسواں مدارس میں تدریس وتربیت کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

یہ ایک سچائی ہے کہ مرد کی تعلیم کا دائرہ اثر عورت کی تعلیم کے دائرۂ اثر سے کم ہے۔ آپ نے اپنی اولاد کو بھی دینی اور عصری تعلیم سے آراستہ فرمایا، متعدد بچیاں باضابطہ عالمات وفاضلات ہیں۔

آپ ایک کامیاب خطیب بھی تھے، جلسوں اور کانفرنسوں میں ان کی شرکت کامیابی کی ضمانت بن جاتی تھی، مذہبی اجلاس ہوں یا تعلیمی آپ ہر رخ پر کامیاب خطاب فرماتے تھے، مشہور ہے کہ آپ تاریخ کربلا پر بڑی رقت انگیز تقریریں فرماتے تو رنگ بدل دیتے تھے۔ اسی طرح آپ کے خطابات دینی اور عصری تعلیم کے مسائل اور عصر جدید کے تقاضوں پر بھی بھر پور ہوتے تھے۔ آپ ٹیچر ایسو سی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش کے 2001ء میں نائب صدر اور 2010ء میں صدر تاحیات بلا وجہ نہیں تھے۔

یہ آپ کی سوچ وفکر اور مسلسل تگ ودو کا نتیجہ تھا، عہد حاضر میں مدارس عربیہ کے جو سلگتے مسائل ہیں وہ کسی اہلِ دانش پر مخفی نہیں۔ (باقی ص: ۱۴۰ پر)

مکتوبات

خلافت ۳۰ سال رہی جو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوئی
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نام زد بادشاہِ اسلام

حضرات ہمارے پاس کنیڈا سے سوال آیا کہ ”حضرت معاویہ“ بادشاہ اسلام تھے یا خلیفۂ رسول؟ اس نالائق نے صحیح حدیث پاک (میرے بعد خلافت ۳۰ برس رہے گی اس کے بعد حکومت آئے گی) کے مطابق سنیوں کا متفق علیہ عقیدہ بیان کیا۔ ”حضرت سیدنا امیر معاویہ“ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے نام زد بادشاہ اسلام بنے خلیفۂ رسول نہیں۔

فی الحال ہمارے سامنے ماہنامہ اشرفیہ ہے۔ جس کے اندر صاحب مضمون نے تحریر فرمایا ہے کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین میدان میں خلافت امیر معاویہ کو سپرد کر دی۔

(ماہنامہ اشرفیہ نومبر ۲۰۱۸ء ص ۸، بحوالہ بہار شریعت)

لہٰذا آج کی بیٹھک میں ہم اس جملے کی تھوڑی سی وضاحت کریں گے۔ تاکہ سنیاں مزید انتشار کا شکار نہ ہوں۔

چل قلم بسم اللہ:

بھائیو! واقعی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ سرکار امام حسن نے حضرت امیر معاویہ کو عین میدان جنگ میں خلافت دے دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی۔

(بہار شریعت قدیم، ج: ۱، ص: ۵۳)

جی ہاں! فتویٰ رضویہ میں بھی بے شک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی۔ (ج: ۱۱، ص: ۱۰۵) پھر سرکار غوث پاک نے غنیۃ میں مفتی اعظم نے فتاویٰ مصطفویہ میں اور مفتی جلال الدین امجدی نے فتاویٰ فیض الرسول میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ لکھا، مگر بے شک لاورب العرش یہ ان حضرات کا عقیدہ ہرگز ہرگز نہیں، ان کا عقیدہ تو وہی ہے جو خود مصنف بہار شریعت نے اسی صفحہ پر تحریر فرمایا۔ خلافت ۳۰ رسال رہی جو امام حسن کے چھ مہینے کی خلافت پر تمام ہوئی اور حضرت امیر معاویہ اول ملوک اسلام ہیں۔ (That's all)

لہٰذا ہمارے اسلاف کرام کی عبارتوں میں حضرت امیر معاویہ کے لیے لفظ خلافت کا اعتبار نہیں کہ یہ خود ان کا عقیدہ نہیں فتاویٰ رضویہ میں ہے:

ان عبارتوں کے جواب کو ارباب دین وانصاف کے لیے ایک نکتہ بس ہے، عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون یا تراجم ابواب وفصول یا فہرست وفذلکۂ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہل سنت کا عقیدہ ہوتا ہے (اور) ہنگام مناظرہ جو کچھ ضمناً لکھ جاتے ہیں اس پر نہ اعتماد ہے نہ خود ان کا اعتقاد ہے۔۔۔۔ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تصریح کی کہ جو کچھ میں اس میں کہوں میرا مذہب نہ سمجھا جائے میری باگ ایک قوم بے ادب کے ہاتھ میں ہے جدھر لے جاتے ہیں جانا پڑتا ہے۔ (فتویٰ رضویہ، ج: ۱۱، ص: ۱۲۴ راور: ۱۲۵)

الحاصل اگر بالفرض حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہو یا غوث پاک کی تحریر، فتاویٰ مصطفویہ ہو یا بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ ہو یا فیض الرسول ان سبھی سنی حضرات کا عقیدہ ایک ہے کہ خلافت ۳۰ ربرس رہی جو حضرت امام حسن پر تمام ہوئی ان حضرات نے تو صرف حضرت امیر معاویہ کو لالچی کہنے والوں کو بریک کرنے کے لیے انھیں خلیفہ لکھا کہ اسے ظالمو! تم حضرت امیر معاویہ کو لالچی کہتے ہو، کیا تم حسنین کریمین سے زیادہ عقل مند ہو؟ کہ ان حضرات نے امیر معاویہ سے بیعت کی اور خلافت سپرد کی، لہٰذا مناظرانہ طرز پر خلافت کہنا اور ہے اور خلافت کا عقیدہ رکھنا کچھ اور۔ (کتاب اصحاب نبی)

ایک دو گھونٹ سے Drinker کا بھلا کیا ہوگا؟

فتاویٰ رضویہ ج: ۱۱، ص: ۸۵ سطر: ۸، ۹، ۱۰۔

ایک سوال کے ضمن میں ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لالچی تھے (کہ) امام حسن سے لڑکر ان سے خلافت لے لی۔ اس لیے تو سرکار غوث پاک اور اعلیٰ حضرت وغیرہما نے بطور معارضہ بطرز مناظرہ و رافضیوں اور شیعاؤں کا جوٹھا کھانے والوں سے کہا ہے جناب معاویہ پر طعن کرنے والو!

یوں چلے آؤ نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

تم حضرت امیر معاویہ کو لالچی کہتے ہو تو (معاذ اللہ) سرکار امام حسن مجتبیٰ تو تمھارے کہنے کے مطابق بڑے مجرم ہو گئے کہ ایسے کو خلافت کی ذمہ داری سونپ دی۔ دیکھو فتاویٰ مصطفویہ کا مناظرانہ فتویٰ۔

یک شعلہ دگر برزن عشقا

حضرت امیر معاویہ کا قانون اسلامی کے اعتبار سے خلیفہ ہونا ممکن ہی نہیں۔ رسالہ مبارکہ غایۃ التحقیق میں ہے:

"جانشینی و نیابت (کی) دو قسم ہے: اول جزئی مقید کہ امام کسی خاص کام یا خاص مقام پر عارضی طور پر کسی خاص وقت کے لیے دوسرے کو اپنا نائب کرے۔ دوم: کلی مطلق کہ حیات مستخلف سے جمع نہیں ہو سکتی۔ یعنی امام کا اپنے بعد کسی کے لیے امامت کبریٰ یعنی خلافت کی وصیت فرمانا۔ اور کون نہیں جانتا کہ امام حسن نے امیر معاویہ کسی خاص صوبے کا گورنر مقرر نہیں فرمایا، لہٰذا ان کی حکومت کو خلافت جزئی نہیں کہا جا سکتا اور خلافت کلی ہو سکتی ہی نہیں کیوں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکومت سونپنے کے بعد کئی برس تک حضرت امیر معاویہ کی حکومت میں باحیات رہے لہٰذا مہر نیم روز سے روشن ہو گیا کہ ان کی حکومت کو خلافت کہنا خالی آفت ہے۔

رنگ اپنا قلم کاروں نے ابھی جمنے نہ دیا

ثبوت شی لشی فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی، یعنی دینے کے لیے ہونا شرط ہے۔ حضرت معاویہ نے حکومت کب طلب فرمائی، ظاہر ہے حضرت علی کی شہادت کے فوراً بعد، تو پھر کیا وجہ تھی کہ حضرت امام نے حکومت سونپنے میں چھ ماہ تاخیر فرمائی؟ بھائیو! بات دراصل منصب خلافت کے حفاظت کی تھی کہ جب تک خلافت رہی اس کی حفاظت ہوتی رہی اور صرف حکومت باقی رہی تو عطا فرما دی گئی۔ اگر حضور یہ فرماتے کہ میرے بعد خلافت ۲۴ رسال رہے گی تو جنگ صفین نہ ہوتی، اگر فرماتے خلافت ساڑھے انتیس برس رہے گی تو امام حسن تاخیر نہ فرماتے۔ اور اگر سرکار فرماتے خلافت چونتیس برس رہے گی تو امام حسن اور امیر معاویہ کی جنگ طے شدہ تھی۔ قصہ مختصر ٹوٹلی سنیوں کو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ہے اور سنیوں کے عقیدے میں وہ حاکم اسلام ہیں خلفیہ رسول نہیں۔ (قانونی کاروائی امبہ جوگائی مہاراشٹر کے کورٹ میں ہوگی)

غلام مصطفی روناہی

Mob: 9096727214

ہماری معلومات میں اضافے کا باعث ہے ماہنامہ اشرفیہ

مخدوم گرامی وقار محترم المقام لائق صد احترام، عزت مآب رئیس التحریر عالیجناب الحاج مبارک حسین مصباحی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ ہر ماہ آپ کا نوبتی رسالہ اشرفیہ مبارک پور ۵ ر رسالہ عزیزم الحاج محمد نبیہ قصاب ثقلینی ابن نصر اللہ شرافتی بانی مدرسہ غوث الثقلین مہمند، ہدف شاہجہاں پور (حاجی بابا) کو موصول ہوتے ہیں اور وہ ایک رسالہ مجھ ناچیز کو بھی مطالعہ کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ ہر ماہ آپ کے رسالہ کا مطالعہ کرتی ہوں۔ نہایت ہی معلوماتی اور دلنشیں مضمون ہوتے ہیں۔ آپ جو علمائے کرام سے رجوع کر کے مسائل مع جوابات کے تحریر کرتے ہیں وہ میرے لیے اور تمام حضرات جو رسالہ کا مطالعہ کرتے ہیں ان سبھی کے لیے کارآمد اور معلوماتی ہوتے ہیں۔ مجھے اور تمام حضرات کو کما حقہ واقفیت حاصل ہوتی ہوگی۔ آپ کے رسالہ کا مطالعہ کر کے میری معلومات میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ جدید العہد الفاظ کا مطالعہ کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ آپ کے رسالہ میں کما ینبغی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اور بہت ہی اعلیٰ و افضل ملفوظات ہوتے ہیں۔

جناب ایڈیٹر صاحب آپ اور آپ کے کابینہ مضامین نگار، علمائے کرام اور تمام حضرات کو اس رسالہ کی اشاعت کے لیے مبارک باد پیش ہے۔ بے انتہا معلوماتی رسالہ ہے اور ہر ماہ شائع ہوتا اور بنا تاخیر کیے ہوئے اپنے ممبران کو موصول کرواتے ہیں۔ مولا تعالی سے میں دعا گو ہوں کہ مولا تعالی اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کے ادارہ کو سدا پاسداری عطا فرمائے۔ اور آپ کا رسالہ ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ اور عوام الناس اس رسالہ سے مستفیض ہوتے رہیں گے اور واقفیت حاصل کرتے رہیں گے۔ مولا تعالیٰ آپ کے اور تمام علمائے کرام اور مضامین نگار کے زور قلم میں اضافہ فرمائے۔ آپ کو اور تمام حضرات کو عمر دراز عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ و التسلیم)

لبالب پیالے دما دم سو جام

پیاسے سو رواں دواں والسلام

امسال آپ نے عزیزی الحاج حاجی بابا کو اول مرتبہ کلینڈر باصرہ نواز کیا۔ حاجی بابا نے مجھے کلینڈر کا مطالعہ کرنے کے لیے پیش کیا۔ میں نے بنظر غائر مطالعہ کیا۔ کلینڈر کے سارے اوراق اور رنگ و آہنگ ماشاء اللہ دیدہ زیب ہیں۔ اور اقوال زریں بھی ماشاء اللہ دل نشیں اور معلوماتی ہیں۔ اتنے عمدہ اور اعلیٰ کلینڈر کی اشاعت کے لیے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش ہے۔ کلینڈر کی جتنی بھی تعریف و توصیف کی جائے کم ہے۔

مولائے کریم سے میں دعا گو ہوں کہ مولا تعالیٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کے ادارہ کو ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آپ کو اور تمامی حضرات کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔

(آمین ثم آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

فقط والسلام

مریم ثقلینی بنت منا ثقلینی ابن نصر اللہ شرافتی

مدرسہ غوث الثقلین، مہمند ہدف، شاہجہان پور

اعزازی ممبران کی فہرست

ادارہ

حضرات! یہ فہرست جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے اعزازی ممبران کی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ ابوالفیض حضور حافظِ ملت کے عرس کے موقع پر سالانہ ایک طویل فہرست بنتی ہے، اس میں حضور عزیزِ ملت، سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ کے حد درجہ اخلاص اور مسلسل جدوجہد کا بھی روحانی اثر ہوتا ہے۔ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں استاذ القرا خلیفۂ حضور عزیزِ ملت حضرت مولانا قاری محمد اسلام اللہ عزیزی دامت برکاتہم العالیہ اور محترم المقام الحاج اسرار الحسن لال چوک مبارک پور اور دیگر مخلصین کی بارگاہوں میں جو ممبر سازی میں بھی خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔واضح رہے کہ ممبر سازی کا یہ سلسلہ دیگر ایام میں بھی جاری رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو ان اعمالِ خیر کا صلہ عطا فرمائے۔آمین۔

(مبارک حسین مصباحی)

معرفت
حضرت مولانا قاری محمد اسلام اللہ عزیزی ممبئی

(۱) جناب محمد علی خان صاحب مرحوم، ہری ہرپور، ضلع بستی (یوپی)

(۲) محترمہ صبرت النسا صاحبہ زوجہ جناب محمد علی خان مرحوم، ہری ہرپور، ضلع بستی (یوپی)

(۳) جناب محمد رضوان صاحب عزیزی ولد عبد الوہاب صاحب عزیزی، باندرہ، ممبئی -۵۰

(۴) جناب محمد رہبر صاحب عزیزی ولد جناب رب نواز عزیزی، باندرہ، ممبئی -۵۰

(۵) جناب محمد ریحان و نمرہ عزیزی، محمد ندیم عزیزی، ورلی، ممبئی

(۶) جناب بلال احمد عزیزی صاحب گیرج والے و محترمہ مجسم بانو صاحبہ، ضلع سورت، گجرات

(۷) جناب گلزار احمد صاحب عزیزی ادریسی، باندرہ ویسٹ، ممبئی -۵۰

(۸) از طرف محمد مشتاق عزیزی صاحب کملا نگر، محمد ادریس عزیزی، کملا نگر، دھاراوی، ممبئی

(۹) از طرف محمد مشتاق عزیزی والدہ محمد مشتاق عزیزی، زوجہ محمد ادریس عزیزی، کملا نگر، دھاراوی، ممبئی

(۱۰) جناب علی احمد انصاری عزیزی اللہ مرحوم، پریل، ممبئی

(۱۱) جناب حاجی محمد اکبر عزیزی صاحب، کملا نگر، دھاراوی، ممبئی

(۱۲) محترمہ تنویر خاتون صاحبہ بنت حاجی محمد نسیم عزیزی، دھاراوی، ممبئی

(۱۳) محترمہ ڈاکٹر عابدہ عزیزی صاحبہ بنت حاجی محمد نسیم عزیزی، دھاراوی، ممبئی

(۱۴) محترمہ واحدہ خاتون صاحبہ بنت حاجی محمد نسیم عزیزی، دھاراوی، ممبئی

(۱۵) محترمہ رداخان عزیزی صاحبہ بنت حاجی اختر علی عزیزی، کرلا، ممبئی

(۱۶) محترمہ سمیہ خاں عزیزی صاحبہ زوجہ محمد طارق خاں عزیزی، کرلا، ممبئی

(۱۷) محترمہ فرحین خاں عزیزی صاحبہ زوجہ محمد تابش خاں عزیزی، کرلا، ممبئی

(۱۸) جناب محمد عمر عزیزی صاحب ولد حاجی عبد الکریم عزیزی، ربر اسٹامپ، ممبئی

(۱۹) محترمہ شمع عرف گڑیا عزیزی صاحبہ بنت آس محمد عزیزی، باندرہ، ممبئی

(۲۰) محترمہ سمیہ رنگاری صاحبہ بنت زاہد رنگاری، قدوائی نگر، وڈالا، ممبئی

(۲۱) برائے نذر حضرت علی اصغر و حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از طرف: محمد شفیع بھائی عزیزی ڈبہ والے، جوگیشوری، ممبئی

(۲۲) برائے نذر حضرت علی اصغر و حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
از طرف: محمد شفیع بھائی عزیزی ڈبہ والے، جوگیشوری، ممبئی
(۲۳) جناب حاجی محمد جلیل عزیزی صاحب، ممبئی
(۲۴) برائے نذر حضور حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان
(۲۵) برائے نذر والدہ ماجدہ حضرت عزیز ملت صاحب قبلہ o
از طرف حاجی محمد فرید عزیزی، حاجی بشیر چو پکر مرحوم، کلوہ تھانہ
(۲۶) جناب محمد رافع عزیزی صاحب ولد اقبال حسین عزیزی، پریل، ممبئی
(۲۷) جناب حاجی محمد رفیق قریشی رضوی صاحب، پریل، ممبئی
از طرف محمد نوشاد عزیزی
(۲۸) معرفت محمد نوشاد عزیزی، مرحوم عتیق حاجی اسماعیل قریش، پریل، ممبئی
(۲۹) محترمہ شاہین عزیزی زوجہ حاجی عبد الصمد عزیزی، ضلع گلبرگہ شریف، کرناٹک
(۳۰) جناب فیضان احمد ابن لالہ بھائی، ملانی واشی، ممبئی
(۳۱) جناب نہال احمد ابن لالہ بھائی، ملانی واشی، ممبئی
(۳۲) از طرف جناب محمد حسین عزیزی و محمد شاہد عزیزی صاحبان ممبئی
(۳۳) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۴) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۵) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۶) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۷) از طرف محمد حسین عزیزی محمد شاہد عزیزی فرزند حاجی عبد الغفار عزیزی، ممبئی، برائے نذر حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۸) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۳۹) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۴۰) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۴۱) برائے نذر حضور حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۴۲) جناب حاجی عبد الغفار صاحب ولد جناب ولی محمد صاحب مرحومین، سردار پور، اعظم گڑھ
(۴۳) محترمہ امِ ہانی عزیزی صاحبہ بنت جناب عابد علی عزیزی صاحب، شوکت علی مرحوم عزیزی، مرول، ممبئی
(۴۴) جناب عبد الستار ولد محمد ہاشم صاحب، شانتی نگر، وڈالا، ممبئی
(۴۵) جناب بلال احمد عزیزی ولد لیاقت علی خاں عزیزی، حاجی شوکت علی خاں عزیزی مرحوم، مرول، ممبئی
(۴۶) جناب سرور علی خاں عزیزی ولد منصب علی خاں مرحوم، کرلا، ممبئی
(۴۷) جناب آس محمد عزیزی صاحب، باندرہ خاص، ممبئی
(۴۸) جناب سید اعجاز الحق صاحب ولد جناب الحاج سید انعام الحق صاحب، پریل، ممبئی
(۴۹) جناب نظام الدین انصاری صاحب ولد میرا بخش عزیزی صاحب، مچھلی شہر، جون پور
(۵۰) محترمہ کشوری بیگم صاحبہ زوجہ نظام الدین صاحب مرحوم، مچھلی شہر، جون پور
(۵۱) جناب حاجی سید تنویر احمد قادری صاحب و جناب جاوید احمد عزیزی قادری، محمد علی روڈ، ممبئی
(۵۲) جناب مولانا محمد محبوب عزیزی مصباحی ولد جناب عبد العزیز صاحب مرحوم، منیجر ماہ نامہ اشرفیہ، علی نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ
(۵۳) محترمہ صغریٰ خاتون عزیزی زوجہ اسرار احمد شیخ عزیزی، نئے گاؤں، تھانہ، مہاراشٹر
(۵۴) محترمہ حجن جلّو صاحبہ زوجہ جناب حاجی سلیمان عزیزی صاحب، بہتر بافاؤنڈیشن، گورے گاؤں، ممبئی
(۵۵) جناب منگل خاں، جناب محمد سہراب، جناب شاہد علی، جناب عبد اللہ، محترمہ مریم، جناب وارث علی صاحبان، بوری ولی، ممبئی
(۵۶) محترمہ کاشمیرا عزیزی صاحبہ زوجہ جناب شعیب عزیزی صاحب، بوری ولی، ممبئی
(۵۷) جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب ولد جناب عبد الغفور صاحب قاضی، گلبرگہ شریف، کرناٹک
(۵۸) جناب وصی اللہ شیخ صاحب ولد حاجی سمیع اللہ اعظمی، عظمت گڑھ، اعظم گڑھ
(۵۹) محترمہ سعید النساصاحبہ زوجہ وصی اللہ صاحب، عظمت گڑھ، اعظم گڑھ
(۶۰) جناب محمد اسلم صاحب ولد طالب قادری ازہری، طالب کپ، بھنڈی بازار، ممبئی

معرفت جناب الحاج اسرار الحسن صاحب، لال چوک، مبارک پور

(۶۱) جناب انصاری محمد نوید صاحب ولد جناب الحاج عبد الرشید

صاحب، کرلا، ممبئی

(۶۲) جناب الحاج پرویز اختر صاحب نعمانی ولد جناب الحاج محمد نعمان صاحب مرحوم، پورہ صوفی، مبارک پور

(۶۳) جناب جاوید احمد صاحب ابن جناب الحاج عبد الحی صاحب، محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

(۶۴) جناب حاجی رحمت اللہ صاحب مرحوم ابن جناب حاجی کریم اللہ صاحب مرحوم، محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

(۶۵) محترمہ محسن نوشابہ خاتون صاحبہ زوجہ حاجی جلال الدین صاحب، محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

(۶۶) محترمہ محسن عاصمہ خاتون صاحبہ زوجہ حضرت مولانا امجد علی صاحب قبلہ، محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

(۶۷) جناب محمد عزیر صاحب مرحوم ابن حضرت مولانا محمد حنیف صاحب علیہ الرحمہ، کٹرہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

(۶۸) جناب محمد مظاہر دانش صاحب، ابن جناب محمد مناظر صاحب، چمن گنج، کان پور

(۶۹) جناب مولانا شاکر علی صاحب مرحوم ابن جناب سلامت اللہ صاحب مرحوم، لال چوک، مبارک پور، اعظم گڑھ

(۷۰) عزیزہ مرحومہ فاطمہ کوثر صاحبہ بنت حاجی محمد صدیق صاحب، علی نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ

دیگر حضرات

(۷۱) برائے ایصال ثواب جناب صدیق علی مرحوم، مصرولیا، مہراج گنج، یوپی

(۷۲) محمد صابر انصاری عزیزی، نوتانڈی، سرائے قلعہ، جھارکھنڈ

(۷۳) معرفت حاجی محمد سلامت عزیزی، پانکی، پلاموں، جھارکھنڈ

(۷۴) معرفت مولانا قاری ریاض الدین مصباحی، مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم، نچلول بازار، مہراج گنج (یوپی)

(۷۵) معرفت قاری شہادت حسین صاحب، مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم، نچلول بازار، مہراج گنج (یوپی)

(۷۶) معرفت مولانا محمد قاسم صاحب مصباحی، مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم، نچلول بازار، مہراج گنج (یوپی)

(۷۷) معرفت مولانا محمد قاسم صاحب مصباحی، مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم، نچلول بازار، مہراج گنج (یوپی)

(۷۸) معرفت مولانا انوار احمد خاں مصباحی، مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم، نچلول بازار، مہراج گنج (یوپی)

(۷۹) شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معرفت ایک اہلِ خیر، غوثیہ ہوٹل، ساپچی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۸۰) شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معرفت ایک اہلِ خیر، غوثیہ ہوٹل، ساپچی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۸۱) معرفت صابر علی عزیزی صاحب، سرائے کلاں، کھرساواں، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۸۲) معرفت نیاز احمد عزیزی صاحب، ذاکر نگر، مانگو، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۸۳) معرفت الحاج محمد علاء الدین صاحب، ساپچی، جمشید پور، جھارکھنڈ

(۸۴) جناب سیماب اختر شمسی صاحب ولد الحاج سلیمان اختر صاحب زیور محل، مبارک پور، اعظم گڑھ

(۸۵) والدین مرحومین جناب ارشاد احمد ولد جناب عبد الخالق مرحوم، علی نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ

(۸۶) جناب الحاج محمود الحق صاحب، جلال پور، امبیڈکر نگر

(۸۷) نذرِ عقیدت حضرت عزیز ملت شاہ عبد الحفیظ صاحب، من جانب ڈاکٹر نصیب صاحب، شب پور بگان، ہوڑہ، بنگال

(۸۸) مولانا اظفر حسین مصباحی ولد علامہ محمد اسرائیل مصباحی، خلد آباد، بیداے ڈیہ، بانکا، بہار

(۸۹) معرفت خواجہ جمال الدین عزیزی، اقرا کالونی، مانگو، جمشید پور

(۹۰) جناب مختار احمد صاحب ایڈوکیٹ، بھیونڈی، تھانے، مہاراشٹر

(۹۱) جناب مختار احمد صاحب ایڈوکیٹ، بھیونڈی، تھانے، مہاراشٹر

(۹۲) جناب مختار احمد صاحب ایڈوکیٹ، بھیونڈی، تھانے، مہاراشٹر

(۹۳) عزیزہ ادیفہ سلمہا بنت محمد اویس صاحب، بھیونڈی، تھانے، مہاراشٹر

(۹۴) محمد شیخ احمد مرحوم، معرفت مختار احمد صاحب، برہم پور، گنجام، اڑیسہ

(۹۵) مرحومہ ہاجرہ بی بی، معرفت مختار احمد صاحب، برہم پور، گنجام، اڑیسہ

(۹۶) فخر الدین انصاری، معرفت محمد آدم عزیزی، بدر پور، دلی

(۹۷) محترمہ کہکشاں انجم زوجہ فیض العزیز بسلو، پاکبڑا، مراد آباد

(۹۸) نصیر الدین مومن ولد ساداری مومن، چوڑا تھانہ پیرول ڈیہ، سرائے کیلا، کھرساوا، جھارکھنڈ

(۹۹) ممتاز احمد انصاری ولد حاجی علی احمد، زنگی پور، غازی پور

خیروخبر

اتر دیناج پور بنگال میں امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس

علماے اہل سنت اتر دیناج پور بنگال کے زیر اہتمام دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات اتر دیناج پور بنگال میں ۲۹/ ۳۰/ دسمبر ۲۰۱۸ء کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے جشن صد سالہ کی مناسبت سے عظیم الشان پیمانے پر امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس میں ملک کے مختلف گوشوں سے سیکڑوں علماے کرام، مفتیانِ اسلام، اربابِ صحافت اور عصری دانش گاہوں کے اساتذہ نے شرکت کی۔

۲۹/ دسمبر ۲۰۱۸ء کو بعد نماز عشا امام احمد رضا نیشنل کانفرنس کی پہلی شب تھی، جس میں اتر دیناج پور کے ہزاروں افراد نے شرکت کی، خاص طور سے اتر دیناج پور اور علاقہ سیمانچل کے سیکڑوں علما، حفاظ، قرا اور ائمہ مساجد شریک ہوئے، نقیب اہل سنت حضرت مولانا قیصر اعظمی نے نظامت کے فرائض انجام دیے، کانفرنس کی پہلی شب میں درج ذیل علمانے خطاب فرمایا: حضرت مولانا ڈاکٹر حسن رضا پٹنہ، حضرت مولانا مجاہد حسین رضوی مصباحی استاذ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، حضرت مولانا سیف اللہ علیمی کولکاتا حضرت مولانا نوشاد عالم مصباحی استاذ دارالعلوم غریب نواز شیشہ باڑی اتر دیناج پور، جب کہ مداح رسول حضرت مولانا عادل رضا نعیمی مرادآبادی اور شعیب رضا وارثی نے نعت ومنقبت کے اشعار پیش کیے۔

۳۰/ دسمبر کو صبح نو بجے سے امام احمد رضا نیشنل سیمینار کا آغاز ہوا، مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی مصباحی رکن المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ نے صدارت کے فرائض انجام دیے اور حضرت مولانا مفتی محمد ساجد رضا مصباحی چیف ایڈیٹر سہ ماہی پیغام مصطفیٰ اتر دیناج پور نے نظامت فرمائی، حضرت مولانا توحید عالم مصباحی کی تلاوت سے سیمینار کا آغاز ہوا، ناظم سیمینار نے ملک کے مختلف گوشوں سے تشریف لانے والے مندوبین کا مختصر اور جامع تعارف پیش فرمایا۔ تحریری خطبہ استقبالیہ حضرت مولانا سبحان رضا مصباحی نے پیش کیا، سیمینار کے لیے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر تقریباً سترا ہم اور گراں قدر مقالات موصول ہوئے تھے، جن میں سے صرف تیرہ مقالات کی تلخیص پیش کی جاسکی، جن مندوبین نے مقالات پیش کیے ان کے اسما حسب ذیل ہیں:

حضرت مولانا ڈاکٹر حسن رضا پٹنہ، حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی مبارک پور، حضرت مولانا مجاہد حسین رضوی مصباحی استاذ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی، گھوسی، حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد، پٹنہ بہار، حضرت مولانا ڈاکٹر سجاد عالم رضوی مصباحی کولکاتا، حضرت مولانا مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی، التفات گنج امبیڈکر نگر، حضرت مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی راے بریلی، حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی پھپھوند شریف، حضرت مولانا اختر الاسلام علیمی مصباحی، چریا کوٹ، حضرت مفتی قطب الدین رضا مصباحی دربھنگہ بہار، حضرت مولانا مفتی رفیق الاسلام مصباحی کولکاتا، حضرت مفتی عارف حسین قادری مصباحی کان پور۔ حضرت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی نے خطبۂ صدارت پیش فرمایا اور حضرت مولانا مفتی ذوالفقار علی رشیدی مصباحی بانی جامعۃ الزہرا للبنات رساکھوا نے علماے اہل سنت اتر دیناج پور کی جانب سے تمام مندوبین اور دور دارز سے تشریف لانے والے علماے کرام اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

۳۰/ دسمبر ۲۰۱۸ء کو بعد نماز عشا امام احمد رضا کانفرنس کی آخری شب تھی، حضرت مفتی ذوالفقار علی رشیدی مصباحی نے صدارت فرمائی اور مولانا قیصر اعظمی نے نقابت کے فرائض انجام دیے، ابتدائی خطاب بنگلہ زبان کے خطیب حضرت مفتی محمد نعیم الدین رضوی مرشد آباد نے فرمایا، اس کے بعد بالترتیب حضرت مفتی فیروز عالم مصباحی صدر المدرسین دارالعلوم شہودیہ بھینس پیٹہ، حضرت مولانا غلام رسول بلیاوی، حضرت مولانا شارب ضیا رضوی مصباحی نے شان دار خطاب فرمایا، سب سے اخیر میں ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا توصیف رضا آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف رونق اسٹیج ہوئے اور مدلل خطاب فرمایا۔ صلاۃ وسلام اور حضرت توصیف ملت کی دعاؤں پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس جشن میں کثیر تعداد میں سامعین اور علماے کرام نے شرکت کی۔ پروگرام کو کامیاب بنانے میں مولانا احمد رضا قادری، مولانا شکیل انور مصباحی، مولانا اسمعیل رضوی، مولانا شاکر رضا نظامی اور قرب جوار کے مدارس کے اساتذہ کی محنتیں شامل رہیں۔ از: محمد مظفر حسین رضوی

خادم دارالعلوم فیض عام کونہ ونوری نگر کمات اتر دیناج پور بنگال

سہلاؤ شریف میں ۱۵۱؍واں عرس بخاری وسالانہ جلسہ دستار فضیلت

۹ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸؍ نومبر ۲۰۱۸ء امسال بھی دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف میں قطب تھار حضرت مخدوم پیر سید حاجی عالی شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کا ۱۵۱؍واں، حضرت پیر سید علاء الدین شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کا ۴۷؍واں وبانی دارالعلوم انوار مصطفیٰ حضرت پیر سید کبیر احمد شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کا پانچواں ”عرس بخاری وسالانہ جلسۂ دستار فضیلت“ گل گلزار قادریت وبرکاتیت، امین ملت حضرت پروفیسر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مد ظلہ العالی، سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی سرپرستی و پیر طریقت حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری سہلاؤ شریف کی قیادت میں شرعی مراسم کی پابندی کرتے ہوئے انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ منایا گیا۔

اولاً بعد نماز فجر اجتماعی قرآن خوانی ہوئی۔ پھر تقریباً ۸؍ بجے صبح عرس بخاری و جلسۂ دستار فضیلت کی تقریب کی پہلی نشست کی شروعات تلاوت کلام ربانی سے ہوئی۔ دارالعلوم وشاخہائے دارالعلوم کے ہونہار طلبہ یکے بعد دیگرے دینی ومذہبی نیز اصلاح معاشرہ و معمولات اہل سنت کے جواز واستحسان پر مشتمل تقاریر اور بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نعت نیز بزرگان دین کی شان میں منقبتی اشعار پیش کرتے رہے۔ تقریباً ۱۰؍ بجے اشفاقیہ ہاسٹل (شاخ دارالعلوم اسحاقیہ جورپور) کے انچارج حضرت مولانا محمد آدم اشفاقی منبر نور پر تشریف لائے اور انہوں نے اچھا خطاب کیا۔ آپ کے خطاب کے بعد ناظم اجلاس حضرت مولانا محمد حسین قادری انواری نے جانشین مفتی اعظم راجستھان حضرت الحاج مفتی شیر محمد خان رضوی، شیخ الحدیث دار العلوم اسحاقیہ جودھ پور کو ختم بخاری شریف کی مقدس رسم ادکرانے کے لیے دعوت دی۔ آپ نے پہلے عظمت میلاد مصطفیٰ نیز مسلمانوں کے اندر در آئے کچھ غلط رسم ورواج کے خاتمہ کرنے کی بہتر تدابیر پر عوام اہل سنت کو خطاب فرمایا پھر امسال کے فارغین بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔ صلاۃ وسلام ودعا پر یہ مجلس اختتام پزیر ہوئی۔

بعد نماز ظہر دوسری مجلس کی بھی شروعات تلاوت کلام اللہ سے ہوئی۔ اس مجلس میں بھی دارالعلوم وشاخہاے دارالعلوم کے طلبہ نے اپنا دینی و مذہبی نیز ثقافتی پروگرام (نعت ومنقبت، تقریر ومکالمہ اور غزل ”سندھی نعت شریف“) پر مشتمل اردو۔ عربی، فارسی، سندھی، ڈھاٹی وانگلش زبان میں پیش کیا۔

بعد نماز عصر دارالعلوم کے صدر گیٹ سے جلوس چادر خانقاہ عالیہ بخاریہ کے صاحب سجادہ نور العلما پیر طریقت حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری اور ان کے برادران حضرت سیدہ پیر ابراہیم شاہ بخاری وسید پیر داون شاہ بخاری، سید غلام شاہ بخاری، سید اسماعیل شاہ بخاری نیز دیگر سادات کرام وعلماے ذوی الاحترام کی قیادت میں سندھی مولود شریف کے جلو میں روانہ ہوکر درگاہ شریف پہنچا۔ جلوس کے درگاہ شریف پہنچنے سے قبل ہی احقر شیخ طریقت، گل گلزار قادریت وبرکاتیت، تاجدار مارہرہ حضور امین ملت مد ظلہ العالی کو درگاہ شریف میں عقیدت مندوں کے ازدحام سے بچاتے ہوئے پہنچادیا۔ درگاہ شریف میں حضور امین ملت مد ظلہ العالی وصاحب سجادہ آستانہ عالیہ بخاریہ ودیگر علماو مشائخ کے بدست چادر پوشی وگل پاشی کی رسم ادا کرنے کے ساتھ اجتماعی فاتحہ خوانی کی گئی، صلاۃ وسلام پڑھا گیا اور حضور امین ملات مد ظلہ العالی نے درگاہ شریف میں آرام فرما سبھی بزرگان دین کی ارواح کو ایصال ثواب کرنے کے ساتھ عرس میں تشریف لائے سبھی زائرین کی صلاح وفلاح نیز وطن عزیز میں امن وسلامتی کی خصوصی دعا کی۔

بعد نماز مغرب دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ نے اصلاح عقائد واعمال واصلاح معاشرہ پر مشتمل متعیّنہ عناوین کے تحت دینی ومذہبی پروگرام پیش کیا۔ جسے علماو عوام نے خوب پسند کیا اور داد ودہش سے نوازا۔ بعد نماز عشا، باقاعدہ علماے کرام کا پروگرام قاری عبدالرزاق انواری کے ذریعہ تلاوت کلام ربانی سے ہوا۔ پھر حضرت مولانا محمد ایوب اشرفی، حضرت مولانا قاری نور محمد رضوی جیسلمیر، حضرت مولانا محمد پٹھان سکندری، حضرت حافظ وقاری سراج احمد بھروچ، حضرت قاری محمد شریف کلول احمد آباد، حضرت مولانا محمد یونس مصباحی باسنی، حضرت مولانا کمال الدین سہروردی، حضرت مولانا مفتی رجب علی قادری، حضرت مولانا سید محمد نور میاں اشرفی جیلانی جودھ پور، نے مختلف عنوانات پر مختصر خطابات کیے اور دارالعلوم انوار مصطفیٰ سہلاؤ شریف اور اس کے بانی، ذمہ داران واساتذہ کی خدمات وکارکردگی پر گراں قدر تاثرات پیش کیے۔ اس کے بعد حضرت مفتی محمد اشرف رضا برکاتی، شیخ الحدیث دار العلوم اہل سنت مدینۃ العلوم رتن پور نے جشن عید میلادالنبی، جلوس عید میلاد النبی ودیگر معمولات اہل سنت کے اثبات اور اصلاح معاشرہ پر بہت ہی عمدہ خطاب کیا۔ پھر خطیب خصوصی حضرت مفتی شمس الدین قادری کیرانہ نے بہت ہی مفکرانہ اور بے باکانہ خطاب کیا۔ آپ کے فکری خطاب کو لوگوں نے خوب پسند کیا۔ خطبا کے درمیان کئی نعت خواں حضرات بالخصوص حضرت پیر سید سہیل میاں بیلانی بیکانیر، قاری محمد شریف باسنی، حافظ وقاری عطاالرحمن انواری اور مولانا قاری محمد جاوید سکندری انواری نے منظوم خراج عقیدت پیش کیے۔ **پھر دارالعلوم انوار مصطفیٰ کے ذمہ داران اور خانقاہ عالیہ**

بخاریہ کی طرف سے عالم باعمل حضرت مولانا حافظ و قاری اللہ بخش اشرفی انچارج سنی تبلیغی جماعت باسنی کی خدمت میں ان کی دینی و مذہبی، تبلیغی و تعمیری، تدریسی، تربیتی و اصلاحی نیز تقریری خدمات کے اعتراف واظہار میں علماو مشائخ بالخصوص حضور امین ملت مدظلہ العالی کے مقدس ہاتھوں "مخدوم جہانیاں ایوارڈ" اور "سپاس نامہ" پیش کیا گیا۔ سپاس نامہ دارالعلوم کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی نے پڑھ کر سنایا۔ ساتھ ہی حضور امین ملت مد ظلہ العالی نے آپ کو "سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ" کی اجازت و خلافت سے بھی نوازا اور اپنا عمامہ شریف حافظ صاحب کے سر پر باندھا اور ارشاد فرمایا کہ "عرس قاسمی برکاتی کے موقع پر آپ کو تحریری خلافت بھی دی جائے گی۔

آخر میں حضور امین ملت مد ظلہ العالی نے اپنے ناصحانہ خطاب سے لوگوں کو نوازا۔ آپ کے خطاب نایاب کے بعد امسال دارالعلوم سے فارغ ہونے والے پانچ طلبہ کو فضیلت اور چار کو سند و دستار قرأت سے نوازا گیا۔ دارالعلوم کے مہتمم و شیخ الحدیث اور خانقاہ عالیہ بخاریہ کے صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت علامہ الحاج سید نور اللہ شاہ بخاری مد ظلہ العالی نے ہدیہ تشکر پیش کیا۔ اس پروگرام میں خصوصیت کے ساتھ یہ حضرات شریک رہے۔ شہزادۂ مفتی تھار حضرت مولانا عبد المصطفیٰ نعیمی سہروردی، حضرت مولانا محمد اکبر قادری برکاتی، علی گڑھ، حضرت مولانا الحاج محمد قاسم دلکش اشرفی جودھپور، حضرت مولانا علی حسن صاحب اشفاقی، مولانا محمد رفیق، مفتی غلام سرور نعیمی، وغیرہم۔ صلوۃ و سلام اور قبلہ امین ملت مد ظلہ العالی کی رقت آمیز دعا پر یہ پروگرام اختتام پزیر ہوا۔ از: باقر حسین قادری برکاتی

خادم: دارالعلوم انوار مصطفیٰ، سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

جامعہ اشرفیہ میں مسابقۂ علومِ حدیث

مورخہ ۱۴؍ فروری بروز جمعرات تنظیم افکار رضا (طلبۂ دیناج پور) کی طرف سے عزیز المساجد جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے وسیع و عریض صحن میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ حسب اعلان "مسابقہ علوم حدیث" کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کی ابتدا مولانا قاری عمران رضا نے تلاوت قرآن پاک سے کی، اور نعتیں پیش کی گئیں، ان کے بعد مسابقہ کا پروگرام منتخب طلبہ کے مابین شروع ہوا، بطور ممتحن اور جج درج ذیل اساتذہ شامل تھے:

حضرت مولانا محمد صدر الوریٰ قادری مصباحی، حضرت مولانا محمد ساجد رضا مصباحی، حضرت مولانا محمد دستگیر عالم مصباحی، حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی اور حضرت مولانا محمد رئیس اختر مصباحی۔

دیگر اساتذہ میں حضرت مولانا سعید مصباحی، حضرت مولانا شہروز مصباحی اور حضرت مولانا ذیشان مصباحی نے اس میں شرکت فرمائی۔

فائنل مسابقہ کے لیے ۱۴؍ طلبہ منتخب ہوئے تھے، یکے بعد دیگرے سب نے جج حضرات کے سوالات و ایرادات کا وافی جواب دیتے ہوئے بہت حد تک کامیاب ہونے کی کوشش کی۔

اس مرحلہ کے بعد حضرت مولانا محمد صدر الوریٰ قادری نے سامعین سے علومِ حدیث سے متعلق بہت ہی پر مغز اور جامع خطاب فرمایا، اس کے بعد مولانا شہباز برکاتی دیناج پوری نے طلبۂ دیناج پور کی طرف سے ہدیۂ تشکر پیش کیا۔

پھر نقیب مسابقہ حضرت مولانا و مفتی زاہد علی سلامی مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ) نے نتیجہ اور رزلٹ کا اعلان کیا اور طلبہ کے مابین انعامات تقسیم کیے۔

وہ طلبہ جنھوں نے اول دوم سوم پوزیشن حاصل کی ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اول پوزیشن: محمد صدام حسین دہلی، جماعت سابعہ (انعام: [۱] شرح صحیح مسلم مکمل سات جلدیں [۲] فتاویٰ جامعہ اشرفیہ [۳] نقد ۱۵۰۰ روپے [۴] شیلڈ [۵] سند)

دوم پوزیشن: محمد ابو بکر، بیر بھوم، جماعت سادسہ (انعام: [۱] جامع الاحادیث مکمل دس جلدیں [۲] فتاویٰ جامعہ اشرفیہ [۳] نقد ۱۰۰۰؍ روپے [۴] شیلڈ [۵] سند)

سوم پوزیشن: محمد غلام ربانی، اتر دیناج پور، جماعت ثالثہ (انعام: [۱] ضیاء النبی مکمل ۷؍ جلدیں [۲] فتاویٰ جامعہ اشرفیہ [۳] نقد ۵۰۰؍ روپے [۴] شیلڈ [۵] سند)

ترغیبی انعا: باقی گیارہ طلبہ کو نزہۃ المجالس و سند سے نوازا گیا، اخیر میں صلاۃ و سلام و دعا خوانی ہوئی اور پھر تقسیمِ تبرکات پر پروگرام اختتام پزیر ہوا۔

لائق مبارک باد ہیں تمام طلبہ سیمانچل و دیگر طلبہ اشرفیہ بالخصوص تنظیم افکار رضا محمد اعرف رضا، محمد علی رضا، محمد سہراب، محمد شہباز برکاتی، محمد ممتاز عالم، محمد حیدر پرواز، محمد اشرف رضا، محمد صدام حسین، محمد روح الامین، محمد منظر الحق، محمد مشتاق احمد اور راقم الحروف محمد منتظر القادری جنھوں نے اس پروگرام کے انعقاد کے لیے کوششیں کیں اور وہ تمام احباب بھی لائق مبارک باد ہیں جنھوں نے تعاون کیا۔

از: محمد منتظر القادری، جماعت سابعہ جامعہ اشرفیہ